وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ (البقرة)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

# خطباتِ قادریہ

(جلد سوم)

## FORTY ADDRESSES OF FRIDAY PRAYER
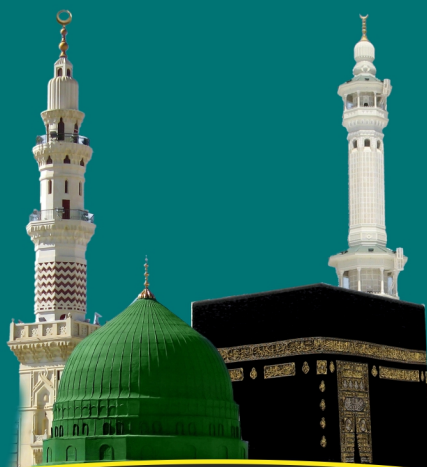
تالیف


## ڈاکٹر سید محمود قادری

❁ خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

❁ خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب حیدر آبادی مدظلہ

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِo (البقرہ:۱۰۵)

ترجمہ: اوراللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خاص کرلیتا ہے جس کو چاہتا ہے،اوراللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

# خطباتِ قادریہ (جلدسوم)

## Forty Addresses Of Friday Prayer (Vol-III)


تالیف

ڈاکٹرسیّدمحمودقادری

☆ خلیفہ ومجازحضرت مولانامحمدقمرالزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

باسمہٖ تعالیٰ

# کتاب سے متعلق ضروری معلومات

جملہ حقوق بحقِ مولف محفوظ ہیں

نام کتاب : خطباتِ قادریہ (جلد سوم)

نام مؤلف : ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب

سنِ اشاعت : ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴۴۰ھ

طباعت :

کمپوزنگ : محمد انس شیخ

8147837988

باراوّل : 1000عدد

ناشر اور ملنے کا پتہ : خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی،

جامع مسجد روڈ، وجئے پور۔ (کرناٹک)

فون نمبر: 7019429104

# خطباتِ قادریہ

(جلد سوم)

## مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے چند باکمال مریدین جو دوسرے مشائخ کے مجاز بنے۔

۱) الحاج محی الدین منیری بھٹکل

خلیفہ حضرت شاہ محمد موسی مہاجر مدنی خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

۲) موسیٰ مولانا معین اللہ ندوی اندوری

خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری

۳) مولانا واضح رشید ندوی

خلیفہ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

۴) مولانا سید حمزہ حسنی ندوی

خلیفہ حضرت صوفی محمد انعام لکھنوی وخلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

۵) حضرت مولانا سلمان حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۶) حضرت مولانا سید بلال حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۷) ڈاکٹر سید محمود قادری بیجاپوری

خلیفہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی مدظلہ العالی

**رقم کردہ**

محمود حسن حسنی ندوی۔ ۱۵ شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ۔ بمقام: مکان ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب بیجاپور۔

باسمہٖ تعالیٰ

# عرضِ مؤلف

**الحمد للّٰہ حمدًا کثیرًا وطیبًا وبارکًا فیہ کما یحب ربنا ویرضی**

بتوفیقِ الٰہی خطباتِ قادریہ کی تیسری جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ اس سے قبل خطبات میں اس بات کا ذکر آگیا ہے کہ ناچیز کے خطباتِ جمعہ کا سلسلہ نہم جماعت سے شروع ہوا اور الحمد للہ کہ اب تک جاری ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے پوری امید ہے کہ تاحیات یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

ناچیز کا اصول یہ ہے کہ کسی خاص موضوع پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تیاری کرکے حاضرین کے سامنے اپنی بات رکھتا ہے۔ عربی خطبہ سے پہلے جو بیانات ہوتے ہیں وہ کسی اہم اور ضروری موضوع کے متعلق ہوتے ہیں اور کبھی کوئی موضوع وسیع الاطراف ہے تو کئی جمعہ اس کے مختلف پہلو حاضرین کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تمام خطبات ناچیز کی ڈائریوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ اکثر سامعین کا یہ تقاضہ رہا کہ ان بیانات کو تحریری شکل دے کر طبع کیا جائے تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ جب خطباتِ قادریہ کی دوجلدیں طبع ہوکر علماء تک پہنچیں تو بعض علماء کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ انہوں نے ان خطبات کو مفید سمجھ کر جمعہ میں پیش کرنا شروع کردیا ہے۔ ناچیز کے لئے یہ بڑی مسرت انگیز خبر ہے۔ کاش کہ

زیادہ سے زیادہ علماء ان خطبات کو جمعہ میں سناتے۔

ناچیز نے اپنے مشفق اور مہربان بزرگ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم (صدر رابطہ وفاق المدرس العربیہ مرھٹواڑہ، اورنگ آباد۔ مہاراشٹر) سے اس مسودہ کی تصحیح اور تبصرہ کی گزارش کی۔ حضرت والا نے ایک وقیع مقدمہ رقم فرما کر خطبات کی اہمیت اور افادیت واضح کردی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ اس ناچیز نے قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ کا خود ترجمہ کرنے کے بجائے مستند تراجم سے نقل کردیا ہے۔ لفظی ترجمہ کے بجائے مطلب خیز ترجمہ کو ترجیح دی ہے۔ قرآنی آیات کا ترجمہ اکثر سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کی تفسیر ''کشف الرحمٰن'' اور حضرت تھانویؒ کی تفسیر ''بیان القرآن'' سے اور احادیثِ نبوی کا ترجمہ اور تشریح شرح مشکوٰۃ ''مظاہرِ حق'' اور ''توضیحات'' سے لیا گیا ہے۔ قارئین کے ذہن میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ بیانات کو تحریری شکل دی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تبصرہ

## خطباتِ قادریہ کی اشاعت واہمیت وافادیت

از فرق تا بہ قدم ہر کجا کی می نگرم

کرشمۂ دامنِ دل می کشد کہ جا این جا است

اس فارسی شعر کے معنی ومطلب جب تک قارئین نہیں جانیں گے اس شعر کا لطف حاصل نہیں کر سکیں گے، نئی نسل کے لوگوں کو میں اپنی بزم میں شریک کرتا ہوں، یہ شعر درگاہِ بندہ نواز کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔

شاعر اپنے محبوب کی شان میں کہتا ہے کہ اے میرے دل میں بسنے والے تو کتنا حسین، خوبصورت ونورانی ہے کہ میں سر سے پاؤں تک جدھر بھی دیکھتا ہوں تیرا ہر گوشہ کہتا ہے کہ دیکھنے کا حقدار میں بھی تو ہوں، میرا دل ہر طرف کھینچا چلا جاتا ہے کہ میری طرف ایک نظرِ کرم کر دیجئے۔ مجھے بھی دیکھیئے، مجھے زبان حال سے دعوت نظارہ اور نظرِ کرم کی درخواست کرتا ہے۔تشریح نما مطلب خیز ترجمہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت ڈاکٹر سید محمود قادری سابق میڈیکل آفیسر متوطن بیجاپور کرناٹک خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی کے ''خطباتِ قادریہ (جلد سوم)'' مذکورہ شعر کے مصداق ہیں۔ حضرت ڈاکٹر سید محمود

قادری صاحب مدظلہ ایک طرف جسمانی معالج ہیں تو دوسری طرف روحانی مصلح اور تزکیۂ نفس کے پیرو شیخ ہیں، اس اعتبار سے میرا تاثر ہے۔

گلستان میں جا کر ہر ایک گل کو دیکھا

نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

یوں تو خطبات کی بہت ساری کتابیں موجود ہیں مگر جو مقام ''خطباتِ قادریہ'' کا ہے وہ اور کسی خطبات کا نہیں ہے، میرے مطالعہ میں پہلے سے خطباتِ قادریہ کی جلد اول اور دوم ہے، اب جلد سوم کا بھی میں نے مطالعہ کرلیا ہے تو بلا مبالغہ عرض ہے کہ اپنے اسلاف و اکابر کے کتب سے استفادہ کے ساتھ ساتھ قرآنِ مجید اور حدیثِ رسول کو عام فہم زبان میں قوم وملت کی اصلاح مثلاً عقائد کی تصحیح اور غلط اعمال اور معلومات کی درستگی ہر جمعہ کو فرماتے ہیں پھر آج کے اختصار پسندی کے زمانے میں ناظرین وقارئین کی رعایت بھی فرماتے ہیں، خطباتِ قادریہ کی ہر جلد کو دیکھیں تو مختلف موضوعات کی اشاعت چالیس عدد پر ختم ہوگی۔ ہر موضوع تقریباً ۲۵ منٹ کا ہے۔

خطباتِ قادریہ جلد سوم ہمارے سامنے ہے اسمیں بھی چالیس موضوعات قرآن وحدیث کی روشنی میں مختلف پیرایہ میں مختصر انداز میں پیش کی ہیں۔ آپ کے خطباتِ قادریہ کی تاثیر میں آپ کی نسبتِ قادری کو بڑا دخل ہے، آپ کا سلسلۂ نسب بغداد کے شیخ حضرت سید عبد القادر جیلانی سے اکیسویں (۲۱) پشت پر جا ملتا ہے جس

کا احترام ضروری ہے۔

حضرت محترم ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب عمر کے جس مرحلے میں ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سے دین کا کام خوب لے رہا ہے۔ ہم آپ کے مشاغل، معمولات وخط وکتابت، مصروفیات کو دیکھتے ہیں جسمیں تصنیف وتالیف بھی ہے تو یہ سب کچھ آپ کی روحانی طاقت کا نتیجہ ہے۔ بڑھاپے میں اکثر لوگ آرام طلبی اور راحت رسانی کو چاہتے ہیں۔ یہ آپ کے رشد وہدایت کا جذبہ ہے کہ روزانہ شہر بیجاپور میں بعد نمازِ فجر مسجدِ تقویٰ میں تذکیر القرآن اور جامع مسجد میں بعد نمازِ مغرب درسِ حدیث دینا اور بعد نمازِ عشاء کالی مسجد میں درسِ قرآن دینا اور بعد نمازِ عصر مسجدِ تقویٰ میں کتابی تعلیم یعنی فضائل اعمال پڑھنا، جمعہ کے روز مسجدِ تقویٰ میں خطبۂ جمعہ دینا پھر سنیچر کے دن رات کو ساڑھے ۹ بجے خانقاہِ قادریہ گوڈیہال کالونی میں اصلاحی تعلق رکھنے والوں کو مصلحانہ خطاب کرنا، الاستقامۃ فوق الکرامۃ کے مصداق ہے۔ اب اہلِ بیجاپور سے خصوصاً اور بیرونی حضرات سے عموماً اس نعمتِ غیر مترقبہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک طرف مجالسِ معرفت میں بیٹھے رہیں اور دوسری طرف خطباتِ قادریہ کی جلدیں شائع ہوتی رہیں تو ان سے استفادہ کریں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ائمہ مساجد کے لئے جمعہ کے خطبے سے پہلے بیان کرنے کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ امید ہے کہ ائمہ مساجد خطباتِ قادریہ کو جمعہ کے روز جمعہ کی نماز سے پہلے پڑھیں گے۔

ہم اپنے تبصرہ کو اس آیتِ کریمہ پر ختم کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ حضرت ممدوح کا سایہ تادیر قائم رکھے تاکہ مخلوق کو علمی، روحانی، عرفانی، اصلاحی فائدہ ہو سکے۔

**وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ٥** (البقرة:۱۰۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

محمد عبداللہ قاسمی

صدر رابطہ وفاق المدارس مرہٹواڑہ

وسپریم صدر مجلس علماء والائمہ مرہٹواڑہ

اورنگ آباد۔ مہاراشٹر

دستخط

25-1-2020

مہر

# فہرست مضامین

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱) علم کی اہمیت

**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ**

**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَo خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُo الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِo عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْo** (علق ۔۵-۱)

**صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔**

ترجمہ: اے نبی آپ اپنے رب کا نام لے کر (قرآن) پڑھیئے جس نے (ساری کائنات) کو پیدا کیا۔جس نے انسان کوایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔آپ (قرآن) پڑھیئے کہ آپ کا رب بہت کرم کرنے والا ہے۔جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔اس نے انسان کووہ علم سکھایا جووہ نہیں جانتا تھا۔

سورۂ علق کی یہ پانچ آیات پہلی وحی ہیں جو نبی ﷺ پرنازل ہوئیں جب کہ

آپ ﷺ غارِ حرا میں تھے۔ نبی ﷺ اُمی ہیں اور پوری قوم ہی اُمیین کے نام سے موسوم کی جاتی ہے اور پہلی وحی آرہی ہے پڑھنے اور علم حاصل کرنے کے بارے میں، اس سے علم کی اہمیت اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ صحیح احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ پر وحی کا آغاز رویائے صادقہ سے ہوا۔ رات کو جو بات آپ خواب میں دیکھتے صبح کو اس کا ظہور ہو جاتا۔ اس کے بعد آپ کا میلان تنہائی اور گوشہ نشینی کی طرف ہوا۔ آپ ﷺ مکہ معظّمہ کے قریب ایک پہاڑی غار میں جس کو ''غارِ حرا'' کہتے ہیں، تشریف لے جانے لگے اور وہاں جا کر اللہ کی یاد میں بیٹھ جاتے، اس عبادت کو ''تحنُّس'' کہا گیا ہے۔ جاتے ہوئے آپ اپنا توشہ لے کر جاتے اور کئی کئی دن اس غار میں تسبیح اور تہلیل میں مشغول رہتے۔ جب کھانا ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور کھانا تیار کروا کے لے جاتے۔ ایک روز اس غار کے چشمہ کے قریب ہاتھ منہ دھو رہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور **اقرأ** سے **مالم یعلم** تک پانچ آیتیں سنائیں۔ بعض روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سبز ریشمی کپڑے پر یہ آیتیں لکھی ہوئی آپ کو دکھائیں اور کہا **اقرأ** (پڑھیئے) آپ نے فرمایا **ما انا بقارئ** (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں)۔ جبرئیلؑ نے آپ کو سینے سے لگا کر بھینچا اور چھوڑ کر فرمایا **اقرأ**، آپ نے پھر فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا پھر جبرئیلؑ نے سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں پڑھیں۔ آپ ﷺ لرزتے، کانپتے گھر پہنچے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا کہ مجھے لحاف اڑھاؤ مجھے اندیشہ ہے کہ

اس صدمہ سے میری جان نہ جاتی رہے۔ حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جنہوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا اور تورات وانجیل کے عالم تھے۔ انہوں نے تمام قصہ سن کر فرمایا یہی وہ ناموسِ اکبر ہے جو پیغمبروں کے پاس اللہ کا پیغام لے کر آتا ہے۔ کاش کہ میں جوان ہوتا اور آپ کی مدد کرتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی۔ چند ہی روز کے بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا۔

آیات میں فرمایا گیا ہے کہ آپ اپنے رب کے نام سے، اس کی برکت اور مدد سے پڑھیئے۔ جس نے ولادت سے اس وقت تک آپ کی عجیب ونرالی شان سے تربیت فرمائی ہے، کیا وہ آپ کو ادھر چھوڑ دے گا؟ ہر گز نہیں۔ اس کے نام پر آپ کی تعلیم ہو گی جس کی مہربانی سے تربیت ہوئی ہے۔ پھر فرمایا گیا جس نے ساری کائنات کو پیدا کیا ہے کیا وہ صفتِ قرأت تم میں پیدا نہیں کرسکتا؟ انسان کی پیدائش ایک جمے ہوئے خون سے ہوئی جس میں نہ شعور ہے، نہ علم ہے، نہ ادراک؛ محض جمادِ لایعقل ہے۔ پھر جو خدا جمادِ لایعقل کو انسانِ عاقل بناتا ہے وہ ایک عاقل کو کامل اور ایک اُمی کو قاری و عالم نہیں بنا سکتا؟ یہاں تک قرأت کا امکان ثابت کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں ہے کہ باوجود اُمی ہونے کے قاری بنا دے۔ آگے اس کی فعلیت پر متنبہ فرمایا گیا ہے۔ یعنی آپ کی تربیت جس شان سے کی گئی ہے اس سے آپ کی کامل استعداد اور لیاقت نمایاں ہے۔ ادھر سے استعداد میں قصور نہیں

ہے ادھر سے مبدأ فیاض میں بخل نہیں ہے بلکہ وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔ پھر وصولِ فیض میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے ضرور یونہی ہو کر رہے گا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت نے کبھی لکھا پڑھا نہ تھا، فرمایا کہ قلم سے بھی علم وہی دیتا ہے یوں بھی وہی دے گا اور ممکن ہے ادھر بھی اشارہ ہو جس طرح مُفیض (فیض پہنچانے والا) اور مُستفیض (فیض حاصل کرنے والا) کے درمیان قلم واسطہ ہوتا ہے۔ اللہ اور محمد ﷺ کے درمیان جبرئیلؑ محض ایک واسطہ ہیں جس طرح قلم کے توسط سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مستفیض سے افضل ہو جائے ایسے ہی یہاں حقیقتِ جبریلیہ کا حقیقتِ محمدیہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ انسان کا بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو کچھ جانتا نہیں۔ آخر اسے رفتہ رفتہ کون سکھاتا ہے بس وہی ربِ قدیر جو انسان کو جاہل سے عالم بناتا ہے، اپنے ایک اُمی کو عارفِ کامل بلکہ تمام عارفوں کا سردار بنا دے گا۔ (تفسیرِ عثمانی)

## علم کی فضیلت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو علم ہی کی بنیاد پر زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ حالانکہ فرشتے نہایت مطیع اور فرمانبردار مخلوق ہیں اور جن جو بڑی طاقت رکھنے والی مخلوق ہیں ان کے مقابلہ میں آدمؑ کو اس لئے منتخب کیا گیا کہ آپ کے اندر علم حاصل کرنے کی صلاحیت موجود تھی جس کا ذکر قرآن میں سات مقامات پر آیا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا:

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً قَالُوۡٓا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّىۡٓ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ o وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ o قَالُوۡا سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ الۡحَكِيۡمُ o قَالَ يٰٓـاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّىۡٓ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ o وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡٓا اِلَّآ اِبۡلِيۡسَ اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ o (البقرہ۔۳۴-۳۰)

ترجمہ: اور وہ واقعہ قابلِ ذکر ہے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ یقیناً میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔فرشتوں نے کہا کیا آپ زمین میں ایسے شخص کو پیدا کریں گے جو اس میں فساد اور خون ریزی کرے (یعنی اس کی اولاد) اور ہم آپ کی حمد وثناء کے ساتھ تسبیح کرتے اور آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔اور اللہ نے تمام چیزوں کے نام آدمؑ کو سکھا دیئے پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو رکھ دیں پھر فرشتوں سے کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ۔فرشتوں نے کہا آپ کی ذات پاک ہے ہم کو معلوم نہیں مگر اسی قدر جتنا آپ نے ہم کو سکھا دیا ہے بے شک آپ ہی بڑے علم بڑی حکمت والے ہیں۔تب اللہ نے فرمایا اے آدم تو ان چیزوں کے نام فرشتوں کو

بتا دے پس جب آدمؑ نے فرشتوں کو ان اشیاء کے نام بتائے تو اللہ نے کہا کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ بے شک میں آسمان و زمین کی تمام مخفی چیزوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم پوشیدہ رکھتے ہو وہ سب مجھ کو معلوم ہے اور جب ہم نے حکم دیا تمام فرشتوں کو سجدہ کرو آدمؑ کے سامنے تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے۔ اس نے تعمیلِ حکم سے انکار کیا اور اپنے کو بڑا سمجھا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

اس سے علم کی فضیلت عبادت پر ثابت ہوئی۔ دیکھئے عبادت میں ملائکہ اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ معصوم، مگر علم میں چونکہ انسان سے کم ہیں اس لئے مرتبۂ خلافت انسان ہی کو عطا ہوا اور ملائکہ نے بھی اس کو تسلیم کر لیا اور ہونا بھی یوں ہی چاہئیے کیونکہ عبادت تو خاصہ مخلوقات ہے خدا کی صفت نہیں۔ البتہ علم خدائے تعالیٰ کی صفت اعلیٰ ہے اس لئے قابلِ خلافت یہی ہوئے کیونکہ ہر خلیفہ میں اپنے مستخلف عنہ کا کمال ہونا ضروری ہے۔ جب حضرت آدمؑ کا خلیفہ ہونا مسلم ہو چکا تو فرشتوں کو اور ان کے ساتھ جنات کو حکم ہوا کہ حضرت آدمؑ کی طرف سجدہ کریں اور ان کو قبلۂ سجود بنائیں جیسا سلاطین اپنا اول ولیعہد مقرر کرتے ہیں پھر ارکان دولت کو نذریں پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تا کہ کسی کو سرتابی کی گنجائش نہ رہے چنانچہ سب نے سجدۂ مذکور ادا کیا سوائے ابلیس کے کہ اصل سے جنات میں تھا اور ملائکہ کے ساتھ کمالِ اختلاط رکھتا تھا اور سبب اس سرکشی کا یہ ہوا کہ جنات چند ہزار سال سے زمین میں متصرف تھے اور آسمان پر بھی جاتے تھے جب ان کا فساد اور خون ریزی بڑھی تو ملائکہ نے بحکمِ الٰہی

بعض کو قتل کیا اور بعض کو جنگل پہاڑ اور جزائر میں منتشر کر دیا۔ ابلیس ان میں بڑا عالم و عابد تھا اس نے جنات کے فساد سے اپنی بے لوثی ظاہر کی، فرشتوں کی سفارش سے یہ بچ گیا اور ان ہی میں رہنے لگا اور اس طمع میں کہ تمام جنات کی جگہ اب صرف میں زمین میں متصرف بنایا جاؤں، عبادت میں بہت کوشش کرتا رہا اور خلافتِ ارض کا خیال پکاتا رہا۔ جب حکمِ الٰہی حضرت آدمؑ کی نسبت خلافت کا ظاہر ہوا تو ابلیس مایوس ہوا اور عبادتِ ریائی کے رائیگاں جانے پر جوشِ حسد میں سب کچھ کیا اور ملعون ہوا۔ (تفسیرِ عثمانی)

اب فضائلِ علم کی چند احادیث سنیئے۔

۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمَسْلِمَةٌ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے اور نا اہلوں کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے سوروں کو جواہرات موتی اور سونا پہنانا۔

اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ مختلف طریقوں سے یہ حدیث آئی ہے۔ اس لئے حدیث کے مضمون کی تقویت ہو جاتی ہے۔ علومِ ضروریہ تو ہر مسلمان پر فرض ہیں یعنی ہر عاقل بالغ مسلمان مرد و زن پر ''حالتِ

راہنہ'' کی حد تک علم فرض ہے۔ اس کے علاوہ مناشی اور مصادر اور مآخذ کا معلوم کرنا فرضِ کفایہ ہے۔

جو علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس سے مراد ایمانی و دینی فرائض وضروریات کا وہ علم ہے جس سے خالی رہ کر کوئی مسلمان اپنے ایمان، اپنے دین اور اپنی آخرت کو نہیں پا سکتا۔ ایک شخص نیا نیا مسلمان ہوتا ہے، اب اس کے لئے لازمی ہے کہ سب سے پہلے یہ جان لے کہ اس کا خالق کون ہے، اس کا رب اور معبود کون ہے، اس کے رب کی صفات کیا ہیں، اس کا رسول اور نبی کون ہے، اور وہ دوسری چیزیں کیا کیا ہیں جن کو جانے اور مانے بغیر کسی کا ایمان صحیح نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص ان باتوں کو نہیں جانتا اور ان باتوں کا علم نہیں رکھتا اور پھر اپنے کو مومن و مسلمان کہتا ہے تو چاہے دنیا والوں کی نظر میں وہ مومن و مسلمان کہلائے لیکن حقیقت میں اس کو مومن و مسلمان کیسے کہیں گے جب کہ اس کو ان باتوں کا ہی علم نہیں جو کسی شخص کے ایمان اور اسلام کی اساس و بنیاد بنتی ہیں۔ ایمان کے تعلق سے ان بنیادی باتوں کا علم حاصل کرنے کے بعد پھر جب عملی فرائض کا وقت آئے گا تو ان فرائض کے احکام جاننے اس کے لئے ضروری ہوں گے مثلاً نماز کا وقت آیا تو اس کو یہ جاننا واجب ہوگا کہ نماز کے احکام کیا ہیں، جب رمضان کا مہینہ آئے گا تو اس کو یہ جاننا واجب ہوگا کہ روزہ کے احکام کیا ہیں۔ جب اتنے مال کا مالک ہوگیا جس میں زکوٰۃ نکالنا واجب ہے تو اس کو یہ جاننا واجب ہوگا کہ زکوٰۃ کے احکام کیا ہیں۔ جب نکاح و شادی

کا وقت آیا تو اس کو یہ جاننا ضروری ہوگا کہ نکاح، طلاق، حیض اور نفاس وغیرہ ان چیزوں کے احکام کیا ہیں اور میاں بیوی کے معاملات سے تعلق رکھنے والے احکام ہیں۔ اسی طرح جب خرید وفروخت کرے گا تو اس وقت اس کو یہ جاننا واجب ہوگا کہ خرید وفروخت کے احکام ومسائل کیا ہیں۔ غرضیکہ مسلمان ہونے کے بعد اس کے سامنے جو جو مرحلہ اور جو بات پیش آئے گی اس کے شرعی احکام کا جاننا اس پر فرض ہوگا اور اگر وہ دین کا اتنا علم بھی حاصل نہیں کرے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ اس حدیث میں جس علم کا حاصل کرنا فرض ہے وہ علمِ اخلاص ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِلْمُ خَیْرٌ مِنَ الْعَبَادَةِ وَمِلَاكُ الدِّیْنِ الْوَرْعُ (کنزالعمال۔۲۸۶۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا علم عبادت سے بہتر ہے اور تقویٰ ہی دین کا سرمایہ ہے۔

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ سَاعَةً خَیْرٌ مِّنْ قِیَامِ لَیْلَةٍ وَطَلَبُ الْعِلْمِ یَوْمًا خَیْرٌ مِنْ صِیَامِ ثَلَاثَةِ اَشْهُرٍ (کنزالعمال۔۲۸۶۵۶)

ترجمہ: حضرت ان عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا رات میں تھوڑی دیر علم کا حاصل کرنا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ ایک دن علم کی تحصیل میں لگانا تین مہینوں کے روزوں سے افضل ہے۔

ان شاء اللہ آئندہ خطبہ میں آپ کے سامنے علم کے فضائل کے تعلق سے اور بھی احادیث پیش کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کا علم حاصل کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲) علم کی فضیلت (۱)

**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ**

**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ○ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○** (فاطر۔۲۸،۲۷)

**صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔**

ترجمہ: اے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی اتارا پھر اس پانی سے ہم نے گونا گوں رنگ کے پھل نکالے اور اسی طرح پہاڑوں کے بھی مختلف حصے اور ٹکڑے ہیں بعض سفید اور بعض سرخ پھر یہ سفید و سرخ

رنگ بھی آپس میں مختلف اور اترتے چڑھتے رنگ ہیں اور بجائے سفید اور سرخ کے گہرے سیاہ ہیں۔ اور اسی طرح آدمیوں میں اور جانوروں میں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے بس اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی قدرت وعظمت کا علم رکھتے ہیں۔ واقعی اللہ بڑا زبردست اور بڑی مغفرت کرنے والا ہے۔

اللہ کا ڈر ہی ہدایت کی بنیاد ہے۔ اللہ کا ڈر اس کی ذات وصفات کے علم سے آتا ہے تو معلوم ہوا کہ علم ہی سے خدا کا ڈر اور اس کی خشیت پیدا ہوتی ہے جو ہدایت کی بنیاد ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کے شروع میں فرمایا گیا **ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ٥** (یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے)۔ اسی سورۂ فاطر کی آیت نمبر ۱۸، میں اللہ کے رسول ﷺ سے فرمایا گیا: **اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ٥** (اے نبی آپ تو بس انہی کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اے مخاطب کیا تو نے یہ بات نہیں دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی اتارا پھر اس پانی سے ہم نے گونا گوں اور مختلف رنگ

کے پھل نکالے اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے اور ٹکڑے ہیں کچھ سفید اور کچھ سرخ پھر یہ سفید و سرخ رنگ آپس میں مختلف اور اترتے چڑھتے رنگ ہیں اور بجائے سفید و سرخ کے گہرے سیاہ ہیں اور اسی طرح آدمیوں میں اور رینگنے والے کیڑوں میں اور چوپایوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں اللہ تعالیٰ سے بس اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو اس کی قدرت و عظمت کا علم رکھتے ہیں یعنی علماء۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑی بخشش کرنے والا ہے۔ یہی حالت پتھروں کی ہے کوئی سنگِ مرمر ہے کوئی سنگِ سرخ ہے اور کوئی سنگِ باسی ہے۔ کوئی سنگ ہے یا سرمہ ہے جو گہرا اور بالکل سیاہ ہے۔ جُدد جدّہ کی جمع ہے جیسے مدد مدہ کی بعض حضرات نے جدد کا ترجمہ گھاٹیاں بھی کیا ہے۔ پہاڑ کی گھاٹیوں میں گھسنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دائیں طرف کا رنگ کچھ اور ہے بائیں طرف کا رنگ کچھ اور ہے پھر اسی طرح لوگوں میں کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے۔ حبشی کا رنگ کچھ اور ہے کشمیری کا کچھ اور ہے۔ کیڑے مکوڑے بھی مختلف رنگ رکھتے ہیں۔ بچھو بھی کئی رنگ کے اور سانپ بھی بے شمار رنگ کے، چوپایوں کا بھی یہی حال ہے۔ انواع اگر مراد لو تو گائے کا رنگ بھینس سے جدا، اونٹ کا رنگ ہاتھی سے جدا، اصناف مراد لو تو بکریوں کے مختلف رنگ بھیڑوں کے مختلف رنگ غرض سارا عالم گوناگوں رنگوں سے لبریز ہے۔ پھولوں کا رنگ اور ان کے انواع و اقسام تو بے حساب ہیں۔ ان تمام چیزوں کا بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے خشیت علماء کو میسر

ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان سے علماء ہی واقف ہوتے ہیں اس لئے وہی ڈرتے ہیں آگے بطور دلیل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ زبردست قوت وطاقت کا مالک ہے اور بڑا بخشنے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں ہوتے، ڈرنا اللہ سے سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی دو (۲) طرح ہے زبردست بھی ہے کہ خطا پر پکڑے اور غفور بھی ہے کہ ہر گنہگار کو بخشے۔ (کشف الرحمٰن)

یہ تو معلوم ہوگیا کہ ہدایت کا راستہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے کھولتا ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور خشیت رکھنے والے ہیں۔ اب چند احادیث سنئے جس میں علم سے بے پرواہی کرنے والوں کے لئے کیسی سخت تنبیہات ہیں اور جو طلبِ علم میں لگے رہتے ہیں ان کی کیا فضیلت ہے:

۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَکُنِ الْخَامِسَ فَتَھْلِكَ اَنْ تُبْغِضَ الْعِلْمَ وَاَھْلَهٗ

(کنز العمال۔ ۲۸۷۳۰)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ عالم بنو یا طالبِ علم بنو یا علم کے سننے والے بنو یا ان کے چاہنے والے بنو لیکن پانچویں آدمی مت بنو کہ تم علم سے اور اہلِ علم سے بغض رکھنے والے ہو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اِسْتَرْذَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَبْدًا اِلَّا

حُظِرَ عَلَيۡهِ الۡعِلۡمُ وَالۡاَدَبُ (کنز العمال۔۲۸۸۰۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی نظر میں کوئی بندہ حقیر و ذلیل نہیں ہوتا مگر وہی بندہ جو علم سے اور ادب سے خالی ہوتا ہے۔

۳) عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اِسۡتَرۡذَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَبۡدًا اِلَّا حُرِّمَ الۡعِلۡمُ (کنز العمال۔۲۸۸۰۷)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بندہ حقیر ہوتا ہے جو علم سے محروم ہو۔

۴) عَنۡ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اكۡتَسَبَ مُكۡتَسِبٌ مِثۡلَ فَضۡلِ عِلۡمٍ يَهۡدِیۡ صَاحِبَهٗ اِلَى الۡهُدٰی اَوۡ يَرُدُّهٗ عَنۡ رَدِیٍّ وَلَا اِسۡتَقَامَ دِيۡنُهٗ حَتّٰی يَسۡتَقِيۡمَ عَقۡلُهٗ (کنز العمال۔۲۸۸۰۸)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ علم کی فضیلت سے بڑھ کر کسی مزدور کی کمائی نہیں ہے چنانچہ علم اپنے صاحب کو ہدایت دیتا ہے اور اس سے پستی دور کرتا ہے۔ دین اس وقت تک درستی پر نہیں رہ سکتا جب تک عقل درستی پر نہ ہو۔

۵) عَنۡ اَبِی الدَّرۡدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَلۡعَالِمُ وَالۡمُتَعَلِّمُ شَرِيۡكَانِ فِی الۡخَيۡرِ وَسَآئِرُ النَّاسِ لَا خَيۡرَ فِيۡهِ (کنز العمال۔۲۸۶۷۲)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم اور متعلم خیر و بھلائی میں دونوں شریک ہوتے ہیں ان کے علاوہ لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَلَكَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسَ فِیْهِ عِلْمًا سَهُلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ (کنزالعمال۔۲۸۶۹۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ چلا اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔

۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَقَّهَهٗ فِی الدِّیْنِ وَزَهَّدَهٗ فِی الدُّنْیَا وَبَصَّرَهٗ عُیُوْبَهٗ (کنزالعمال۔۲۸۶۸۹)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں اور دنیا سے بے رغبتی عطا کر دیتے ہیں اور اسے اپنے عیوب دیکھنے کی توفیق دیتے ہیں۔

فضائلِ علم کی احادیث کے ذخیرہ میں سے چند احادیث میں نے آپ کو سنائی ہیں۔ایک اہم بات جو میں توجہ دلانا چاہتا ہوں ایک کتا یا شکاری جانور جو سکھایا (سدھایا) جاتا ہے اگر وہ شکار پکڑے گا تو اس کا پکڑا ہوا شکار حلال ہو جائے گا اس کے برخلاف غیر معلَّم (غیر سدھائے ہوئے) شکاری جانور کا شکار حرام ہے۔

## سکھائے ہوئے شکاری جانور کا پکڑا ہوا شکار حلال ہے:

یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ o (المائدہ۔۴)

ترجمہ: لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیز حلال کی گئی ہے آپ کہہ دیجئے تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تم نے شکار پر دوڑانے کو سدھایا ہو جب کہ تم نے ان کو وہ طریقے تعلیم کردیئے ہوں جو اللہ نے تم کو بتادیئے ہیں تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لئے پکڑ رکھیں اس کو کھالیا کرو اور شکاری جانور کو دوڑاتے وقت اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

مکلبین کے معنی کتے کو شکار سکھانے والے کے ہیں۔ اس آیت میں شکار کتے اور باز وغیرہ کے ذریعہ شکار حلال ہونے کے چار شرائط بیان کئے گئے ہیں۔ اہم شرط اس میں یہ ہے کہ وہ سدھائے (سکھائے) ہوئے ہوں۔

۱) شکاری جانور سدھایا ہوا ہو۔

۲) شکار پر چھوڑا جائے۔

۳) اسے اس طریقہ سے تعلیم دی گئی ہو جس کو شریعت نے معتبر رکھا ہو یعنی کتے کو سکھایا جائے کہ شکار کو پکڑ کر کھائے نہیں اور باز کو یہ تعلیم دی جائے کہ جب اس کو بلاؤ

گوشکار کے پیچھے جارہا ہو فوراً چلا آئے اگر کتا شکار کو خود کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آئے تو سمجھا جائے گا کہ جب اس کے کہنے میں نہیں تو شکار بھی اس کے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے۔اسی کو حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ''جب اس نے آدمی کی خوسیکھی تو گویا آدمی نے ذبح کیا''۔

۴) چھوڑنے کے وقت اللہ کا نام لو یعنی بسم اللہ کہہ کر چھوڑو۔

۵) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک پانچویں شرط یہ بھی ہے کہ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کردے (تو وہ حلال ہے)۔اس شرط کی طرف لفظ ''جوارح'' میں اشارہ موجود ہے۔ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو شکاری جانور کا مارا ہوا شکار حرام ہے۔ (معارف القرآن۔جلدسوم)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہم سب کو علم کی اہمیت وفضیلت سمجھنے اور دین کا علم حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳) علم کی فضیلت (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَo (النمل-۱۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا فرمایا اور اس پر ان دونوں نے کہا سب تعریفیں اس اللہ کو لائق ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔

اس سے پہلے دو خطبات میں آپ کے سامنے علم کی اہمیت اور فضیلت پر کچھ باتیں عرض کی گئی ہیں۔ فضیلتِ علم پر جو بے شمار احادیث ہیں ان شاء اللہ آج

انہی میں سے چند پیش کی جائیں گی۔

۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُيِّرَ سُلَيْمَانُ بَيْنَ الْمَالِ وَالْمُلْكِ وَالْعِلْمِ فَاخْتَارَ الْعِلْمَ فَأُعْطِيَ الْمُلْكُ وَالْمَالُ لِاِخْتِيَارِهِ الْعِلْمِ (کنز العمال۔۲۸۷۸۳)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سلیمانؑ کو مال، بادشاہت اور علم میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے علم کو اختیار کیا۔ ان کے علم کو اختیار کرنے کی وجہ سے انہیں بادشاہت بھی دی گئی اور مال بھی۔

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْغُدُوُّ وَالرَّوَاحُ فِیْ تَعْلِيْمُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْجِهَادِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (کنز العمال۔۲۸۷۹۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبح وشام تحصیلِ علم کے لئے صرف کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَلِيْلُ الْمُؤْمِنِ وَالْحِلْمَ وَزِيْرُهٗ وَالْعَقْلَ دَلِيْلُهٗ وَالْعَمَلَ قِيْمُهٗ وَالرِّفْقَ اَبُوْهُ وَاللِّيْنَ اَخُوْهُ وَالصَّبْرَ اَمِيْرُ جُنُوْدِهٖ (کنز العمال۔۲۸۷۹۰)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم کو لازم پکڑو کیونکہ علم مومن کا قلبی دوست ہے، حلم (بردباری) اس کا وزیر ہے، عقل

اس کی دلیل ہے، عمل اس کا سرمایہ ہے، مہربانی اس کا باپ ہے، نرمی اس کا بھائی ہے اور صبر اس کے لشکر کا امیر ہے۔

۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَالِبُ الْعِلْمِ طَالِبُ الرَّحْمٰنِ طَالِبُ الْعِلْمِ رُکْنُ الْاِسْلَامِ وَیُعْطٰی اَجْرُهٗ مَعَ النَّبِیِّیْنَ (کنز العمال۔۲۸۸۳۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علم کا طالب رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کا طالب ہوتا ہے، علم کا طالب اسلام کا رکن ہوتا ہے اسے انبیاءؑ کے ساتھ اجروثواب دیا جاتا ہے۔

۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَرَجَ یَطْلُبُ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ لِیَرُدَّ بِهٖ بَاطِلًا مِنْ حَقٍّ اَوْ ضَلٰلًا مِنْ هُدًی کَانَ کَعِبَادَةِ مُتَعَبِّدٍ اَرْبَعِیْنَ عَامًا (کنز العمال۔۲۸۸۳۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کے کسی باب کی تلاش میں نکلتا ہے تا کہ وہ اس حق کے ذریعہ سے باطل کو رد کرے اور ہدایت سے گمراہی کو دور کرے وہ اس عبادت گزار کی طرح ہے جو چالیس سال سے عبادت میں مشغول ہے۔

٦) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ لِیُصْلِحَ بِهٖ نَفْسَهٗ اَوْ لِمَنْ بَعْدَهٗ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ رَمْلٍ عَالِجٍ

(کنز العمال۔۲۸۸۳۷)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے علم کا کوئی باب حاصل کیا تاکہ اس سے اپنی اصلاح کرے یا اپنے بعد والوں کی اصلاح کرے اس کے لئے ریت کے ذروں کے برابر اجر وثواب لکھا جاتا ہے۔

۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ غَدَا یَطْلُبُ الْعِلْمَ صَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلَآئِکَۃُ وَبُوْرِکَ لَہٗ فِیْ مَعِیْشَتِہٖ وَلَمْ یُنْتَقَصْ مِنْ رِزْقِہٖ وَکَانَ مُبَارَکًا عَلَیْہِ (کنز العمال۔۲۸۸۴۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علمِ دین کی تلاش میں نکلتا ہے، فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں، اس کی معیشت میں برکت دی جاتی ہے اور اس کے رزق میں کمی نہیں کی جاتی۔ علم کا حصول اس کے لئے سرار برکت کا باعث ہوتا ہے۔

۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَانَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ کَانَتِ الْجَنَّۃُ فِیْ طَلَبِہٖ وَمَنْ کَانَ فِیْ طَلَبِ الْمَعَاصِیَۃِ کَانَتِ النَّارُ فِیْ طَلَبِہٖ
(کنز العمال۔۲۸۸۴۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی تلاش میں ہوتا ہے جنت اس کی تلاش میں ہوتی ہے اور جو شخص معصیت کی تلاش میں ہوتا ہے جہنم اس کی تلاش میں ہوتی ہے۔

۹) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ طَلَبَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ

لِیُحْیِیَ بِهِ الْاِسْلَامَ کَانَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْاَنْبِیَآءِ دَرَجَةٌ فِی الْجَنَّةِ
(کنز العمال۔۲۸۸۳۳)

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے علم کا کوئی باب سیکھا تا کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو زندہ کرے جنت میں اس کے اور انبیائے کرامؑ کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَلِمَةٌ حِکْمَةٌ یَسْمَعُهَا الرَّجُلُ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَالْجُلُوْسُ سَاعَةٍ عِنْدَ مُذَاکِرَةِ الْعِلْمِ خَیْرٌ مِنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ (کنز العمال۔۲۸۹۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا حکمت کی ایک بات سننا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے مذاکرہ علم میں گھڑی بھر کے لئے بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

علم چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے اہم صفت ہے۔ اس لئے اس کی جتنی بھی اہمیت بیان کی جائے کم ہے۔ بندوں کے لئے صحیح زندگی بسر کرنے اور آخرت میں کامیاب ہونے کے لئے جتنا علم ضروری تھا اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرامؑ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا اور آخر میں ہمارے نبی ﷺ پر وہ کتاب نازل کی جو قیامت تک کے لئے ہدایت کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو یہ ذمہ داری بھی سونپی کہ وحی کی روشنی میں آپ آیات قرآنی کا مطلب بیان کریں اور عمل کر کے

دکھائیں۔ اب جو شخص دین کے علم کو حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ علم کو حاصل کرنے والے بن جاتا ہے اور اس کو مجاہد کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ کو تو وحی کے ذریعہ سے علم ملا تھا اور اس کو نبی ﷺ کے ذریعہ سے علم ملا ہے۔ تحصیلِ علم میں کی گئی کوشش مبارک ہی مبارک ہے بشرطیکہ خلوصِ نیت اور عمل کرنے کی غرض سے کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلوصِ نیت سے دین کا علم حاصل کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۴) دین کی سمجھ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَo (التوبہ۔۱۲۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور مسلمانوں کو یہ بھی نہیں چاہیئے کہ سب کے سب گھروں سے نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکلا کرے تا کہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے رہیں اور تا کہ جب مجاہدین ان کی طرف واپس آئیں تو یہ دین حاصل کرنے والے ان کو خدا کے احکام سنا کر ڈرائیں تا کہ وہ گناہوں سے بچتے رہیں۔

علامہ ابو حیان توحیدی کے نزدیک یہ آیت جہاد کے لئے نہیں بلکہ طلبِ علم کے بارے میں ہے۔ جہاد اور طلبِ علم کی آیات میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں میں خروج فی سبیل اللہ ہے اور دونوں کی غرض احیاء واعلائے دین ہے، ایک میں تلوار سے اور دوسرے میں قلم وزبان سے۔ (تفسیرِ عثمانی)

**عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِى** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے اور میں (علم کو) تقسیم کرنے والا ہوں۔ عطا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جو آیت تلاوت کی گئی ہے علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت طلبِ دین کی اصل اور بنیاد ہے۔ غور کیا جائے تو اس آیت میں علمِ دین کا اجمالی نصاب بھی بتلا دیا گیا ہے اور علم حاصل کرنے کے بعد عالم کے فرائض کیا ہیں وہ بھی بیان کئے گئے ہیں۔

## علم کی حقیقت:

علم محض الفاظ کو پڑھ لینے کا اور رٹ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اس کو سمجھنے کا نام ہے۔ فقہ کے لغوی معنی چھلکے سے گذر کر مغز تک پہنچنے کے ہیں۔ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ علمِ دین کا مقصد دین میں فہم پیدا کرنا ہے۔ کئی سال پڑھ کر آدمی اگر دین

کی سمجھ حاصل نہیں کرتا تو اس کا پڑھنا بے کار ہے جیسا کہ مثال ہے ’’چار پائے براو کتابِ چند‘‘ (جانور ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں)۔ دین میں سمجھ پیدا کرنا اس لئے ضروری ہے تا کہ صحیح طور پر عمل کر سکے، یہی مقصود ہے۔ جو آدمی دین کو صحیح نہیں سمجھا وہ دین پر صحیح عمل بھی نہیں کرسکتا بلکہ اس کا عمل بے مقصد ہوگا یا غلط مقصد سے ہوگا۔ اس طرح عمل کرنے سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا۔

حدیث جو ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے۔ ساری نعمتیں تو اللہ ہی کی طرف سے ہیں مگر دین کی سمجھ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کو دین کی سمجھ حاصل ہوگئی اس کو بہت بڑی نعمت حاصل ہوگئی۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں قرآن کی آیتیں اور احادیث سناتا ہوں۔ اللہ ہی ان کی سمجھ دینے والا اور عمل کی توفیق دینے والا ہے۔

## ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں کے مقابلہ میں بھاری ہوتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک فقیہ (دین کی سمجھ رکھنے والا عالم) شیطان پر ہزار عابدوں کے مقابلہ میں بھاری ہوتا ہے۔

جو عالم دین کی سمجھ رکھنے والا ہے دین کی حقیقتوں سے آشنا ہوتا ہے۔ شرعی

احکام اور ہدایات کے ہر ہر پہلو کی گہری بصیرت رکھتا اور شیطان کے مکر وفریب کو خوب پہچانتا ہے۔شیطان جب لوگوں پر نفسانی خواہشات کے دروازے کھولتا ہے تو اس کی چال کو فقیہ فوراً سمجھ جاتا ہے اور وہ اس کا راستہ روکنے کے لئے لوگوں کو شیطانی چال سے آگاہ کر دیتا ہے اور ان کو ایسی دینی تدابیر اور دانائی کی باتیں بتاتا ہے جس پر عمل کر کے وہ شیطان کو اپنے اوپر قابو پانے نہیں دیتے اور اس کی برائیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔اس کے برعکس نرے عابد کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے اور وہ شیطان کی چالوں کو سمجھنے کا فہم اور اس کا توڑ کرنے والی تدبیروں کو نہیں جانتا۔اس لئے وہ دوسروں کو شیطان کی چالوں سے کیا بچا سکتا ہے جب کہ خود ہی نادانستہ طور پر شیطان کی چالوں میں پھنس جاتا ہے۔وہ جان ہی نہیں پاتا کہ جس عبادت میں لگا ہوا ہے اس میں شیطان بھی کن چور دروازوں سے اپنا کام کئے جا رہا ہے اور اس کی ساری محنت کو کس طرح چوپٹ کر رہا ہے۔

## شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ:

ایک دفعہ ابلیس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پاس رات کے وقت آیا اور فضاء کو رنگ برنگے قمقموں سے روشن کر کے کہا کہ میں فرشتہ ہوں اور اللہ نے مجھے بھیجا ہے کہ عبدالقادر جیلانی نے بہت عبادت کی ہے اس لئے اب اسے معاف ہے اسے مزید عبادت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جواب دیا جا مردود شیطان اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو موت تک عبادت کا پابند بنایا تو میں کون

ہوں جو مجھ سے معاف ہو گیا۔ ابلیس نے کہا ابھی چالیس پیروں کو میں نے اسی طرح گمراہ کیا ہے مگر آپ کے پاس بڑا علم تھا، علم نے آپ کو بچا لیا۔ شیخ جیلانیؒ نے کہا جا مردود میں علم سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے بچ گیا ہوں۔ (توضیحات۔ جلد اول)

**عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰى ذَكَرَ سِهَامَ الْخَيْرِ كُلِّهَا وَمَا يُجْزٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِهٖ** (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق ایک شخص نمازیوں میں سے ہوتا ہے، روزہ داروں میں سے ہوتا ہے، زکوٰۃ دینے والوں میں سے ہوتا اور حج وعمرہ کرنے والوں میں سے ہوتا ہے یہاں تک کہ آپ نے تمام خیر کے اعمال ذکر کئے یعنی وہ یہ سب تمام نیکیاں کرنے والا ہو جاتا ہے مگر اس کو اتنا ہی اجر دیا جاتا ہے جتنی وہ عقل (دین کی سمجھ) رکھتا ہے۔

## علمِ دین فرضِ عین اور فرضِ کفایہ:

ایک مسلمان کو مسلمان ہونے کے لئے، اسلام کی حالت میں زندگی بسر کرنے کے لئے اور اسلام کی حالت میں دنیا سے جانے کے لئے جتنے علم کی ضرورت ہے اس کا حاصل کرنا فرضِ عین ہے۔ علوم کی تفصیلات جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں اس کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ چونکہ یہ علوم عربی زبان میں ہیں اس سے پوری طرح واقفیت کے بعد قرآن وحدیث کے منشا کو سمجھنا، مسائل کی بنیادوں کو

سمجھنا، اصولِ شریعت سے واقف ہونا یہ سب ایک عالمِ دین کا فریضہ ہے۔ ہر آدمی یہ فریضہ انجام نہیں دے سکتا اس کے لئے کچھ لوگوں کو اپنے آپ کو دین کے علم کے لئے وقف کرنا ضروری ہے جو لوگوں کو دین کے احکام بروقت بتا سکیں۔ بستی میں کم سے کم ایک عالم تو ایسا ہونا چاہیئے جو آنے والے مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھا سکے۔ دین کی سمجھ حاصل کرنے کا ذریعہ براہ راست خود عالم بننا ہے یا کسی عالم سے سیکھنا ہے یا کسی عالم سے سن کر بھی دین کی سمجھ حاصل کر سکتا ہے۔ اگر اس بستی میں کوئی عالمِ دین ایسا نہیں ہے تو بستی والوں کا فریضہ ہے کہ وہ باہر سے کسی عالم کو بلا کر اپنی بستی میں رکھ لیں۔ اس سے پہلے خطبہ میں ایک مسلمان کو کتنا علم ہونا چاہیئے تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔

## علمِ تصوف کی ضرورت:

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے ''تفسیرِ مظہری'' میں لکھا ہے کہ احکامِ ظاہرہ نماز، روزہ کے فرائض کا حاصل کرنا جس طرح فرض ہے اس طرح اعمالِ باطنہ اور محرماتِ باطنہ کا علم جس کو عرف میں تصوف کہا جاتا ہے یہ بھی جاننا فرضِ عین ہے۔ آج کل تصوف کو لوگوں نے کچھ مشاغل اور واردات کا مجموعہ بنا رکھا ہے۔ اس کا وہ حصہ جو اخلاص اور احسان سے متعلق ہے اس کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کیونکہ بغیر اخلاص کے کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا بلکہ الٹا آدمی کو گھسیٹ کر جہنم میں لے جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُ بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِیْ جَهَنَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ یَدْخُلُهَا قَالَ اَلْقُرَّآءُ الْمُرَآءُ وْنَ بِاَعْمَالِهِمْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ''جب الحزن'' سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ ''جب الحزن'' کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ جہنم کی وہ وادی ہے کہ جہنم بھی ہر دن چار سو (۴۰۰) مرتبہ اس سے پناہ مانگتی ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس میں کون داخل ہوں گے؟ فرمایا دین کا علم پڑھنے والے جو دکھانے کے لئے اعمال کرتے ہیں۔

اعمالِ باطنہ میں جو چیزیں ضروری ہیں صبر، شکر، قناعت، علم و معرفت، تفویض و توکل اور رضا و تسلیم۔ اور محرماتِ باطنہ یعنی جن چیزوں سے بچنا ہے وہ حرص و امل، غضب اور جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، ریاء و کبر و کینہ۔

## علمِ دین کا نصاب:

جو آیت خطبہ میں تلاوت کی گئی ہے اس کے الفاظ لِیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْن (دین میں سمجھ پیدا کرنا) ہیں نہ کہ یَتَعَلَّمُوْنَ الدِّیْنَ (دین کا علم حاصل کرنا) ہیں۔ یعنی محض علمِ دین کا پڑھ لینا کافی نہیں ہے وہ تو بہت سے کافر یہودی نصرانی

بھی پڑھتے ہیں اور شیطان کو سب سے زیادہ حاصل ہے بلکہ علمِ دین سے مراد دین کی سمجھ پیدا کرنا ہے۔ یہی لفظ تَفَقُّهٌ کا ترجمہ ہے اور یہ فقہ سے مشتق ہے۔ فقہ کے معنی سمجھ بوجھ ہی کے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ نظر ہے کہ قرآن کریم نے اس جگہ مجرد کے صیغے سے لِیَفْقَهُوا الدِّیْنَ ''یعنی تاکہ وہ دین کو سمجھ لیں'' نہیں فرمایا بلکہ لِیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ فرمایا جو باب تَفَعُّلٌ سے ہے اس کے معنی میں محنت ومشقت کا مفہوم شامل ہے مراد یہ ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے میں پوری محنت مشقت اٹھا کر مہارت حاصل کریں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ صرف اتنی بات سے پیدا نہیں ہوتی کہ طہارت، نجاست یا نماز، روزے، زکوٰۃ، حج کے مسائل معلوم کرے، بلکہ دین کی سمجھ بوجھ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کے ہر قول وفعل اور حرکت وسکون کا آخرت میں اس سے حساب لیا جائے گا، اس کو اس دنیا میں کس طرح رہنا چاہئیے، دراصل اسی فکر کا نام دین کی سمجھ بوجھ ہے، اسی لئے امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فقہ کے تعریف یہ کی ہے کہ انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے۔ آج کل جو علمِ فقہ مسائلِ جزئیہ کے علم کو کہا جاتا ہے یہ بعد کی اصطلاح ہے۔ قرآن وسنت میں فقہ کی حقیقت وہی ہے جو امام اعظمؒ نے بیان فرمائی ہے کہ جس شخص نے دین کی کتابیں سب پڑھ ڈالیں مگر یہ سمجھ بوجھ پیدا نہ کی وہ قرآن وسنت کی اصطلاح میں عالم نہیں۔ اس تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ علمِ دین حاصل کرنے کا

مفہوم قرآن کی اصطلاح میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا ہے اور وہ جن ذرائع سے حاصل ہو، وہ ذرائع خواہ کتابیں ہوں یا اساتذہ کی صحبت، سب اس نصاب کے اجزاء ہیں۔ جو شخص عالمِ دین اور فقیہ فی الدین بن گیا ہے اس کا فریضہ انذار ہے یعنی امت کے لوگوں کو غیر اسلامی اور غیر شرعی باتوں سے آگاہ کرتا رہے اور ان کے برے انجام سے ڈراتا رہے۔ افسوس کہ بہت کم علماء اپنے فریضہ کا احساس کرنے والے اور اسے انجام دینے والے ہیں۔ (معارف القرآن۔ جلد چہارم)

دین کی سمجھ کے تعلق سے جو غلط فہمی تھی اس کے ازالہ کے لئے اتنی باتیں کافی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں فہمِ دین کے تعلق سے مزید روشنی ڈالی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۵) دین میں سمجھ پیدا کرنا (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ o (ص۔۲۹)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: یہ قرآن ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقل رکھنے والے لوگ نصیحت قبول کریں۔

اس سے پہلے خطبہ میں یہ بات آپ کے سامنے آچکی ہے کہ دین میں سمجھ پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر ساری عبادتیں لاحاصل ہیں۔ آج اس تعلق سے چند احادیث آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

۱) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهِ بِهٖ خَیْرًا یُفَقِّهُ فِی الدِّیْنِ وَیُلْهِمُهٗ رُشْدَهٗ (کنزالعمال ۔ ۲۸۸۷۶)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے اور اس کے دل میں رشد و ہدایت القاء کرتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح کے الفاظ ہیں کہ جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے، میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

انسان کو جو کچھ بھی حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ مال و دولت، صحت و عافیت، ازواج و اولاد وغیرہ مگر ان میں سب سے عظیم نعمت دین کی سمجھ ہے۔ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میں صرف تقسیم کرنے والا ہوں سمجھ اور عمل کی توفیق تو اللہ ہی دینے والا ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَةِ خِیَارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا (کنزالعمال ۔ ۲۸۸۷۹)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ خیر و شر میں کانوں کی مانند ہیں ان میں سے جو لوگ دورِ جاہلیت میں بہتر تھے اسلام

میں بھی بہتر ہوں گے بشرطیکہ دین میں سمجھ پیدا کریں۔

۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِاِبْنِہٖ یَا بُنَیَّ عَلَیْکَ بِمَجَالِسِ الْعُلَمَآءِ وَاسْتَمِعْ کَلَامَ الْحُکَمَآءِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحْیِی الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِکْمَۃِ کَمَا یُحْیِی الْاَرْضَ الْمَیِّتَۃَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ

(کنز العمال۔۲۸۸۸۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اے بیٹا! علماء کی مجالس کو لازم پکڑو اور عقلمند لوگوں کی گفتگو غور سے سنتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دلوں کو نورِ حکمت سے زندہ کرتا ہے جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار بارش سے زندہ کرتا ہے۔

۴) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا قِرَآءَۃَ اِلَّا بِتَدَبُّرٍ وَلَا عِبَادَۃَ اِلَّا بِفِقْہٍ وَمَجْلِسُ فِقْہٍ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً (کنز العمال۔۲۸۹۱۷)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی قرأت بغیر تدبر کے اور عبادت بغیر سمجھ کے لاحاصل ہے اور فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

۵) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ اَھْلِ الْعِلْمِ (کنز العمال۔۲۸۹۰۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

برکت تمہارے اکابر اہلِ علم کے ساتھ ہوتی ہے۔

۶) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ اِنْ اُحْتِيْجَ اِلَيْهِ اِنْتَفَعَ بِهٖ وَاِنْ اُسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ (کنز العمال ۔۲۸۹۰۷)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دین کی سمجھ رکھنے والا شخص کیا ہی خوب ہے اگر اس کا محتاج بن کر اس کے پاس کوئی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اگر کوئی اس سے بے پرواہی کرتا ہے تو وہ بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔

۷) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَعَالِمٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلٰى اِبْلِيْسَ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ لِاَنَّ الْعَابِدَ لِنَفْسِهٖ وَالْعَالِمَ لِغَيْرِهٖ (کنز العمال ۔۲۸۹۰۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایک عالم شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے چونکہ عابد کی عبادت اس کی اپنی ذات کی حد تک ہوتی ہے جبکہ عالم کا علم دوسروں کے لئے ہوتا ہے۔

۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ شَيْءٍ دِعَامَةٌ وَدِعَامَةُ الْاِسْلَامِ اَلْفِقْهُ فِي الدِّيْنِ وَلَفَقِيْهٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

(کنز العمال ۔۲۸۹۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز

کا ایک ستون ہوتا ہے اور اسلام کا ستون دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرنا ہے۔ ایک عالم شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے بھاری ہوتا ہے۔

۹) عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لِکُلِّ شَیۡءٍ اِقۡبَالٌ وَاِدۡبَارٌ وَاِنَّ مِنۡ اِقۡبَالِ ھٰذَا الدِّیۡنِ اَنۡ تَفَقَّہَ الۡقَبِیۡلَۃُ کُلُّھَا بِاَسۡرِھَا حَتّٰی لَا یُوۡجَدَ فِیۡھَا اِلَّا الرَّجُلُ الۡمُجَافِیّ اَوۡ رَجُلَانِ وَاِنَّ مِنۡ اِدۡبَارِ ھٰذَا الدِّیۡنِ اَنۡ یَجۡفُوَ الۡقَبِیۡلَۃُ کُلَّھَا بِاَسۡرِھَا حَتّٰی لَا یُوۡجَدَ فِیۡھَا اِلَّا الرَّجُلُ الۡفَقِیۡہُ اَوِ الرَّجُلَانِ فَھُمَا مَقۡھُوۡرَانِ ذَلِیۡلَانِ لَا یَجِدَانِ عَلٰی ذٰلِکَ اَعۡوَانًا وَلَا اَنۡصَارًا (کنز العمال۔۲۸۹۲۵)

ترجمہ: حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا عروج اور زوال ہوتا ہے۔ اس دین کا عروج یہ ہے کہ پورا قبیلہ دین کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو حتی کہ علم سے نابلد ایک یا دو شخص ہوں اور دین کا زوال یہ ہے کہ پورا قبیلہ دین سے نابلد (گنوار) ہو اور صرف ایک دو شخص صاحبِ علم و سمجھ ہوں اور وہ بھی بے یار و مددگار رہوں اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہو۔

۱۰) عَنۡ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُفۡقِہُ الۡعَبۡدَ کُلَّ الۡفِقۡہُ حَتّٰی یَبۡغُضُ النَّاسَ فِیۡ ذَاتِ اللّٰہِ ثُمَّ یَرۡجِعُ اِلٰی نَفۡسِہٖ فَتَکُوۡنُ اَمۡقَتُ عِنۡدَہٗ مِنَ النَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ (کنز العمال۔۲۸۹۴۹)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ کامل فقیہ (عالم) نہیں ہوسکتا جب تک لوگوں کو اللہ کی رضا کے لئے مبغوض نہ

سمجھتا ہو۔ پھر اپنی ذات پر غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو قابلِ نفرت سمجھتا ہو۔

دین کی سمجھ بوجھ کے تعلق سے چند احادیث آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں ان شاءاللہ آئندہ جمعہ چند اور احادیث اس مضمون کے تعلق سے پیش کی جائیں گی۔

دین کی سمجھ بوجھ محض کتابیں رٹ لینے اور یاد کر لینے سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو عقل وشعور دیا ہے اس کو استعمال کر کے غور وفکر کرنے اور تدبر کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ دین کے علم کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے محض طوطے کی طرح نہ پڑھا جائے بلکہ پورے عقل وشعور کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کے مطابق زندگی بھر عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور صحیح عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۶) دین میں سمجھ پیدا کرنا (ج)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا٥ (الفرقان۔۷۳)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: اور (رحمٰن کے بندے) ایسے ہیں جب ان کو ان کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نہیں گر پڑتے اس پر بہرے اور اندھے ہو کر۔

سورۂ فرقان کے آخری رکوع میں رحمٰن کے خاص بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ انہیں جب قرآن کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر اندھے اور بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ کلام الٰہی کو توجہ کے ساتھ سنتے اور قبول کرتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بناتے ہیں۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین میں حکمت اور فقاہت کی بات عقلمند کی متاع گم شدہ ہے۔ جہاں بھی اسے پائے وہی اس کا حق دار ہے۔

حکمت سے مراد دانائی، فقاہت کی بات ہے، علمی نکتہ اور علمی مسئلہ ہے۔ یعنی جہاں بھی ملے تو یہ شخص زیادہ مستحق ہے کہ اس کو قبول کرلے کیونکہ پہلے وہ نااہل کے پاس تھا اور اب اہل کو مل گیا تو اس کی قدر کرے یا مطلب یہ ہے کہ دین کی بات ہے عمل کے لئے۔ نیک اور مومن شخص جس کسی سے بھی اچھی بات سن لے اس پر عمل کرے یہ نہ سوچے کہ میں نے ایک کمتر آدمی سے سنی ہے اس پر کیا عمل کروں، کسی بزرگ سے سن لیتا تو عمل کر لیتا۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب بات کہی ہے۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش　　گر نوشت است پند بر دیوار

غلط است آنچہ مدعی گوید　　خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

(یعنی آدمی کو چاہئیے کہ وہ نصیحت کو قبول کرے خواہ وہ دیوار پر لکھی ہوئی ہی کیوں نہ ہو۔ مدعی غلط کہتا ہے کہ سویا ہوا آدمی سوئے ہوئے کو کیسے جگا سکتا ہے۔ دانا مرد دیوار کی نصیحت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور حکمت و دانائی کی بات مومن کا متاع گمشدہ ہے)

(توضیحات۔ جلد اول)

۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَلَا یُحْسِنُ الْفَرَائِضَ کَالْبُرْنَسِ لَا رَأْسَ لَہٗ (کنزالعمال۔۲۸۹۲۹)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور فرائض کو نہ جانتا ہو اس کی مثال اس ٹوپی کی طرح ہے جو سر کے بغیر ہو۔

۳) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الْعَابِدِ الَّذِیْ لَا یَتَفَقَّہُ کَمَثَلِ الَّذِیْ یَبْنِیْ بِاللَّیْلِ وَیَھْدِمُ بِالنَّھَارِ (کنزالعمال۔۲۸۹۳۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عابد جو دین کی سمجھ نہ رکھتا ہو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو رات کو عمارت بناتا ہو اور دن کو ڈھا دیتا ہو۔

۴) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِالْفَقِیْہِ کُلِّ الْفَقِیْہِ مَنْ لَا یَقْنُطُ النَّاسُ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَلَا یُوْیِسَھُمْ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ وَلَا یُؤْمِنُھُمْ مَکْرَ اللّٰہِ وَلَا یَدَعُ الْقُرْاٰنَ رَغْبَۃً اِلٰی مَا سِوَاہُ اَلَا لَا خَیْرَ فِیْ عِبَادَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا تَفَقُّہٌ وَلَا فِیْ عِلْمٍ لَیْسَ فِیْ تَدَبُّرٌ (کنزالعمال۔۲۸۹۴۳)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں کامل فقیہ (عالم) کے متعلق خبر نہ دوں؟ کامل فقیہ وہ ہے جو رب تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں کو مایوس نہ کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ کرتا ہو۔

لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے مکر سے بے خوف نہ کرتا ہو۔ دوسری چیزوں کی رغبت میں قرآن کو نہ چھوڑتا ہو۔ خبردار اس عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں سمجھ بوجھ نہ ہو اور اس علم میں کوئی بھلائی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

۵) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَلْبٌ لَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ مِنَ الْحِکْمَۃِ کَبَیْتٍ خَرْبٍ فَتَعَلَّمُوْا وَعَلِّمُوْا وَتَفَقَّھُوْا وَلَا تَمُوْتُوْا جُھَّالًا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَعْذِرُ عَلَی الْجَھْلِ (کنزالعمال۔۲۸۷۵۰)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو دل علم وحکمت سے خالی ہو وہ ویران گھر کی مانند ہوتا ہے لہٰذا تم علم حاصل کرو، دوسروں کو تعلیم دو اور دین میں سمجھ پیدا کرو۔ جہلاء کی حالت میں مت مرو چونکہ اللہ تعالیٰ جہالت کا عذر قبول نہیں کرتا۔

۶) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ الْفِقْہُ وَاَفْضَلُ الدِّیْنِ الْوَرْعُ (کنزالعمال۔۲۸۷۶۳)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرنا افضل عبادت ہے اور تقویٰ افضل دین ہے۔

۷) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آیَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ لَکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ مِائَۃَ رَکْعَۃٍ وَلَاَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِہٖ اَوَلَمْ یُعْمَلُ خَیْرٌ لَکَ مِنْ اَنْ اَلْفَ رَکْعَۃٍ تَطَوَّعًا (کنزالعمال۔۲۸۷۶۲)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! اگر تم (علم کے حلقہ میں) جاؤ اور کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھ لو تو تمہارے لئے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم جاؤ اور ایک علم کا مسئلہ جان لو خواہ اس پر فی الوقت عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے وہ تمہارے لئے ایک ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ (کنزالعمال۔۲۸۷۷۷)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دو خصلتیں منافق میں نہیں جمع ہوسکتیں اچھی عادات (اچھے اخلاق) اور دین کی سمجھ بوجھ۔

۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً مِنْ عَالِمٍ مُتَّكِئٌ عَلٰی فِرَاشِهٖ یَنْظُرُ فِیْ عِلْمِهٖ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِیْنَ عَامًا (کنزالعمال۔۲۸۷۸۹)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ عالم کا گھڑی بھر کے لئے اپنے بستر پر ٹیک لگا کر علم میں غور وفکر کرنا عابد کی ستر سالہ عبادت سے افضل ہے۔

۱۰) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَلِیْلُ الْفِقْهِ خَیْرٌ مِنْ كَثِیْرِ الْعِبَادَةِ وَكَفٰی بِالْمَرْءِ فِقْهًا اِذَا عَبَدَ اللّٰهَ وَكَفٰی بِالْمَرْءِ جَهْلًا اِذَا اَعْجَبَ بِرَایِهٖ وَاِنَّمَا النَّاسُ رَجُلَانِ مُؤْمِنٌ وَجَاهِلٌ فَلَا تُؤْذِ الْمُؤْمِنَ وَلَا تُحَاوِرِ

الْجَاهِلَ (کنزالعمال۔۲۸۷۹۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دین میں تھوڑی سی سمجھ بوجھ رکھنا کثرت سے عبادت کرنے سے افضل ہے۔آدمی کے لئے دین کی سمجھ بوجھ کافی ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا ہے۔آدمی کو جہالت میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ وہ اپنی رائے پر عُجب (خود پسندی) کرتا ہو۔لوگوں کی دو قسمیں ہیں مومن اور جاہل۔مومن کو اذیت مت پہنچاؤ اور جاہل کے ساتھ بات مت کرو۔

مسلسل تین خطبات میں آپ کے سامنے دین کی سمجھ بوجھ کے تعلق سے بات آگئی ہے۔احادیث کے ذخیرہ میں سے چند ہی احادیث میں نے آپ کو پیش کی ہیں۔دین میں سمجھ پیدا کرنا،عبادتوں کی حکمتیں سمجھنا کہ کس طرح وہ قبول ہوتی ہیں اور کس طرح رد کردی جاتی ہیں ان باتوں کو جاننا یہ سب فہم اور تفقہ سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔لوگ اندھا دھند عبادتوں کی طرف لگے رہتے ہیں انہیں یہ تک نہیں معلوم کہ قبولیتِ عبادت کے شرائط کیا ہیں اور کس طرح عبادتیں ضائع ہوجاتی ہیں۔

اللہ ہم سب کو دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۷) عالمِ دین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ○ (الزمر-۹)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: بھلا وہ شخص جو رات کی گھڑیاں سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کرتے ہوئے گزارتا ہو نیز آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کے فضل و مہربانی کی امید رکھتا ہو تو کیا ایسا نیک شخص اس مشرک مذکور کے برابر ہو سکتا ہے۔ آپ فرمائیے کیا وہ لوگ جو حقیقت آشنا ہیں اور وہ جو حقیقت سے ناواقف ہیں کہیں برابر ہو سکتے ہیں بس ان

دلائل سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اہلِ عقل وخرد ہیں۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ جاننے والے گویا زندہ ہیں اور نہ جاننے والے گویا مردہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو اپنی عقل کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔

**عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی مُرْسَلًا قَالَ طَالِبُ الْعِلْمِ بَیْنَ الْجُھَالِ کَالْحَیِّ بَیْنَ الْاَمْوَاتِ** (کنز العمال۔۲۸۷۲۶)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے مرسلاً روایت ہے کہ علم کا طلب کرنے والا جاہلوں میں ایسا ہے گویا کہ مردوں میں زندہ۔

## علم سے مراد کیا ہے؟

علم کے معنی جاننا، سیکھنا، دریافت کرنا، یقین کرنا اور معرفت حاصل کرنا ہے۔ علم کی تعریف بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ فلاسفہ کے نزدیک کسی شئے کی اصل حقیقت تک پہنچنا علم ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ علم ایک نور ہے جو مومن کے قلب میں نمودار ہوتا ہے جو مشکوٰۃِ نبوت یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال، اعمال واحوال سے مقتبس ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے علم کی تعریف اس طرح فرمائی ہے: **مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَھَا وَمَا عَلَیْھَا** (نفسِ انسانی کے لئے نفع بخش اور نقصان دہ چیزوں کا جاننا)۔ اس تعریف میں فقہ اور تصوف دونوں ہی آگئے ہیں جو بہت جامع تعریف ہے۔

علم کی مثال ایک روشنی کی طرح ہے اور اس کی ضد جہالت، تاریکی اور اندھیرا ہے۔ ہماری اس بحث میں علم سے مراد دین کا علم ہے جس کا بنیادی مآخذ اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کے احادیث ہیں۔ دین کے علم سے ہی فکر اور عقیدہ درست ہوتا ہے، اسی پر انسان کی زندگی ایک خاص رخ اختیار کرتی ہے۔ فکر و عقیدہ کی بنیاد پر ہی اعمال اور معاملات وجود میں آتے ہیں۔ اعمال اور معاملات سے ہی اچھے جذبات اور احساسات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر علم جامع ہوگا تو اعمال کو بہتر طریقہ سے انجام دینے کے لئے تہذیب اور آداب کی بھی رہنمائی کرے گا جیسا کہ دینِ اسلام میں ہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اسلام کسی غیر دینی علم کا مخالف نہیں ہے جو اسلامی عقائد اور اعمال سے مزاحم ہوئے بغیر انسانیت اور مخلوقِ خدا کی بھلائی کا ذریعہ ہو۔ اسلام ایسے علم سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرتا ہے جو انسانی ذہن و فکر کو الحاد و دہریت سے مسموم کرے اور اللہ اور رسول سے دور کرے اور دین اور شریعت سے خلاف ورزی کا راستہ دکھائے۔

## علمِ دین کی قسمیں:

اصولی طور پر علمِ دین کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱) مبادی یعنی وسائل (Source)۔

۲) مقاصد (Object)۔

مبادی سے مراد وہ علم ہے جس پر قرآن، حدیث اور فقہ کا پڑھنا، جاننا اور سمجھنا موقوف ہے یعنی عربی زبان، اس کی لغت، صرف ونحو وغیرہ کہ پہلے ان کا علم حاصل کئے بغیر قرآن، حدیث اور فقہ کی کتابوں کو پڑھنا، سمجھنا اور ان کے علوم حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔

مقاصد سے مراد شریعتِ اسلامی کا وہ اصل علم ہے جو عقائد، اعمال اور اخلاق سے متعلق ہے۔ جو قرآن وحدیث وفقہ کو پڑھنے سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ان دونوں طرح کے علم کو ''علمِ معاملت'' بھی کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک علم ''علم مکاشفہ'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ دراصل اس باطنی نورانیت کا نام ہے جو علمِ ظاہر (قرآن وحدیث اور فقہ) پر پوری طرح عمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے بہت ہی مخصوص بندوں کے اندر جاگزیں ہوتی ہے اور اسی نورانیت کے سبب ان بندوں پر ہر چیز کی حقیقتیں واشگاف ہوجاتی ہیں اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے افعال کی معرفت ان میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی کو ''علمِ حقیقت'' اور اس ارشادِ نبوی کے موجب ''علمِ وراثت'' بھی کہتے ہیں، کہ:

مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ مَالَمْ يَعْلَمْ (جو شخص علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ اس کو وہ چیز نصیب کرتا ہے جس کو اس نے نہ سیکھا ہے نہ پڑھا ہے)۔

چنانچہ علماء کے ہاں جو کچھ ''علمِ ظاہر'' اور ''علمِ باطن'' کے نام سے مشہور ہے، اس کے معنی یہی ہیں۔ اور ان دونوں یعنی علمِ ظاہر اور علمِ باطن کو ایک دوسرے کے

ساتھ وہی نسبت ہے جو جسم اور روح کو، اور پوست اور مغز کو ایک دوسرے کے ساتھ حاصل ہے۔ اور علم کے فضائل میں جو قرآن کی آیتیں اور جو حدیثیں منقول ہیں وہ حسبِ تفاوتِ مراتب و درجات علم کی ان سب مذکورہ اقسام کو شامل ہیں۔

(مظاہرِ حق۔ جلد اول)

## علمِ دین کے بنیادی ستون:

**عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِلْمُ ثَلٰثَةٌ اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَآئِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ**

(ابوداود، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''علمِ دین تین چیزیں ہیں: (۱) آیتِ محکمات، (۲) سنتِ قائمہ، (۳) فریضۂ عادلہ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ زائد و بے معنی ہے۔

''آیتِ محکمہ'' سے مراد پورا قرآن پاک ہے۔ چونکہ کتاب اللہ کی اصل چیز، اس کی آیاتِ محکمہ ہی ہیں اس لئے حدیث میں صرف آیاتِ محکمہ کا ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح وہ دوسرے علمی فنون بھی یہاں مراد ہیں جو کتاب اللہ کو سمجھنے اور جاننے کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں۔ محکم آیات کے دوسرے معنی وہ آیات ہیں جو واضح ہیں اور منسوخ نہیں ہوئی ہیں۔ ''سنتِ قائمہ'' سے مراد احادیثِ نبوی ہیں کہ جو اپنے متون اور اپنی اسناد کی پوری احتیاط اور حفاظت کے ساتھ نقل ہو کر واجبُ التسلیم قرار پائیں اور انہی

متون اور انہی اسناد کے ساتھ جوں کی توں محفوظ اور موجود ہیں۔

**العلم ما قال الله وقال الرسول به**

**وما سوى ذاك وسواس الشياطين**

(علم وہی ہے جو کچھ اللہ نے اور رسول ﷺ نے فرمایا، اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ شیاطین کے وساوس ہیں)

''فریضۂ عادلہ'' کے الفاظ سے ''اجماع'' اور ''قیاس'' کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ سے ماخوذ ہے۔ اس (اجماع اور قیاس) کو فریضہ اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ اس کو تسلیم کرنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے جیسا کہ کتاب وسنت کو ماننا اور اس پر عمل کرنا۔ چنانچہ عادلہ کا لفظ بھی اسی مطلب کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ ''فریضہ'' جو کتاب وسنت کے مثل اور عدیل ہے یعنی اس کے مشابہ اور اس کے مانند ہے۔ پس حدیث کا خلاصہ یہ نکلا کہ علمِ دین کی اصل اور اس کے ماخذ چار چیزیں ہیں: کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ، اجماعِ علماء اور قیاسِ شرعی۔ دینی علوم ومعارف کی ساری عمارت انہی چار بنیادی ستونوں پر کھڑی ہوئی ہے۔ جس نے ان چاروں چیزوں کو سیکھ لیا اور جان لیا اس نے دین کا علم حاصل کیا۔ ان چاروں کے علاوہ باقی چیزوں کا سیکھنا اور جاننا اصل دین کے اعتبار سے زائد اور لاحاصل چیز ہے۔ (توضیحات۔ جلد اول)

## اصطلاحی عالم:

جس شخص نے علم کے مبادی کو سیکھ کر قرآن، حدیث اور فقہ کا مطالعہ کیا ہے وہ اصطلاح میں دین کا عالم کہلانے کا مستحق ہے۔ جس شخص نے مبادی نہیں سیکھے محض تراجم کی مدد سے بہت کچھ پڑھ لیا ہے تو وہ شخص عالم نہیں کہلائے گا۔ علم اور ہے اور معلومات اور ہیں۔ جو شخص مبادی سے واقف نہیں ہے اس کو صرف معلومات ہو سکتی ہیں لیکن علم نہیں آ سکتا۔ آج جب کہ قرآن وحدیث کے تقریباً ہر زبان میں بے شمار تراجم ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے ایک شخص قرآن وحدیث کی معلومات آسانی سے حاصل کر سکتا ہے لیکن ایسا شخص عالم نہیں کہلا سکتا اور اس کی بات مستند نہیں ہو سکتی اور نہ وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ عالم ہونے کے لئے مبادی سے واقفیت ضروری ہے۔ اس اہم حقیقت سے بہت سے لوگ واقف نہیں ہیں۔ تراجم پڑھ کر بہت سے لوگ بیانات دیتے ہیں، تقریریں جھاڑتے ہیں اور کتابیں بھی تصنیف کرنے لگتے ہیں لیکن ان کی کوئی بات مستند نہیں کہلائی جا سکتی۔

اصطلاحی علماء کے اندر بھی دو قسم کے علماء ہیں: (۱) علمائے حق اور (۲) علمائے سوء۔ جو اصطلاحی عالم اللہ کی رضا کے لئے عمل کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور انذار کا فریضہ انجام دیتا ہے وہ علمائے حق میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ علماء چونکہ انبیائے کرامؑ کے وارثین ہیں اس لئے ان کا اصل فریضہ تو انذار اور تبشیر ہے۔ جو عالم یہ فریضہ انجام نہیں دے گا وہ عالمِ ربانی نہیں کہلا سکتا۔ جو عالم دنیا حاصل

کرنے کے لئے یا نام ونمود کے لئے عمل کرتا ہے اس کا شمار علمائے سوء میں ہوتا ہے۔

عوام الناس کو چاہئیے کہ علماء کے درمیان فرق کریں، جو علمائے ربانی ہیں انہی سے دین کا علم حاصل کریں اور انہی کی صحبتوں سے استفادہ کریں۔حتی الامکان علمائے سوء سے دور رہیں۔قوم کی ترقی وتنزل علمائے ربانی اور علمائے سو پر منحصر ہے۔ اگر علمائے ربانی کثیر تعداد میں ہیں تو قوم ترقی پذیر ہوگی اور اگر علمائے سوء کی اکثریت ہوگی تو قوم کے حالات بگڑ جائیں گے جیسا کہ آج کل کے حالات کا مشاہدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح علم عطا فرمائے اور علمائے ربانی کی صحبت حاصل کرنے کی توفیق دے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۸) علمائے سوء (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰہُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْھَا فَاَتْبَعَہُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ o وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰہُ بِھَا وَلٰکِنَّہٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْہِ یَلْھَثْ اَوْ تَتْرُکْہُ یَلْھَثْ ذٰلِکَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ o (الاعراف۔۱۷۶،۱۷۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور اے نبی آپ ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دیجئے جس کو ہم نے اپنی آیات عطا فرمائی تھیں مگر وہ ان کو چھوڑ نکلا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان احکام کے باعث بلند مرتبہ

کر دیتے مگر وہ خود ہی پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہولیا سو اس کی مثال کتے جیسی ہو گئی کہ اگر تو اس کو ڈانٹے تو بھی ہانپے یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی۔ سوائے نبی یہ واقعات آپ ان کو سنا دیجئے شاید کہ لوگ کچھ غور کریں۔

**عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلُ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِیْ عَنِ الْخَيْرِ يَقُوْلُهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ الشَّرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَاِنَّ الْخَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَآءِ** (دارمی)

ترجمہ: حضرت احوص بن حکیمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے شرّ (برائی اور برے لوگوں) کے تعلق سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے شر کے تعلق سے نہ پوچھو بلکہ مجھ سے خیر (بھلائی اور بھلے لوگوں) کے متعلق پوچھو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی پھر ارشاد فرمایا جان لو! بروں میں سب سے برے، برے علماء ہیں اور بھلوں میں سب سے بھلے، بھلے علماء ہیں۔

جو آیات تلاوت کی گئی ہیں اکثر مفسرین کے نزدیک بلعم بن باعوراء کے حق میں نازل ہوئیں جو ایک عالم اور صاحب تصرف درویش تھا۔ بعدہ اللہ کی آیات و ہدایات کو چھوڑ کر عورت کے اغواء اور دولت کی لالچ سے حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں اپنے تصرفات چلانے اور ناپاک تدبیریں بتلانے کے لئے تیار ہو گیا۔

آخر موسیٰؑ کا تو کچھ نہ بگاڑ سکا خود مردود ابدی بنا۔ آیات اللہ کا جو علم بلعم بن باعوراء کو دیا گیا تھا اگر خدا چاہتا تو اس کے ذریعہ سے بہت بلند مراتب پر اس کو فائز کر دیتا۔ اور یہ جب ہی ہو سکتا تھا کہ اسے اس پر چلنے اور آیات اللہ کا اتباع کرنے کی توفیق ہوتی لیکن ایسا نہ ہوا کیونکہ وہ خود آسمانی برکات و آیات سے منہ موڑ کر زمینی شہوات ولذات کی طرف جھک پڑا۔ وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے چل رہا تھا اور شیطان اس کا پیچھا (تعاقب) کرتا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ پکے کجرووں اور گمراہوں کی قطار میں جا داخل ہوا۔ اس وقت اس کا حال کتے کی طرح ہو گیا جس کی زبان باہر لٹکی ہو اور برابر ہانپ رہا ہو اگر فرض کرو اس پر بوجھ لادیں یا ڈانٹ بتلائیں یا کچھ نہ کہیں آزاد چھوڑ دیں، بہر صورت ہانپتا اور زبان لٹکائے رہتا ہے کیونکہ طبعی طور پر دل کی کمزوری کی وجہ سے گرم ہوا کے باہر پھینکنے اور سرد و تازہ ہوا کے اندر کھینچنے پر بسہولت قادر نہیں ہے۔ اسی طرح سفلی خواہشات میں منہ مارنے والے کتے کا حال ہوا کہ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے ''آیات اللہ'' کا دیا جانا اور نہ دیا جانا یا تنبیہ کرنا اور نہ کرنا دونوں حالتیں اس کے حق میں برابر ہو گئیں۔ سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حرص دنیا سے اس کی زبان باہر لٹک پڑی اور ترکِ آیات کی نحوست سے بدحواسی اور پریشانی خاطر کا نقشہ ''برابر ہانپتے رہنے'' کی مثال میں ظاہر ہوا۔ (تفسیرِ عثمانی)

حدیثِ رسول ﷺ جو ذکر کی گئی ہے، جس میں سائل نے شر کے تعلق سے

سوال کیا تھا۔ چونکہ اللہ کے رسول ﷺ نبیٔ رحمت ہیں اور نیکی اور بھلائی پھیلانا آپ کا مشن ہے، آپ کو یہ سوال ناگوار ہوا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرو شر کے بارے میں سوال مت کیا کرو پھر آپ ﷺ نے سائل کے منشا کو سمجھ کر جواب دیا کہ بدترین لوگ برے لوگوں میں برے علماء ہیں اور بہترین لوگ بھلے لوگوں میں بھلے علماء ہیں۔

چونکہ علماء اور امراء کے اثرات عوام الناس پر پڑتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان کو بہترین و بدترین فرمایا جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صِنْفَانِ مِنَ النَّاسِ اِذَا صَلُحَا صَلُحَ النَّاسُ اِذَا فَسَدَا فَسَدَ النَّاسُ اَلْعُلَمَآءُ وَالْاُمَرَآءُ (کنز العمال۔ ۲۹۰۰۷)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ ہیں اگر درست ہو جائیں تو بقیہ لوگ بھی درست ہو جائیں گے اور جب ان دونوں میں بگاڑ آتا ہے تو عوام الناس بھی بگڑ جاتے ہیں۔ وہ علماء اور امراء ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے کیا خوب بات فرمائی: وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا یعنی دین میں بگاڑ آتا ہے تو بادشاہ کے، علماء کے اور مشائخ کے بگڑنے سے آتا ہے۔ (تفسیرِ عثمانی)

عوام عموماً امراء اور علماء کے اعمال و اخلاق کو دیکھتے رہتے ہیں اور ان کی پیروی کرتے رہتے ہیں، جب وہ خود بگڑ جائیں تو معاشرہ بگڑ جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ

میں اس وقت بگاڑ پیدا ہوا جب ان کے علماء اور مشائخ بگڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ ایسے علماء اور مشائخ اس امت کے اندر بھی جنم لیں گے اس لئے ان سے احتیاط کی سخت ضرورت ہے، چنانچہ فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo (التوبہ۔۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک اہلِ کتاب کے اکثر علماء اور مشائخ لوگوں کے مال غیر مشروع طور پر کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس سونے چاندی کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے نبی آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیجئے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَالِمُ عَالِمَانِ عَالِمٌ طَلَبَ بِعِلْمِهِ اللّٰهَ لَمْ تَاْخُذْ عَلَيْهِ طَمْعًا وَلَمْ يَشْتَرِ بِهٖ ثَمَنًا وَعَالِمٌ طَلَبَ بِعِلْمِهِ الدُّنْيَا اِشْتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمْعًا بَخِلَ بِهٖ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ يُلْجِمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ فَيُنَادِيْ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِنْ مَلَآئِكَةِ اَلَا اِنَّ هٰذَا فُلَانٌ اِبْنُ فُلَانٍ آتَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ دَارِ دُنْيَا عِلْمًا فَاشْتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمْعًا فَلَا يَزَالُ يُنَادِيْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ يَصْنَعُ اللّٰهُ بِهٖ مَا اَحَبَّ

(کنز العمال۔۲۹۰۸۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ علماء دو قسم کے ہیں: ایک وہ عالم ہے جو اللہ کی رضا کے لئے علم حاصل کرتا ہے کسی قسم کی طمع مقصود نہیں ہوتی اور نہ کسی قیمت پر دین کو بیچتا ہے۔ایک وہ عالم ہے جو دنیا کے لئے علم حاصل کرتا ہے تھوڑی قیمت پر دین کو بیچ دیتا ہے دنیا کی طمع میں پھنسا رہتا ہے اور اللہ کے بندوں کو دین کی باتیں بتانے سے بخل کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے گا اور ایک فرشتہ یہ آواز لگائے گا کہ خبردار یہ فلاں ابن فلاں ہے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں دین کا علم عطا کیا تھا اس نے دنیا کی طمع میں دین کو تھوڑی قیمت پر بیچ دیا۔فرشتہ یہی آواز لگاتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا اور ایسے عالم کے ساتھ جو وہ چاہے سلوک کرے گا۔

**عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيْلٌ لِاُمَّتِیْ مِنْ عُلَمَآءِ السُّوْءِ يَتَّخِذُوْنَ هٰذَا الْعِلْمَ تِجَارَةً يَبِيْعُوْنَهَا مِنْ اُمَرَآءِ زَمَانِهِمْ رِبْحًا لِاَنْفُسِهِمْ لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَهُمْ** (کنز العمال۔۲۹۰۸۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے علمائے سو کے لئے ہلاکت ہے جو علم کو تجارت سمجھ کر حاصل کرتے ہیں اور اپنے زمانہ کے حکمرانوں کے ہاتھوں علم کو فروخت کر دیتے ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی تجارت کو نفع بخش نہ بنائے۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَيْتَ الْعَالِمَ يُخَالِطُ السُّلْطَانَ**

مُخَالَطًا كَثِيْرَةً فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَصٌّ (کنزالعمال۔۲۸۹۷۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی عالم کو کثرت سے بادشاہ کے ساتھ میل جول رکھتے ہوئے دیکھو تو سمجھو کہ وہ دین کا عالم نہیں بلکہ چور ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِیْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّيْنَ وَيَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَآءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكَ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ يَعْنِى الْخَطَايَا (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حقیقت ہے کہ میری امت میں سے کتنے ہی لوگ دین میں سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے۔ وہ لوگ (جب عالم وقاری کہلانے لگیں گے تو) کہیں گے کہ ہم حکمرانوں کے ہاں جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا سے کچھ حاصل کریں لیکن ہم اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے۔ حالانکہ ایسا نہ ہوسکے گا (کہ حکمرانوں کی مصاحبت میں دین باقی رہے اور دنیا بھی مل جائے اور دینی زندگی میں نقصان و رخنہ پیدا کرنے والے ان اثرات سے دامن بچا رہے۔ جو ایوانِ اقتدار کا چکر لگانے والے پر لازماً مرتب ہوتے ہیں) جیسا کہ خاردار درخت سے سوائے کانٹے کے کوئی اور چیز حاصل نہیں ہوتی اسی طرح حکمرانوں کی قربت ونزدیکی سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی سوائے

۔۔۔۔اور محمد بن صباحؒ نے کہا ہے کہ (لفظ اِلَّا کے بعد) گویا آنحضرت ﷺ خطایا کا لفظ مراد رکھتے تھے۔

مطلب یہ کہ کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے، عالم اور قاری بنیں گے اور پھر حکمرانوں کے ہاں آمد ورفت رکھیں گے، ایوانِ اقتدار کے چکر لگائیں گے اور اس سے ان کا مقصد کسی واقعی اور ضروری حاجت کو پورا کرنا نہیں بلکہ اپنی دینی اہمیت وحیثیت کا اظہار کر کے مال و دولت حاصل کرنا، مناصب اور عہدے لینا اور اعزازات وخطابات پانا ہوگا۔اور جب خالص دینی مزاج رکھنے والے لوگ ان سے پوچھیں گے کہ تفقہ فی الدین اور ایوانِ اقتدار کی خوشنودی، ان دو متضاد چیزوں کو تم اپنے دامن میں ایک ساتھ کیسے رکھ سکتے ہو؟ تو وہ کہیں گے کہ ایوانِ اقتدار میں آمد ورفت اور حکمرانوں کی مصاحبت وہم نشینی کو ہم اپنے دین وایمان پر اثر انداز نہیں ہونے دیں گے، ان سے ہماری دینی زندگی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، ہم تو دنیاوی معاملات میں ان سے جو کچھ جائز فوائد حاصل کر سکتے ہیں بس اسی کو اپنے تک محدود رکھیں گے اور اپنے دین کو ان سے بچائیں گے۔ جب کہ حقیقت میں ان کا یہ کہنا ان کی خام خیالی یا ایک بیہودہ تاویل سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھے گا کیونکہ حکمرانوں کی قربت ونزدیکی اختیار کر کے وہ اپنے دین کو نقصان میں پڑنے سے کسی طرح بچا نہیں پائیں گے۔ (مظاہرِ حق)

مغل بادشاہ اکبر کے درباری علماء، علمائے سوء کی بہترین تاریخی مثال ہیں۔

جاہل بادشاہ کوانہوں نے اس طرح بہکا دیا کہ اس نے دینِ الٰہی کے نام سے ایک نیا دین ہی ایجاد کردیا جس میں سوائے اسلام کے تمام مذاہب کے اصول لئے گئے تھے!

ان شاءاللہ آئندہ خطبہ میں علمائے سوء کی مزید صفات بیان کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امت کوعلمائے سوء سے بچا کر علمائے حق سے جڑ کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۹) علمائے سوء کی صفات (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهٗ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo (التوبہ۔۳۴)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک اہلِ کتاب کے اکثر علماء اور مشائخ لوگوں کے مال غیر مشروع طور پر کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس سونے چاندی کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے نبی آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیجئے۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو خبردار فرما رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے علماء ومشائخ غیر مشروع طریقہ پر لوگوں کا مال کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس سونے چاندی کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر آپ ایسے حریصوں اور بخیلوں کو ایک دردناک عذاب کی بشارت اور خبر دیجئے۔ یعنی لوگوں کو غلط فتوے اور جھوٹی باتیں بتا کر اور سنا کر اسلام سے روکتے ہیں اور لوگوں کو ان کے حسبِ منشا مسائل بتا کر رشوتیں وصول کرتے ہیں اور ناجائز طور پر لوگوں کے مال مارتے ہیں پھر حرص کے ساتھ بخل سے بھی متصف ہیں روپیہ جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے روپیہ کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خوشخبری دیجئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور حق دار کا حق دیتا رہے۔ (کشف الرحمٰن)

اس سے پہلے خطبہ میں یہ بات آپ کے سامنے آ چکی ہے کہ علمائے سوء اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کے بجائے دنیا کو مقصود بنا کر اپنے علمِ دین کے ذریعہ سے دنیائے دنی کا سودا کرتے رہتے ہیں۔ ان کی مزید صفات آج کے خطبہ میں آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔

۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُلَمَآءُ اُمَنَآءُ الرُّسُلِ مَالَمْ يُخَالِطُوا السُّلْطَانَ وَيُدَاخِلُوا الدُّنْيَآءِ فَاِذَا خَالَطُوا السُّلْطَانَ وَدَاخَلُوا الدُّنْيَا فَقَدْ خَانُوا

الرُّسُلَ فَاحْذَرُوْهُمْ (کنز العمال۔۲۸۹۵۲)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ علماء رسولوں کے علم کے امین ہیں جب تک بادشاہ سے اختلاط نہ کریں اور دنیادار نہ بنیں۔ جب بادشاہ سے اختلاط کریں گے اور دنیادار بنیں گے تو انہوں نے اس علم کی خیانت کی جو انہوں نے رسولوں سے پایا ہے۔

۲) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اِسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سُبِقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا (بخاری)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (قاریوں کو مخاطب کر کے فرمایا) اے قاریوں کی جماعت! سیدھے رہو اس لئے کہ تم سبقت لے گئے ہو دوڑ کی سبقت (اگر تم سیدھے راستہ سے ہٹ کر) ادھر ادھر ہو گئے تو البتہ بڑی گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔

۳) عَنْ اَفْلَحَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِىْ ثَلَاثًا ضَلَالَةُ الْاَهْوَآءِ وَاِتِّبَاعَ الشَّهْوَاتِ فِى الْبُطُوْنِ وَالْفُرُوْجِ وَالْغَفْلَةَ بَعْدَ الْمَعْرِفَةِ (کنز العمال۔۲۸۹۶۷)

ترجمہ: حضرت افلحؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے میری امت پر تین باتوں کا خوف ہے: خواہشات کی گمراہی کا، پیٹ اور شرم گاہوں کی خواہشات کی پیروی کا اور معرفت کے بعد غفلت کا۔

۴) عَنْ عِصْمَةِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرُ مُنَافِقِيِّ اُمَّتِیُ قُرَّاؤُهَا (کنز العمال۔۲۸۹۷۲)

ترجمہ: حضرت عصمت بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا میری امت کے اکثر منافق قرّاہوں گے۔

۵) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیُ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيْمِ اللِّسَانِ (کنز العمال۔۲۸۹٦۹)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف حریص منافق کا ہے جس کا علم زبان کی حد تک ہے۔

٦) عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِیْ يُعَلِّمُ النَّاسَ خَيْرَ وَيَنْسِیُ نَفْسَهٗ كَمَثَلِ السِّرَاجِ يُضِیْءُ لِلنَّاسِ وَيَحْرِقُ نَفْسَهٗ

(کنز العمال۔۲۸۹۷٦)

ترجمہ: حضرت ابو برزہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عالم کی مثال جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس چراغ کی طرح ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا رہتا ہے۔

۷) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرُ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِیُ مِنُ بَعْدِیُ رَجُلٌ يَتَاَوَّلَ الْقُرْاٰنَ يَضَعُهٗ عَلٰى غَيْرَ مَوَاضِعِهٖ وَرَجُلٌ يَرٰى اَنَّهٗ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ غَيْرِهٖ (کنز العمال۔۲۸۹۷۸)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے بعد میری امت پر سب سے زیادہ خوف اس چیز کا ہے کہ ایک شخص قرآن کی تفسیر کرے گا اور اس کا مصداق ایسی چیزوں کو بنائے گا جو فی الواقع اس کا مصداق نہیں ہو سکتیں اور اس شخص کا خوف ہے جو سمجھتا ہے کہ امیر بننے کا وہی حق دار ہے اس کے علاوہ کوئی اور نہیں۔

٨) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَکَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ وَرَدَّهٗ عَلٰی عَقِبَیْهِ وَکَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ** (کنزالعمال۔٢٩٠٣٤)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ جس نے علمِ دین کو کھانے کا ذریعہ بنایا اللہ اس کے چہرہ کو مٹا ڈالے گا، اس کے چہرہ کو گدی کی طرف پھیر دے گا اور دوزخ ہی اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

٩) **عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لِکَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَآءِ قَالَ الطَّمَعُ** (دارمی)

ترجمہ: حضرت سفیانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا ''تمہارے نزدیک صاحبِ علم کون ہے؟ حضرت کعبؓ نے جواب دیا ''وہ لوگ جو اپنے علم کے موافق عمل کریں''۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کونسی چیز علماء کے دلوں سے علم کو نکال دیتی ہے؟ حضرت کعبؓ نے جواب دیا وہ ''لالچ'' ہے۔

١٠) عَنۡ اَبِی الدَّرۡدَآءِ قَالَ اِنَّ مِنۡ اَشَرِّ النَّاسِ عِنۡدَ اللّٰہِ مَنۡزِلَۃً یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَا یَنۡتَفِعُ بِعِلۡمِہٖ (دارمی)

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ ''قیامت کے دن خدا کے نزدیک مرتبہ میں سب سے بدتر وہ عالم ہے جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا''۔

احادیث کے ذخیرہ میں سے چند احادیث علمائے سوء کے تعلق سے آپ کو سنائی گئی ہیں۔ جو لوگ دنیا کو مقصود بنا کر دین کا علم حاصل کرتے ہیں، خواہشاتِ نفسانی میں لگے رہتے ہیں، حق بات کو لوگوں سے چھپاتے ہیں، غلط تاویلات کر کے امراء کو مطمئن کرتے ہیں اور عوام کو گمراہ کرتے ہیں، سلاطین و امراء کے چکر کاٹتے ہیں اور ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں، دوسروں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں، یہ چراغ کی اس بتی کی طرح ہیں جو خود جلتی ہے اور دوسروں کو روشنی پہنچاتی ہے۔ اپنی زبان دانی، زبان درازی اور ریاء کاری سے عوام الناس کو دھوکا دیتے ہیں اور دین کو اپنی معاش کا ذریعہ بناتے ہیں، ان کی وجہ سے دین کی غلط نمائندگی ہوتی ہے اس لئے ان کو تمام برے لوگوں میں بدترین قرار دیا گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں حکم آیا ہے ایسے لوگوں سے دور رہو۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں جابجا ایسے علماء کا ذکر کیا ہے کہ انہی لوگوں نے مغل بادشاہ اکبر جو جاہل تھا، اس کو غلط راہ پر ڈالا۔ اس کی چاپلوسی کرتے رہے اور اس کی غلط رہنمائی کرتے رہے۔ امام ربانیؒ نے علماء کی تقسیم

(۱) علمائے آخرت اور (۲) علمائے دنیا کے نام سے کی ہے۔علمائے ربانی علمائے آخرت ہیں یعنی ان کا ہر کام اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر کے لئے ہوتا ہے۔ علمائے سوء علمائے دنیا ہیں جو دنیا کو مقصد بنا کر زندگی بسر کرتے ہیں۔آپؒ فرماتے ہیں کہ ہزاروں میں ایک عالمِ ربانی ہوتا ہے، اکثریت علمائے سوء کی ہوتی ہے۔آج بھی اگر ملت کے حالات پر اگر جائزہ لیا جائے تو بڑی تعداد علمائے سوء کی ہے۔ امت کو مختلف فرقوں میں بانٹنے والے، یہ علمائے سوء ہی تو ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حق کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ سوائے فروعی اختلافات کے کوئی اور اختلاف باقی نہیں رکھا۔ تمام فرقے بنیادی اصولوں سے ہٹنے کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں اور انہیں فروغ دینے والے یہ علمائے سوء ہی ہیں۔رہا ائمۂ حق کا اختلاف جو فروعی مسائل میں ہے اس کو تو اللہ کے رسول ﷺ نے رحمت سے تعبیر کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں علمائے سوء سے بچائے اور علمائے ربانی کی صحبت ہمیں نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۰) تحصیلِ علم میں اخلاص کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَمَا اُمِرُوْآ اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِo (البینہ۔۵)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے، اسی کے لئے اپنے دین (بندگی) کو سب سے کٹ کر (یعنی یکسو ہوکر) اور وہ قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ اور یہی ہے دین سیدھا (درست)۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اَسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا

قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن پہلا شخص جس پر (خلوصِ نیت کو ترک کر دینے کا) حکم لگایا جائے گا وہ ہوگا جسے دنیا میں شہید کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ (میدانِ حشر میں) وہ پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی (دی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کام کیا؟ یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں جتا کر الزاماً فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکرانے میں کیا اعمال کیئے؟ وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

کہ تو جھوٹا ہے کیونکہ تو اس لئے لڑا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ چنانچہ تجھے بہادر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ دوسرا شخص وہ ہوگا جس نے دین کا علم حاصل کیا، دوسروں کو تعلیم دی اور قرآن مجید کو پڑھا چنانچہ اسے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا، جو اسے یاد آجائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکرانے میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا، اور دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے تو نے دین کا علم محض اس لئے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ چنانچہ تجھے عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ تیسرا شخص وہ ہوگا جس کو اللہ نے مال میں وسعت دی تھی اور ہر قسم کا مال عطا فرمایا تھا۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے حضور لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی عطا کی ہوئی نعمتیں یاد دلائے گا جو اس کو یاد آجائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکرانے میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا کہ میں نے کوئی ایسی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا ہو اور تیری خوشنودی کے لئے میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے تو نے خرچ اس لئے کیا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور تجھے سخی کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے

یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

کتنی لرزہ خیز حدیث ہے! اس سے پہلے خطبات میں آپ کے سامنے ''جب الحزن والی حدیث'' کا ذکر آ چکا ہے جس میں دین کا علم پڑھ کر دکھانے کے لئے عمل کرنے والوں کے لئے جہنم کے اس اندھے اور غم کے کنویں کی وعید آئی ہے جس سے جہنم خود ہر دن چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔

**۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنْ نَّارٍ** (کنز العمال۔۲۹۰۳۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت سے دین کا علم حاصل کیا اس کو چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

**۳) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْ يَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ** (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے (دین کا) علم کو اس غرض سے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ علماء پر فخر کرے، بیوقوفوں سے جھگڑے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا یَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَعْنِیْ رِیْحَهَا (احمد، ابوداود، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس علم کو جس سے اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے اس غرض سے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعہ دنیا کی متاع حاصل کرے تو قیامت کے دن اسے جنت کی خوشبو بھی میسر نہیں ہوگی۔

۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَیْرِ الْعَمَلِ فَهُوَ کَالْمُسْتَهْزِئِ بِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ (کنزالعمال۔۲۹۰۶۶)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے عمل کے علاوہ کسی اور غرض سے دین کا علم حاصل کیا وہ ایسا ہے جیسے اللہ عزوجل سے مذاق کرنے والا۔

۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ فَلَیْسَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ (کنزالعمال۔۲۹۰۶۷)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے آخرت کے عمل سے دنیا حاصل کی آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ وَتَفَقَّهَ فِی الدِّیْنِ

ثُمَّ اَتٰی صَاحِبَ سُلْطَانٍ طَمُعًا لِمَا فِیْ یَدَیْہِ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ وَعَذَّبَ کُلَّ یَوْمٍ بِلَوْنَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یُعَذِّبُ بِہٖ قَبْلَ ذٰلِکَ (کنزالعمال۔۲۹۰۶۸)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور دین میں سمجھ پیدا کی پھر دنیا کی طمع لے کر صاحبِ اقتدار کے پاس آیا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا اور اسے آئے دن دو (۲) قسم کے عذاب دیئے جائیں جو اس سے پہلے نہیں دیئے ہونگے۔

۸) عَنْ سَھْلَ بْنِ سَعْدٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَتَابُ اللّٰہِ وَاحِدٌ وَفِیْکُمُ الْاَحْمَرُ وَفِیْکُمُ الْاَبْیَضُ وَفِیْکُمُ الْاَسْوَدُ اِقْرَاُوْہُ قَبْلَ اَنْ یَقْرَاَہُ اَقْوَامٌ یَقُوْمُوْنَ حُرُوْفَہٗ کَمَا یَقُوْمُ السَّھْمَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیُھِمْ یَتَعَجَّلُوْنَ اَجْرَہٗ وَلَا یَتَاَجَّلُوْنَہٗ

(کنزالعمال۔۲۹۰۸۱)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں کتاب اللہ ایک ہے اور تمہارے درمیان سرخ، سفید، سیاہ سبھی قسم کے لوگ موجود ہیں۔ قرآن پڑھو قبل اس کے کہ کچھ اقوام قرآن پڑھیں گی اور تیر کی طرح اس کے حروف کو درست کریں گی حالانکہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترنے پائے گا۔ وہ دنیا ہی میں اس کا ثواب چاہیں گے اور آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہوگا۔

۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَیْلٌ لِّاُمَّتِیْ مِنْ عُلَمَآءِ السُّوْءِ یَتَّخِذُوْنَ

هٰذَا الْعِلْمَ تِجَارَةً يَبِيْعُوْنَهَا مِنْ اُمَرَآءِ زَمَانِهِمْ رِبْحًا لِاَنْفُسِهِمْ لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَهُمْ (کنز العمال۔ ۲۹۰۸۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے علمائے سوء کے لئے ہلاکت ہے جو دین کے علم کو تجارت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور اپنے زمانہ کے امراء کے ہاتھ علم کو فروخت کر دیتے ہیں اللہ ان کی تجارت کو نفع بخش نہ بنائے۔

۱۰) عَنْ عَطِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰدَمَ اَلْفَ حِرْفَةٍ مِنَ الْحِرَفِ وَقَالَ لَهٗ قُلْ لِوَلَدِكَ وَذُرِّيَتِكَ اِنْ لَمْ تَصْبِرُوْا فَاطْلُبُوا الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْحِرَفِ وَلَا تَطْلُبُوْهَا بِالدِّيْنِ فَاِنَّ الدِّيْنَ لِيْ وَحْدِيْ خَالِصًا وَيْلٌ لِمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ وَيْلٌ لَهٗ (کنز العمال۔ ۲۹۰۹۱)

ترجمہ: حضرت عطیہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ہزار پیشوں کا علم عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اپنی اولاد سے کہو کہ اگر تم سے صبر نہ ہو سکے تو ان پیشوں کے ذریعہ دنیا حاصل کرو اور دنیا کو دین کے ذریعہ حاصل مت کرو اور دین خالص میرے لئے ہے۔ اس شخص کے لئے ہلاکت ہے اور تباہی ہے جو دین کو دنیا طلبی کا ذریعہ بناتا ہے۔

احادیثِ نبوی ﷺ کے ذخیرہ سے دس (۱۰) احادیث آپ کو سنائی گئی ہیں جس میں اخلاص یعنی خالص اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور آخرت کے اجر کے لئے

دین کا علم حاصل کرنے کی تلقین اور تاکید کی گئی ہے۔ رضائے الٰہی کے علاوہ کسی اور مقصد، لوگوں پر فخر کرنے، لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے، دنیا حاصل کرنے کے لئے دین کا علم حاصل کرے گا تو ایسے لوگ میدانِ حشر میں جنت کی خوشبو بھی سونگھنے نہ پائیں گے جو پانچ سو سال کی مسافت سے آتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں داخل کرے گا۔ جس نے دین کا علم کسی اور مقصد سے حاصل کیا تو اسے اللہ سے مزاح (مذاق) کرنے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ حصولِ دنیا کے لئے دین کا علم حاصل کرنے والوں کو بدترین قسم کے لوگ قرار دیا گیا ہے اور ان کے لئے آخرت میں سخت قسم کے عذاب اور ذلت کی وعید سنائی گئی ہے۔ ایسے علماء سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے علماء کے شر سے امت کی حفاظت فرمائے اور انہیں علمائے ربانی کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۱) طالبِ علم کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ٥

(الزمر۔ ۹)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: آپ پوچھیئے کیا وہ لوگ جو علم رکھنے والے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ بے شک نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

۱) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِی الدَّرْدَآءِ فِیْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنِّیْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ ﷺ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّیْ

سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوۡلُ مَنۡ سَلَکَ طَرِیۡقًا یَطۡلُبُ فِیۡہِ عِلۡمًا سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیۡقًا مِنۡ طُرُقِ الۡجَنَّۃِ وَاِنَّ الۡمَلَائِکَۃَ لَتَضَعُ اَجۡنِحَتَھَا رِضًی لِطَالِبِ الۡعِلۡمِ وَاِنَّ الۡعَالِمَ لَیَسۡتَغۡفِرُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ وَالۡحِیۡتَانُ فِیۡ جَوۡفِ الۡمَآءِ وَاِنَّ فَضۡلَ الۡعَالِمِ عَلَی الۡعَابِدِ کَفَضۡلِ الۡقَمَرِ لَیۡلَۃَ الۡبَدۡرِ عَلٰی سَآئِرِ الۡکَوَاکِبِ وَاِنَّ الۡعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الۡاَنۡبِیَآءِ وَاِنَّ الۡاَنۡبِیَآءَ لَمۡ یُوَرِّثُوۡا دِیۡنَارًا وَّلَا دِرۡھَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الۡعِلۡمَ فَمَنۡ اَخَذَہٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ

(احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، دارمی، ابوداود)

ترجمہ: حضرت کثیر بن قیس روایت کرتے ہیں کہ میں ابودرداءؓ (مشہور صحابیٔ رسول) کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں مدینۂ رسول ﷺ سے آپ سے ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ آپ اسے اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ چلتا ہے تو اللہ اس کو جنت کا راستہ چلاتا ہے اور طالبِ علم کی رضامندی کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے ہر وہ چیز جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور مچھلیاں جو پانی میں ہیں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ علماء انبیائے کرامؑ کے وارثین ہیں۔

انبیائے کرامؑ درہم و دینار نہیں چھوڑتے، ان کا ورثہ علم ہے جس نے علم حاصل کیا اس نے کامل حصہ پایا۔

ابودرداءؓ مشہور صحابی ہیں جن کو حکیم الامت کہا جاتا ہے۔ انہوں نے آنے والے شخص کی طلبِ علم کی حرص دیکھ کر یہ حدیث سنائی۔ جو حدیث وہ سننے کے لئے آئے تھے غالباً دوسری ہوسکتی ہے۔ مدینہ سے دمشق کا فاصلہ ساڑھے آٹھ سو کلومیٹر ہے۔ سواری پر تین چار دن تو لگ ہی جاتے ہیں۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ صحابی سواری سے نیچے بھی نہیں اترے تاکہ علم کا یہ سفر خالص علم کے لئے ہو جائے۔ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی طویل یا قصیر راستہ طے کرتا ہے تو اللہ اس کو جنت کا راستہ چلاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم کا راستہ ہی جنت کو لے جانے والا راستہ ہے اور جہالت کا راستہ جہنم کا راستہ ہے۔ اللہ کی معصوم مخلوق فرشتے طالبِ علم کے اعزاز واکرام میں اپنے پر بچھاتے ہیں۔ طالبِ علم جب ایک متعد بہ علم حاصل کر کے عالم ہو جاتا ہے تو کائنات کی ساری چیزیں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں اور بلوں کی چیونٹیاں تک۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے کہ چودھویں کے چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر۔ علماء انبیائے کرامؑ کے علوم کے امانت دار ہیں بشرطیکہ وہ علم حاصل کر کے اس پر عمل کریں اور انبیائے کرامؑ کا انذار وتبشیر کا فریضہ سرانجام دیں۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ

سَبِیۡلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرۡجِعَ (ترمذی، دارمی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر سے علم حاصل کرنے کے لئے نکلا تو وہ جب تک (گھر واپس نہ آجائے) خدا کی راہ میں ہے۔

۳) عَنۡ سَخۡبَرَۃَ الۡاَزۡدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنۡ طَلَبَ الۡعِلۡمَ کَانَ کَفَّارَۃً لِمَا مَضٰی (ترمذی، دارمی)

ترجمہ: حضرت سخبرہ ازدیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دین کا علم طلب کرتا ہے تو وہ اس کے گزرے ہوئے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

۴) عَنِ الۡحَسَنِ مُرۡسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنۡ جَآءَہُ الۡمَوۡتُ وَھُوَ یَطۡلُبُ الۡعِلۡمَ لِیُحۡیِیَ بِہِ الۡاَسۡلَامَ فَبَیۡنَہٗ وَبَیۡنَ النَّبِیِّیۡنَ دَرَجَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِی الۡجَنَّۃِ (دارمی)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ بطریق ارسال روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی موت اس حال میں آئے کہ وہ علمِ دین کو اس لئے حاصل کر رہا تھا کہ وہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاءؑ کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔

۵) عَنۡ وَاثِلَۃَ بۡنِ الۡاَسۡقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنۡ طَلَبَ الۡعِلۡمَ فَاَدۡرَکَہٗ

كَانَ لَهٗ كِفُلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهٗ كِفُلٌ مِنَ الْاَجْرِ (دارمی)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقعؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص علم کا طالب ہو اور اسے علم حاصل بھی ہو گیا تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا اور اگر اسے علم حاصل نہ ہوا تو اس کو ایک حصہ ثواب ملے گا۔

۶) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ اَثَبْتُهٗ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی وحی کی کہ جو شخص طلبِ علم کے لئے راستہ اختیار کرے تو میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہوں۔ جس شخص کی میں نے دونوں آنکھیں چھین لی ہوں اور اس پر اس نے صبر کیا ہو تو میں اس کا بدلہ اسے جنت میں دوں گا۔ اور علم کی زیادتی عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے۔ دین کی جڑ بنیاد پرہیزگاری ہے۔

۷) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِيْكَانِ فِي الْخَيْرِ وَسَآئِرُ النَّاسِ لَا خَيْرَ فِيْهِ (کنز العمال۔۲۸۶۷۲)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا عالم اور

طالبِ علم خیر و بھلائی دونوں میں شریک ہوتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں۔

۸) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا جَآءَ الْمَوْتُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَھُوَ عَلٰی ھٰذِہِ الْحَالَۃِ مَاتَ وَھُوَ شَہِیْدٌ (کنز العمال۔۲۸۶۹۳)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طالبِ علم کو جب طلبِ علم کی حالت میں موت آجائے تو وہ شہید ہے۔

۹) عَنْ حَسَّانِ بْنِ اَبِیْ سَنَانٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَالِبُ الْعِلْمِ بَیْنَ الْجُھَّالِ کَالْحَیِّ بَیْنَ الْاَمْوَاتِ (کنز العمال۔۲۸۷۲۶)

ترجمہ: حضرت حسان بن ابوسنانؓ بطریقِ ارسال روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ طالبِ علم جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ۔

۱۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَالِبُ الْعِلْمِ لِلّٰہِ کَالْغَادِیِّ وَالرَّائِحِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (کنز العمال۔۲۸۷۲۸)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی رضا کے لئے جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ اس مجاہد کی طرح ہے جو صبح شام اللہ کی راہ میں نکلتا ہے۔

۱۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَاطْلُبُوْا لِلْعِلْمِ السَّکِیْنَۃَ وَالْحِلْمَ وَلِیْنُوْا لِمَنْ تُعَلِّمُوْنَہٗ وَلِمَنْ تَعَلَّمْتُمْ مِنْہُ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنْ جَبَابِرَۃِ الْعُلَمَآءِ فَیَغْلِبُ جَھْلُکُمْ عِلْمَکُمْ (کنز العمال۔۲۹۲۶۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم کی طلب میں لگے رہو اور علم کے لئے وقار اور بردباری سیکھو۔ جن لوگوں سے علم حاصل کرو اور جنہیں علم سکھاؤ ان سے نرمی سے پیش آؤ۔ جبر کرنے والے علماء مت بنو ورنہ تمہاری جہالت تمہارے علم پر غالب آئے گی۔

فضائلِ علم کی احادیث کے ذخیرہ میں سے طالبِ علم کے فضائل والی احادیث آپ کو سنائی گئی ہیں۔ دین کا طالبِ علم اللہ کی راہ کا مجاہد ہے۔ اس راہ میں اس کو موت آتی ہے تو شہادت کا درجہ پاتا ہے۔ انبیاءؑ کے علوم کا وارث ہے۔ احیاءِ اسلام کے لئے علم حاصل کرنے والے کا درجہ انبیاءؑ سے صرف ایک درجہ کم ہے۔ ہر ایک شخص چاہے بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا یہ پختہ ارادہ کر لے کہ وہ دین کا طالبِ علم بنے گا اور اپنی پوری زندگی دین کا علم حاصل کرنے میں لگائے گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

۱۲) **عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَنْ یَشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْرٍ یَسْمَعُهُ حَتّٰی یَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ** (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بھلائی (علم) کو سننے (حاصل کرنے) سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہوتی ہے یعنی جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

اس حدیث میں دین کے طالبِ علم کے لئے بہت بڑی بشارت ہے کہ اس

کا خاتمہ بالخیر ہوتا ہے اور وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو مرتے دم تک دین کا علم حاصل کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۲) علمائے دین کے فضائل (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ o

(المجادلہ۔۱۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے جولوگ ایمان لائے ہیں ان کے اوران لوگوں کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرر ہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

گذشتہ خطبہ میں طلبائے دین اور علمائے دین کے تعلق سے ایک طویل حدیث آپ کے سامنے پیش کی گئی تھی۔اس حدیث میں یہ بات آ چکی ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔علماء کے لئے زمین آسمان کی ساری چیزیں حتیٰ کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں۔

یہ علماء ہی ہیں جو انبیائے کرامؑ کے وارثین ہیں۔ علماء کی فضیلت کے تعلق سے چند احادیث آج خطبہ میں پیش کی جائیں گی۔

۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَجُلَانِ اَحَدُھُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جس میں ایک عابد تھا دوسرا عالم تھا کہ دونوں میں کون افضل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت ایک ادنیٰ امتی پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں اس شخص کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی (علمِ دین) سکھاتا ہے۔

حدیث شریف میں اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ ۔۔۔۔۔ یُصَلُّوْنَ (اللہ اور فرشتے ۔۔۔ دعا کرتے ہیں) کے جو الفاظ آئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کی ساری چیزیں،

پانی کی مچھلیاں اور بلوں کی چیونٹیاں دعائے خیر کرتی ہیں کیونکہ عالم کے تعلیم دینے کی وجہ سے ہی لوگ اللہ کا نام لیتے ہیں اور جب تک اللہ کا نام لیا جا رہا ہے دنیا باقی ہے۔ عالمِ دین (معلم الخیر) ہی دنیا کے قائم و باقی رہنے کا سبب ہے۔ اس لئے ساری کائنات اس کے لئے دعا گوئی میں مشغول ہے۔

**۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ** (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ (دین کی سمجھ رکھنے والا عالم) شیطان پر ہزار عابدوں کے مقابلہ میں بھاری ہوتا ہے۔

**۳) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَاتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ** (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک لوگ (ثقہ اور معتمد) لوگ اس کتاب و سنت کے علم کو حاصل کریں گے اور وہ لوگ حد سے گزرنے والوں کی تحریف، باطلوں کی افترا پردازی اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔

غالین، غلو سے ہے جس کے معنی حد سے گزرنے کے ہیں۔ اس سے مراد

وہ لوگ ہیں جو دین میں حد سے گزرنے والے، مبتدئین اور اہلِ بدعت ہیں۔

انتحال جھوٹی نسبت کو کہتے ہیں یعنی اہلِ باطل کی جھوٹی نسبتیں جو علماء اور بزرگوں کی طرف کرتے ہیں اور جھوٹے حوالہ جات دیتے رہتے ہیں۔

تاویل الجاہلین سے مراد جہلاء کا قرآن کی آیتوں میں بے موقع تاویل کرنے کے ہیں جو آیتوں کو اپنے مقصد کے لئے بیجا چسپاں کرتے ہیں۔

اس حدیث میں علمِ دین (قرآن وسنت) کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے۔ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایسے نیک اور اچھے علماء کو پیدا کرے گا جو دین میں غلو اور تشدد پیدا کرنے والوں کا رد کریں گے، سچی اور حق بات ظاہر کریں گے، نہ افراط سے کام لیں گے نہ تفریط سے بلکہ دین کو اس کی اصل معتدل صورت میں پیش کریں گے۔ (توضیحات۔جلد اول)

۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِىْ اٰدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِىْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهٗ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمِيْرًا وَحْدَهٗ اَوْ قَالَ اُمَّةً وَاحِدَةً (بیہقی)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کے معاملے میں سب سے بڑا سخی کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سخاوت کرنے

میں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا سخی ہے اور بنی آدم میں سب سے بڑا سخی میں ہوں، پھر لوگوں میں میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہوگا جس نے علم سیکھا اور اسے پھیلایا۔ وہ شخص قیامت کے دن ایک ''امیر'' یا فرمایا کہ ''ایک گروہ کی طرح'' آئے گا۔

۵) عَنْ عَوْنٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَنْهُوْمَانِ لَا یَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْیَا وَلَا یَسْتَوِیَانِ اَمَا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَیَزْدَادُ رِضًی لِلرَّحْمٰنِ وَاَمَّا صَاحِبُ الدُّنْیَا فَیَتَمَادٰی فِی الطُّغْیَانِ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی قَالَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ (دارمی)

ترجمہ: حضرت عونؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا دو حریص ہیں جن کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ ایک عالمِ دین اور دوسرا دنیادار لیکن دونوں درجہ میں برابر نہیں۔ عالمِ دین تو خدا کی خوشنودی اور رضامندی میں بڑھتا ہے اور دنیادار سرکشی میں زیادہ بڑھتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دنیادار کے حق میں یہ آیت پڑھی: خبردار انسان البتہ سرکشی کرتا ہے جب وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے اور پھر دوسرے شخص یعنی عالم کے بارے یہ آیت تلاوت کی کہ خدا کے بندوں عالم ہی خدا سے ڈرتے ہیں۔

۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُلَمَآءُ اُمَنَآءُ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ (کنز العمال۔ ۲۸۶۷۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علماء اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اس کے امین ہوتے ہیں۔

ایک دوسری حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ علماء میری امت کے امین ہیں یعنی جو علم انبیاء کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ بطورِ امانت انسانوں تک پہنچاتے ہیں۔

۷) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُلَمَآءُ مَصَابِيْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَآءُ الْاَنْبِيَآءِ وَوَرَثَتِىْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ (کنز العمال۔۲۸۶۷۷)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علماء زمین کے چمکتے ہوئے چراغ ہیں، انبیاء کے خلفاء ہیں اور میرے اور تمام انبیاء کے وارثین ہیں۔

۸) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَجْتَمِعُ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلُ الْجَنَّةَ وَتَنَعَّمْ بِعِبَادَتِكَ وَقِيْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هُنَا وَاشْفَعْ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ لَا تَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا شُفِعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَآءِ (کنز العمال۔۲۸۶۸۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب عالم اور عابد پل صراط پر اکھٹے ہو جائیں گے تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا اور اپنی عبادت کے سبب سے مزے کر جب کہ عالم سے کہا جائے گا یہاں کھڑے ہو اور جس کی تم چاہتے ہو سفارش کرو تمہاری شفارش قبول کی جائے گی۔

عالم انبیائے کرامؑ کے مقام پر کھڑا رہے گا۔

۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُوْزَنُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِدَادُ الْعُلَمَآءِ وَدَمُ الشُّھَدَآءِ فَیَرْجِحُ عَلَیْھِمْ مِدَادُ الْعُلَمَآءِ عَلٰی دَمِ الشُّھَدَآءِ

(کنزالعمال۔۲۸۷۱۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی اور شہداء کا خون وزن کیا جائے گا۔علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے بھاری نکلے گی۔

۱۰) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَالِمٌ یُنْتَفَعُ بِہٖ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

(کنزالعمال۔۲۸۷۲۳)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس عالم سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے (عوام الناس کے لئے نفع بخش عالم) ہزار عبادت گزاروں سے افضل ہے۔

علمائے ربانی کے بے شمار فضائل میں سے چند فضائل آپ کو سنائے گئے ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ آئندہ خطبہ میں ان کی مزید فضیلتیں پیش کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے علماء کی صحبت نصیب فرمائے اور ان کی قدردانی کی توفیق دے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۳) علمائے دین کے فضائل (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِى الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا٥ (النساء۔۱۶۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان میں سے اور ایمان والے ہیں کہ یہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی جانب نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور وہ نماز کی پابندی کرنے والے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور وہ جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں ایسے

لوگوں کو ہم عنقریب اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔

اس سے پہلے خطبہ میں آپ کے سامنے علمائے ربانی کی صفات پیش کی گئی تھیں مزید صفات آج پیش کی جائیں گی تا کہ بالکل واضح طور پر آپ تمیز کر سکیں کہ کون عالمِ ربانی ہے اور کون عالمِ سوء۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِیْءُ فَتَنْسِفُ الْعِبَادَ نَسْفًا وَیَنْجُوا الْعَالِمُ مِنْهَا بِعِلْمِهٖ (کنز العمال۔۲۸۹۲۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتنہ برپا ہوگا جو بندوں کو تباہ برباد کردے گا اس فتنہ سے صرف عالم ہی بچ پائے گا اپنے علم کی وجہ سے۔

جس دنیا میں ہم جی رہے ہیں یہ فتنوں بھری دنیا ہے اور جس زمانہ میں ہم جی رہے ہیں ہر روز ایک نیا فتنہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ جو لوگ دین کا صحیح علم اور سمجھ رکھنے والے ہیں وہی اس سے بچ پائیں گے۔

۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَیَحْتَاجُوْنَ اِلَی الْعُلَمَآءِ فِی الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ اَنَّهُمْ یَزُوْرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَیَقُوْلُ لَهُمْ تَمَنَّوْا عَلَیَّ مَا شِئْتُمْ فَیَلْتَفِتُوْنَ اِلَی الْعُلَمَآءِ فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا نَتَمَنّٰی فَیَقُوْلُوْنَ تَمَنَّوْا عَلَیْهِ كَذَا وَكَذَا فَهُمْ یَحْتَاجُوْنَ فِی الْجَنَّةِ كَمَا یَحْتَاجُوْنَ اِلَیْهِمْ فِی الدُّنْیَا (کنز العمال۔۲۸۷۶۷)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہلِ جنت جبکہ

جنت میں رہ رہے ہوں گے تاہم وہاں بھی وہ علماء کے محتاج ہوں گے چونکہ اہلِ جنت ہر جمعہ کو ربِ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ ربِ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا مجھ سے جس چیز کی چاہو تمنا کرو میں تمہاری ہر تمنا پوری کروں گا۔ چنانچہ اہلِ جنت علماء کے پاس جائیں گے اور کہیں گے ہم ربِ تعالیٰ سے کس چیز کی تمنا کریں؟ علماء کہیں گے فلاں فلاں چیزوں کی تمنا کرو۔ چنانچہ جنت میں بھی وہ لوگ علماء کے محتاج ہوں گے جس طرح دنیا میں ان کے محتاج ہوتے ہیں۔

۳) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوَّلَ مَنْ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَلْاَنْبِیَآءُ ثُمَّ الْعُلَمَآءُ ثُمَّ الشُّھَدَآءُ (کنز العمال۔۲۸۷۷۰)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انبیاءؑ شفاعت کریں گے پھر علماء کریں گے اور پھر شہداء۔

۴) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَکْعَةٌ مِنْ عَالِمٍ بِاللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ رَکْعَةٍ مِنْ مُتَجَاھِلٍ بِاللّٰہِ (کنز العمال۔۲۸۷۷۰)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عالم اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اس کی ایک رکعت جاہل کی ایک ہزار رکعتوں سے افضل ہے۔

۵) عَنْ دُرَّةَ بِنْتِ اَبِیْ لَھَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُ النَّاسِ اَقْرَؤُھُمْ وَاَفْقَھُھُمْ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ وَاَتْقَاھُمْ لِلّٰہِ وَاٰمَرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْھَاھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ

وَاَوْصَلَهُمْ لِلرَّحِمِ (کنز العمال۔۲۸۷۸۲)

ترجمہ: حضرت درہ بنت ابولہبؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ افضل وہ شخص ہے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والا ہے اور جو دین کی سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والا ہے اور جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے اور جو سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہے اور سب سے صلہ رحمی کرنے والا ہے۔

۶) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِاِبْنِهٖ یَا بُنَیَّ عَلَیْكَ بِمَجَالِسِ الْعُلَمَآءِ وَاسْتَمِعْ كَلَامَ الْحُكَمَآءِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُحْیِ الْقَلْبَ الْمَیِّتَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا یُحْیِ الْاَرْضَ الْمَیْتَةَ بِوَابِلِ الْمَطَرِ
(کنز العمال۔۲۸۸۸۱)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے بیٹے علماء کی مجالس کو لازم پکڑو، حکماء کے کلام کو غور سے سنو۔ بے شک اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نورِ حکمت سے زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کی پھوار سے زندہ کرتا ہے۔

۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ دِیْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَنْ یَنْصُرَهٗ اِلَّا مَنْ حَاطَهٗ مِنْ جَمِیْعِ جَوَانِبِهٖ (کنز العمال۔۲۸۸۸۶)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس نے چاروں طرف سے دین کا احاطہ کیا ہو۔

۸) عَنُ ابُنِ مَسُعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَبُعَثُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلُعِبَادِ یَوُمَ الُقِیَامَۃِ ثُمَّ یُمَیِّزُ الُعُلَمَآءَ فَیَقُولُ یَا مَعُشَرَ الُعُلَمَآءِ اِنِّی لَمُ اَضَعَ فِیُکُمُ عِلُمِیُ وَاَنَا اُرِیُدُ اَنُ اُعَذِّبَکُمُ اِذُھَبُوُا فَقَدُ غَفَرُتُ لَکُمُ (کنزالعمال۔۲۸۹۰۰)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء کو الگ کر کے فرمائے گا اے جماعتِ علماء! اگر میں نے تمہیں عذاب دینا ہوتا تو تمہیں علم کی دولت سے سرفراز نہ کرتا چلو جاؤ میں نے تمہاری مغفرت کردی ہے۔

۹) عَنُ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَفُقَہُ الُعَبُدِ کُلَّ الُفِقُہُ حَتّٰی یُبُغِضُ النَّاسَ فِیُ ذَاتِ اللّٰہِ ثُمَّ یَرُجِعُ اِلٰی نَفُسِہٖ فَتَکُوُنَ اَمُقَتَ عِنُدَہُ مِنَ النَّاسِ اَجُمَعِیُنَ (کنزالعمال۔۲۸۹۴۹)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک کوئی شخص کامل عالم نہیں ہوتا جب تک کہ لوگوں کو اللہ کی رضا کے لئے مبغوض نہ سمجھتا ہو پھر اپنی ذات پر غور کرے تو اللہ کے یہاں لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے آپ کو قابلِ نفرت سمجھتا ہو۔

۱۰) عَنُ اَبِیُ ھُرَیُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنَ الُعِلُمِ کَھَیَّئَۃِ الُمَکُنُوُنِ

لَا یَعۡلَمُهُ اِلَّا الۡعُلَمَآءَ بِاللّٰهِ فَاِذَا نَطَقُوۡا بِهٖ لَا یُنۡكِرُهُ اِلَّا اَهۡلُ الۡغُرَّةِ بِاللّٰهِ

(کنزالعمال۔۲۸۹۴۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم ایک پوشیدہ جوہر ہے جسے علماء کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب علماء علم کے موتی بکھیرتے ہیں تو وہی لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل ہوتے ہیں۔

علمائے ربانی اللہ کی رضا کے لئے دین کا علم حاصل کرنے والے اور معاشرے میں پیدا ہونے تمام فتنوں کا جم کر مقابلہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ دینِ حق کے مقابلہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ دین کے تمام پہلوؤں پر ان کی نظر ہوتی ہے۔ قرآن وسنت سے ان کا گہرا تعلق ہوتا ہے، اسی کی روشنی میں ہر معاملہ کو جانچتے اور پرکھتے ہیں۔ ان کے دل معرفتِ الٰہی کے مخزن ہوتے ہیں۔ ان کی ایک رکعت عام لوگوں کی ہزار رکعتوں کے برابر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن وسنت پر عمل کرنے کی وجہ سے علمِ مکاشفہ بھی عطا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اشیاء کے حقائق ان کے سامنے کھلے رہتے ہیں۔ ان کی مجالس سے مردہ دل زندگی پاتے ہیں۔ یہ ہیں علمائے ربانی کی صفات اور ان کی امتیازات جو انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو علمائے ربانی کی صحبت نصیب فرمائے اور علمائے سوء سے بچائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۴) علم کا مقصد عمل کرنا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ o (الجمعہ۔۵)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کے علم وعمل کا بارڈالا گیا تھا پھرانہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی مثال ہے جو بہت سی بڑی بڑی کتابیں اٹھائے ہوئے ہو جن لوگوں نے خدا کی آیتوں کی تکذیب کی ان کی بہت بری مثال ہےاور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کے علم وعمل کا بارڈالا گیا تھا پھرانہوں نے

اس توریت پر عمل کے بار کو نہ اٹھایا اس گدھے کی سی مثال ہے جو بہت سی بڑی بڑی کتابیں اٹھائے ہوئے ہو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی اور جھٹلایا ان کی بہت بری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کی رہنمائی نہیں فرماتا اور ان کو ہدایت کی توفیق نہیں دیا کرتا۔ یہ ان یہود کے علماء کی مثال ہے جن کو توریت کا علم دیا گیا تھا اور ان کو احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی تھی لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور نبی کریم ﷺ کے متعلق جو پیشن گوئیاں توریت میں مذکور تھیں ان پر پردہ ڈالا اور ایک فریق نے مخالف بن کر نبی آخرالزماں کا مقابلہ کیا۔ ان کے علم وعمل کی مثال سمجھائی گئی کہ یہ توریت کے بے عمل علماء ایسے ہیں جیسے گدھے پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوئی ہوں کہ اس گدھے کو کچھ خبر نہیں کہ اس پر کیا لدا ہوا ہے۔ توریت میں حکم تھا کہ نبی آخرالزماں پر ایمان لانا۔ انہوں نے انکار کیا تو ان کا انکار مستلزم ہے ان کی بے عملی کو اس لئے ان کی یہ مثال بیان فرمائی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتائیں اور ان کی تکذیب کریں یہ ان کی بری مثال ہے کہ ان کو چوپائے سے مثال دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی جو جان بوجھ کر آیاتِ الٰہی کو جھٹلائیں ہدایت و رہنمائی کا ذمہ دار نہیں ہے اور یہ بدبخت اس کے مستحق نہیں ہیں کہ ان کی رہنمائی کی جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہود کے عالم ایسے تھے کہ کتاب پڑھی اور دل میں کچھ اثر نہ ہوا اللہ ہم کو پناہ دے۔ (کشف الرحمٰن)

عالم بے عمل کے لئے جو احادیث ہیں ذرا غور سے سنئیے:

۱) عَنْ جَبْلَةَ مُرْسَلًا قَالَ وَيْلٌ لِمَنْ لَا يَعْلَمُ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَعَلَّمَهٗ وَاحِدٌ مِنَ الْوَيْلِ وَيْلٌ لِمَنْ يَعْلَمُ وَلَا يَعْمَلُ سَبْعٌ مِنَ الْوَيْلِ (کنز العمال۔۲۹۰۴۱)

ترجمہ: حضرت جبلہؓ سے مرسلاً روایت ہے کہ اس شخص کے لئے ایک مرتبہ ہلاکت ہے جو علم حاصل نہ کرے اگر اللہ چاہتا تو اسے علم سے سرفراز کرتا اور اس کے لئے سات مرتبہ ہلاکت ہے جو علم حاصل کرے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّتُهَا الْاُمَّةِ اِنِّیْ لَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ فِيْمَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَلٰكِنْ اُنْظُرُوْا كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فِيْمَا تَعْلَمُوْنَ (کنز العمال۔۲۹۰۰۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میری امت مجھے تمہارے علم کا خوف نہیں ہے البتہ تم یہ دیکھو کہ تم اپنے علم پر کتنا عمل کرتے ہو۔

۳) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرَ فَقِيْهٍ وَمَنْ لَمْ يَنْفَعَهٗ عِلْمُهٗ ضَرَّهٗ جَهْلُهٗ اِقْرَاَ الْقُرْاٰنَ مَا نَهَاكَ فَاِنْ لَمْ يَنْهَكَ فَلَسْتَ تَقْرَؤُهٗ (کنز العمال۔۲۹۰۰۳)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہت سارے لوگ حاملینِ فقہ ہوتے ہیں جبکہ وہ فقیہ نہیں ہوتے جس شخص کو اس کا علم نفع نہیں پہنچائے اسے جہالت نقصان پہنچاتی ہے جب تک تمہیں قرآن برائیوں سے روکتا

رہے تو قرآن پڑھتے رہو اگر تمہیں برائیوں سے نہ روکے تو گویا تم قرآن نہیں پڑھ رہے۔

۴) **عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کَیْفَ اَنْتَ یَا عُوَیْمَرُ اِذَا قِیْلَ لَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَعَلِمْتَ اَمْ جَہِلْتَ؟ فَاِنْ قُلْتَ عَلِمْتُ قِیْلَ لَکَ فَمَاذَا عَمِلْتَ فِیْمَا عَلِمْتَ** (کنز العمال ۔ ۲۹۰۰۹)

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عویمر! تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھ سے کہا جائے گا کہ کیا تو نے علم حاصل کیا تھا یا جاہل رہا؟ اگر تو یہ کہے کہ میں نے علم حاصل کیا تھا تو تجھ سے کہا جائے گا کہ تو نے اس پر کتنا عمل کیا؟

۵) **عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ دَعَا النَّاسَ اِلٰی قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَلَمْ یَعْمَلْ ھُوَ بِہٖ لَمْ یَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰہِ حَتّٰی یَکُفَّ اَوْ یَعْمَلُ بِمَا قَالَ اَوْ دَعَا اِلَیْہِ** (کنز العمال ۔ ۲۹۱۰۸)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کو کسی بات یا عمل کی دعوت دی جب کہ اس نے خود اس پر عمل نہ کیا وہ برابر اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا مورد بنا رہتا ہے تاوقت یہ کہ وہ اس سے رک جائے یا خود عمل کرنے لگے جو کہہ رہا ہے یا دعوت دے رہا ہے۔

۶) **عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْعَالِمُ بِغَیْرِ عَمَلٍ کَالْمِصْبَاحِ**

يَحۡرِقُ نَفۡسَهٗ وَيُضِيۡءُ لِلنَّاسِ (کنز العمال۔۲۹۱۰۹)

ترجمہ: حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے عمل عالم چراغ کی طرح ہوتا ہے جوخود جل کر لوگوں کو روشنی دیتا ہے۔

۷) عَنۡ اَبِىۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَلۡعَالِمُ وَالۡعِلۡمُ وَالۡعَمَلُ فِى الۡجَنَّةِ فَاِذَا لَمۡ يَعۡمَلُ الۡعَالِمُ بِمَا يَعۡلَمُ كَانَ الۡعِلۡمَ وَالۡعَمَلَ فِى الۡجَنَّةِ وَالۡعَالِمُ فِى النَّارِ (کنز العمال۔۲۹۱۱۰)

ترجمہ: حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم، علم اور عمل جنت میں ہوں گے تاہم جب عالم علم پر عمل نہ کرتا ہو علم اور عمل جنت میں چلے جاتے ہیں لیکن عالم جہنم میں چلا جاتا ہے۔

۸) عَنۡ اَبِى الدَّرۡدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ تَعۡلَمُوۡا مَا شِئۡتُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَنۡ يَّنۡفَعَكُمۡ بِهٖ حَتّٰى تَعۡمَلُوۡا (کنز العمال۔۲۹۱۱۱)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو علم چاہو حاصل کرو اللہ تعالیٰ تمہیں کسی بھی علم سے اس وقت تک نفع نہیں پہنچائے گا جب تک تم عمل نہ کرو۔

۹) عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ يُوۡشِكُ اَنۡ يَظۡهَرَ الۡعِلۡمُ وَيَخۡزَنُ الۡعَمَلُ وَيَتَوَاصُلُ النَّاسُ بِاَلۡسِنَتِهِمۡ وَيَتَبَاعَدُوۡنَ بِقُلُوۡبِهِمۡ فَاِذَا فَعَلُوۡا ذٰلِكَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَعَلٰى سَمۡعِهِمۡ وَعَلٰى اَبۡصَارِهِمۡ (کنز العمال۔۲۹۱۱۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب علم کا دور دورہ ہوگا لیکن عمل ندارد لوگ زبانی کلامی ایک دوسرے کے قریب ہوں گے لیکن ان کے دل ایک دوسرے سے دور جب لوگوں میں یہ صورتحال پیدا ہو جائے گی اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دیں گے۔

۱۰) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمُ لَمْ یَنْفَعُهُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ (کنز العمال۔۲۹۰۹۹)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اسے نفع نہ دیا ہو۔

۱۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَ ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْدَاہُ وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے قدم قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ سے ہٹنے نہ پائیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ باتوں کا جواب نہ لے لیا جائے گا۔ پوچھا جائے گا کہ (۱) اس نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی، (۲) اپنی جوانی کو کس کام میں بڑھاپے میں تبدیل کر دیا، (۳) مال کہاں سے کمایا، (۴) مال کہاں خرچ کیا اور (۵) جو کچھ علم رکھتا

تھا اس پر کہاں تک عمل کیا؟

دین کا علم بغیر عمل کے لاحاصل ہے۔ عمل کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو مثال دی ہے وہ بوجھ اٹھانے والے گدھے کی ہے یعنی جو شخص علم رکھنے کے باوجود عمل نہیں کرتا وہ اس گدھے کی طرح ہے جس پر بوجھ لدا ہوا ہے۔ اس سے کیا بری مثال ہوسکتی ہے! جو احادیث سنائی گئی ہیں عمل کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ صحابہؓ اس کو عالم ہی نہیں سمجھتے تھے جو عمل نہیں کرتا تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ علم آتا ہے اور عمل کو آواز دیتا ہے اگر آدمی عمل نہیں کرتا تو علم رخصت ہوجاتا ہے۔ مذکورہ احادیث میں آپ نے سنا کہ علم حاصل کرنے کے بعد عمل سے لاپرواہی کرنے والوں کے دلوں، کانوں، آنکھوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے! کل قیامت کے دن شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جن کے علم نے انہیں نفع نہیں دیا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ دین کے علم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے دین کی غلط نمائندگی ہوتی ہے اور لوگ دین سے دور ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا علم حاصل کرنے اور اس پر کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۵) علمائے سوء کا آخرت میں انجام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍo (التوبہ۔۳۴)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علىٰ ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اے ایمان والو! بے شک اہلِ کتاب کے اکثر علماء ومشائخ لوگوں کے مال غیر مشروع طور پر کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس سونے چاندی کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اے پیغمبر آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیجئے۔

۱) عَنْ عُقْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَطَّلِعُوْنَ اِلٰى اُنَاسٍ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ بِمَ دَخَلْتُمُ النَّارَ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ اِلَّا بِمَا تَعَلَّمْنَا مِنْكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اِنَّا كُنَّا نَقُوْلُ وَلَا نَفْعَلُ (کنزالعمال۔۲۸۹۹۱)

ترجمہ: حضرت عقبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتیوں میں سے کچھ لوگ اہلِ دوزخ کے کچھ لوگوں پر جھانکیں گے اور پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کیوں داخل ہو گئے بخدا ہم تو اسی علم کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے ہیں جو ہم نے تم سے سیکھا تھا۔ دوزخی کہیں گے جو بات ہم کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلزَّبَانِيَةُ اَسْرَعُ اِلٰى فَسَقَةِ حَمَلَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْهُمْ اِلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ فَيَقُوْلُوْنَ يُبْدَاُ بِنَا قَبْلَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ فَيُقَالُ لَهُمْ لَيْسَ مَنْ يَعْلَمُ كَمَنْ لَا يَعْلَمُ (کنزالعمال۔۲۹۰۰۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کی طرف ہانک کر لے جانے والے فرشتے فاسق حاملین قرآن کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں بنسبت بتوں کے پجاریوں کی طرف بڑھنے کے، حاملینِ قرآن کہیں گے کہ بت کے پجاریوں سے پہلے ہمیں کیوں پکڑا جارہا ہے؟ جواب دیا جائے گا علم رکھنے والا جاہل کی طرح نہیں ہوتا۔

۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اَلْجَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ (کنزالعمال۔۲۹۰۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی علمی بات دریافت کی گئی اور پھر اس نے اس کو چھپایا تو قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

ایک دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے علم کی اہلیت رکھنے والے سے علم چھپایا قیامت کے دن اسے آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔

۴) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاءَ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فَيَدُوْرُ بِهَا فِى النَّارِ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرِحَاهٖ فَيَطِيْفُ بِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانٌ مَا لَكَ مَا اَصَابَكَ اَلَمْ تَكُنْ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُوْلُ بَلٰى قَدْ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ (کنز العمال۔۲۹۰۲۳)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا اور دوزخ میں پھینک دیا جائے گا تو اس کی آنتیں نکل پڑیں گی اور وہ اس کو لے کر دوزخ میں شدت اضطراب سے گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ اہلِ دوزخ اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا تھا! کہے گا جی ہاں میں تمہیں اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا اور خود اچھی باتوں سے باز رہتا تھا، بری باتوں سے تمہیں روکتا تھا اور خود برائیوں کا ارتکاب کرتا تھا۔

۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَتَیْتُ لَیْلَةً اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ یُقْتَرَضُ شِفَاھُھُمْ بِمَقَارِضٍ مِنْ نَارٍ کُلَّمَا قُرِضَتْ دُقَّتْ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ مَنْ ھٰٓؤُلَآءِ قَالَ خُطَبَآءُ مِنْ اُمَّتِكَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَقْرَؤُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَلَا یَعْمَلُوْنَ بِہٖ (کنزالعمال۔۲۹۰۲۶)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات مجھے ایک قوم کے پاس لایا گیا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے جوں ہی ان کے ہونٹ کاٹے جاتے پھر جوں کے توں برابر ہوجاتے۔ میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو جس بات کو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے کتاب اللہ پڑھتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ کَتَمَ عِلْمًا مِمَّا یَنْفَعُ اللّٰہُ بِہٖ النَّاسَ فِیْ اَمْرِ الدِّیْنِ اَلْجَمَہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَّارٍ (کنزالعمال۔۲۹۰۳۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دین کا علم چھپایا جس کے ذریعہ سے اللہ لوگوں کو نفع پہنچانا چاہتا ہے اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَکَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ وَرَدَّہُ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَکَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ (کنزالعمال۔۲۹۰۳۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے دین کے علم کو معاش کا ذریعہ بنایا اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو مٹا ڈالے گا اور چہرے کو گدی کی طرف پھیر دے گا اور دوزخ ہی اس کے لئے سزاوار ہے۔

۸) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ اَرْحِیَةٌ تَدُوْرُ بِالْعُلَمَآءِ فَیَشْرِفُ عَلَیْهِمْ مَنْ كَانَ عَرَفَهُمْ فِی الدُّنْیَا فَیَقُوْلُوْنَ مَا صَیَّرَكُمْ اِلٰی هٰذَا وَاِنَّمَا كُنَّا نَتَعَلَّمُ مِنْكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ اِنَّا كُنَّا نَاْمُرُكُمْ بِاَمْرٍ وَنُخَالِفُكُمْ اِلٰی غَیْرِهٖ** (کنزالعمال۔۲۹۱۰۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں بہت ساری چکیاں ہونگی جو علماء پر چلائی جائیں گی۔ ان علماء پر وہ لوگ جھانکیں گے جو ان کو دنیا میں پہچانتے تھے کہیں گے تمہیں اس حالت تک کس چیز نے پہنچایا ہے حالانکہ ہم تم لوگوں سے علم حاصل کرتے تھے؟ علماء جواب دیں گے ہم تمہیں ایک بات کا حکم دیتے تھے اور خود اس کی مخالفت کرتے تھے۔

۹) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ وَادِیًا تَسْتَعِیْذُ مِنْهُ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً اَعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْقُرَّآءِ الْمُرَآئِیْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَاِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی عَالِمُ السُّلْطَانِ** (کنزالعمال۔۲۹۱۰۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے ہر روز ستر (۷۰) بار جہنم بھی پناہ مانگتی ہے۔ وہ وادی اللہ تعالیٰ

نے ریاء کارقاریوں کے لئے تیار کر رکھی ہے۔مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو وہ عالم مبغوض ہے جو سلطان کے پاس آتا جاتا ہو۔

**۱۰) عَنْ اَبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنْ نَّارٍ** (کنز العمال۔۲۹۰۳۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت سے علم حاصل کیا اس کو چاہئیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

جو لوگ علم کو اللہ کی رضا کے علاوہ کسی اور مقصد سے حاصل کرتے ہیں ان کا برا انجام آپ نے سن لیا جو دلوں کو لرزا دینے والا ہے۔کسی عقل مند آدمی کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ علم حاصل کر کے بھی ایسے برے انجام کا شکار ہو۔ساری کوشش اس بات کی ہونی چاہئیے کہ علم حاصل کرنے میں پورے پورے اخلاص سے کام لے۔جو بھی علم حاصل کرے اس کے مطابق اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔تحصیلِ علم اور عمل میں ہر قسم کے ریاء وسمعہ سے بچے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے علماء سے بچائے اور علمائے ربانی کی صحبت نصیب فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۶) علم کی اشاعت وترویج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥ کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُعَلِّمُکُمْ مَّالَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ٥ (البقرہ-۱۵۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: یہ احسان بھی اسی طرح ہے جس طرح ہم نے تم لوگوں میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور تم کو پاک صاف کرتا ہے اور تم کو کتاب اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے اور تم کو ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جن کو تم خود نہیں جان سکتے تھے۔

فریضۂ رسالتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں چار جگہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ایک

مقام ہے، دوسرا حضرت ابراہیمؑ کی دعا جو سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ میں ہے، تیسرا مقام سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۴/ اور چوتھا مقام سورۂ جمعہ کی آیت نمبر ۲ ہے۔ ان آیات میں فریضۂ رسالت کی تفصیل اس طرح ہے: ۱) تلاوتِ آیات، ۲) کتاب کی تعلیم، ۳) حکمت کی تعلیم اور ۴) تزکیۂ نفوس۔ نبی ﷺ نے امت کو بھی اس کی تاکید کی وہ آپ کے پیش کئے ہوئے دین کے علم کو اسی طرز پر عام کریں۔

۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ اور بنی اسرائیل سے جو قصے سنو لوگوں کے سامنے بیان کرو۔ یہ گناہ نہیں اور جو شخص قصداً میری طرف جھوٹی بات منسوب کرے اسے چاہئیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میرے علوم کو پھیلانا تمہارا کام ہے۔ میری بات کو مستند طریقہ سے دوسروں تک پہنچاؤ۔ جملہ میں لفظ ''آیت'' کے دو مفہوم ہیں۔ ایک مفہوم آیت سے مراد قرآنی آیت ہے، دوسرا مفہوم آیت کا نشانی، خبر اور کلامِ مفید ہے۔ یعنی احادیث اور دین کی تمام باتیں ہیں۔ حسبِ موقع اور ضرورت اس کا پہنچانا ہر جاننے والے پر لازم ہے۔ آیت کا لفظ چھوٹی سی چیز کے لئے استعمال

ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خواہ وہ چیز کتنی ہی قلیل کیوں نہ ہو اس کو بھی پہنچاؤ۔ تبلیغ کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ پہنچانے والا پہلے خود سمجھے پھر دوسروں تک پہنچائے۔ بنی اسرائیل کے واقعات اور قصص میں جو ذکر و عبرت و نصیحت ہیں اس کو پہنچانے میں حرج نہیں ہے۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کی طرف کوئی جھوٹی بات گھڑ کر منسوب کرنے والے پر سخت وعید آئی ہے کہ اس کو چاہئیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ علامہ ابو محمد جوینیؒ نے حدیث گھڑنے والے کو کافر قرار دیا ہے لیکن عام علماء اس کو بہت بڑا گناہ کہتے ہیں۔ دین اسی راستہ سے آتا ہے جو دین کا صحیح راستہ ہو۔ بے دینی کے راستہ سے دین نہیں آتا۔ جو فائدہ دین پر جھوٹ باندھنے سے حاصل ہوا وہ کیا فائدہ ہوا وہ تو نقصان ہی نقصان ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کسی کے فائدہ کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا، اس کی خوبصورت اور اصلی شکل کو برقرار رکھا گیا ہے یا بگاڑ دیا گیا ہے۔ (ملخصاً از توضیحات۔ جلد اول)

۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِىْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰٓؤُلَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰٓؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (دارمی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) سرکارِ دو عالم ﷺ کا گزر دو

مجلسوں پر ہوا، جو مسجدِ نبوی میں منعقد تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دونوں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک (نیکی میں) دوسرے سے بہتر ہے۔ ایک جماعت عبادت میں مصروف ہے، خدا سے دعا کر رہی ہے اور اس سے اپنی رغبت کا اظہار کر رہی ہے (یعنی حصولِ مقصد کے لئے خدا کی طرف امیدوار ہے اور حصولِ مقصد رضائے الٰہی پر موقوف ہے) لہٰذا اگر خدا چاہے تو انہیں دے اور چاہے نہ دے۔ اور دوسری جماعت فقہ یا علم حاصل کر رہی ہے اور جاہلوں کو علم سکھا رہی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ بہتر ہیں اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور پھر آپ ﷺ خود بھی ان میں بیٹھ گئے۔

۳) **عَنِ الْحَسَنَ مُرْسَلًا قَالَ مِنَ الصَّدْقَةِ اَنْ يَتَعَلَّمَ الرَّجُلُ الْعِلْمَ فَيَعْمَلُ بِهٖ وَيُعَلِّمُهٗ** (کنزالعمال۔۲۸۸۱۴)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ بطریقِ ارسال روایت کرتے ہیں کہ یہ بھی صدقہ ہے کہ آدمی علم حاصل کرے، اس پر عمل کرے اور پھر دوسروں کو سکھائے۔

۴) **عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنْ اَدّٰى اِلٰى اُمَّتِىْ حَدِيْثًا لِتُقَامَ بِهٖ سُنَّةٌ اَوْ تُثْلَمَ بِدْعَةٌ فَهُوَ فِى الْجَنَّةِ** (کنزالعمال۔۲۸۸۱۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے امتی کو ایک بھی حدیث پہنچائی جس کے ذریعہ سے سنت کا قیام ہو اور بدعت کی بندش ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۵) **عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَلَّمَ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ كَانَ**

لَهٗ ثَوَابُهَا مَا تُلِيَتْ (کنز العمال۔۲۸۸۸۷)

ترجمہ: حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کتاب اللہ کی ایک آیت کسی دوسرے کو سکھلا دی جب تک یہ آیت تلاوت ہوتی رہے گی اسے ثواب ملتا رہے گا۔

۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَفْضَلَ الْهَدِيَةِ اَوْ اَفْضَلَ الْعَطِيَّةِ الْكَلِمَةُ مِنْ كَلَامِ الْحِكْمَةِ يَسْمَعُهَا الْعَبْدُ ثُمَّ يَتَعَلَّمُهَا ثُمَّ يُعَلِّمُهَا اَخَاهُ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ عَلٰى نِيَّتِهَا (کنز العمال۔۲۸۸۹۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل ہدیہ اور افضل عطیہ حکمت بھرا کلمہ ہے جسے کوئی آدمی سن لیتا ہے اور پھر اسے سیکھ کر اپنے بھائی کو سکھا دیتا ہے یہ کلمہ اس کے لئے سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

۷) عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَهْدِیَ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ (کنز العمال۔۲۸۸۰۲)

ترجمہ: حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تمہارے لئے اس دنیا سے افضل ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے۔

۸) عَنْ سَمَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ اَفْضَلِ مِنْ عِلْمٍ يَنْشُرُ (کنز العمال۔۲۸۸۰۹)

ترجمہ: حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسانوں کے لئے علم کے پھیلانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے۔

۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ رَجُلٍ يَنْعِشُ بِلِسَانِهٖ حَقًّا فَعُمِلَ بِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ اِلَّا اُجْرِىَ بِهٖ عَلَيْهِ اَجْرُهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ وَفَّاهُ اللّٰهُ ثَوَابُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (کنزالعمال۔۲۸۸۱۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی زبان سے حق بات کہتا ہے پھر اس کے بعد اس بات پر عمل کیا جاتا ہے تو حق بات کہنے والے کے لئے تا قیامت اس کا ثواب جاری رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پورا پورا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

۱۰) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الَّذِىْ يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا فَكَنَزَهُ فَلَمْ يُنْفِقْ مِنْهُ

(کنزالعمال۔۲۹۱۳۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور پھر اسے پھیلاتا نہیں تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو اللہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اسے چھپا کر رکھے اور اسے خرچ نہ کرے۔

انبیائے کرامؑ کو اللہ تبارک وتعالیٰ وحی کے ذریعہ سے زندگی کے حقائق کا علم عطا فرماتے ہیں تاکہ وہ اپنی قوم کو بتائیں کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور ان کی

فلاح وصلاح کس چیز میں ہے اور ان کا نقصان وخسران کیا ہے اور یہ واضح کر دیں کہ ان کی زندگی کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہئیے ۔ نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے ان کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ یہ فریضہ انجام دیں ۔ نبی ﷺ کے بعد علم کی ترویج اور اشاعت کا فریضہ امت پر عمومی طور پر اور علمائے دین پر خصوصی طور پر عائد ہے۔ آئندہ خطبہ میں یہ بات آپ کے سامنے آئے گی کہ علم کا چھپانا کتنا بڑا جرم ہے اور اس کی کتنی سخت سزا اللہ نے مقرر کر رکھی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خود دین کا علم حاصل کرنے اور پھر اس کی ترویج واشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۷) دین کے علم کو چھپانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ٥ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ٥ (البقرہ۔۱۶۰،۱۵۹)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: بے شک جولوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح دلائل اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعداس کے کہ ہم اس کو اپنی کتاب میں انسانوں کے لئے صاف واضح بیان کر چکے ہیں ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں مگر ہاں وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور حق

بات کو صاف صاف بیان کر دیں تو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بکثرت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہوں۔

آیت کی روشنی میں علمِ دین کا اظہار اور اس کا پھیلانا واجب ہے اور اس کا چھپانا سخت حرام ہے۔ جو لوگ ان مضامین اور احکام کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے اور وہ احکام صاف اور واضح ہیں اور وہ مضامین و احکام صحیح راستہ دکھانے والے ہیں اور یہ لوگ ان مضامین کا اخفاء بھی اس کے بعد کرتے ہیں جبکہ ہم عام لوگوں کے لئے ان کو خوب کھول کر کتبِ سماویہ میں بیان کر چکے ہیں۔ اس صراحت و وضاحت کے باوجود جو بد بخت ان مضامین و احکام کو چھپاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ایسوں پر لعنت بھیجتے ہیں مگر ہاں وہ حضرات اس لعنت سے مستثنیٰ ہوتے ہیں جو اس قسم کے جرم سے رجوع کر لیں اور تائب ہو جائیں اور اپنے اس فعل کی تلافی کر دیں اور حق بات کو ظاہر کر دیں تو میں ایسے لوگوں پر رحمت کے ساتھ توجہ فرماتا ہوں اور ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں تو بہت توبہ قبول کرنے والا اور مہربانی کرنے والا ہوں۔ بظاہر آیت کا تعلق اہلِ کتاب اور ان کے ان علماء سے ہے جو نبی آخر الزمان کی نبوت اور آپ کی نسبت ان صاف اور واضح پیشن گوئیوں کا اخفاء کرتے تھے جو توریت و انجیل اور دوسرے صحیفوں میں مذکور تھیں۔ گو یہ آیت اہلِ کتاب کے علماء کے سلسلہ میں نازل ہوئی مگر اس کا حکم عام ہے ہر حق کے چھپانے والے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (ملخصاً کشف الرحمٰن)

۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَنَاصِحُوْا فِی الْعِلْمِ فَاِنَّ خِيَانَةَ اَحَدِكُمْ فِیْ عِلْمِهٖ اَشَدُّ مِنْ خِيَانَةِ فِیْ مَالِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
(کنزالعمال۔۲۹۲۸۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم کے معاملہ میں خیرخواہی سے کام لو چونکہ علمی خیانت مالی خیانت سے زیادہ سخت ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تم سے سوال کرے گا۔

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ اَصْحَابِیْ تَنَاصَحُوْا فِی الْعِلْمِ وَلَا يَكْتُمُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَاِنَّ خِيَانَةَ الرَّجُلِ فِیْ عِلْمِهٖ اَشَدُّ مِنْ خِيَانَةِ فِیْ مَالِهٖ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَائِلُكُمْ عَنْهُ (کنزالعمال۔۲۹۲۸۷)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جماعتِ صحابہ! علم کے معاملہ میں خیرخواہ رہو ایک دوسرے سے علم نہ چھپاؤ چونکہ ایک شخص کا علم میں خیانت کرنا مال میں خیانت کرنے سے زیادہ خطرناک ہے اللہ تعالیٰ تم سے سوال کرے گا۔

۳) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَاتِمُ الْعِلْمِ يَلْعَنُهٗ كُلُّ شَیْءٍ حَتّٰى الْحُوْتِ فِی الْبَحْرِ وَالطَّيْرِ فِی السَّمَآءِ (کنزالعمال۔۲۸۹۹۷)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم کو چھپائے رکھتا ہے اس پر ہر چیز لعنت کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر میں رہنے والی

مچھلیاں بھی لعنت کرتی ہیں اور فضاء میں اڑنے والے پرندے بھی۔

۴) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اٰتَی اللّٰهُ تَعَالٰی عَالِمًا عِلْمًا اِلَّا اَخَذَ عَلَیْهِ الْمِیْثَاقَ اَنْ لَا یَکْتُمَهٗ** (کنز العمال۔۲۹۰۰۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھی علم سے نوازتا ہے اس سے علم کو نہ چھپانے کا پختہ عہد لیتا ہے۔

۵) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ یَعْلَمُهٗ فَکَتَمَهٗ اَلْجَمَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِلَجَامٍ مِنَ النَّارِ** (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دین کے کسی حکم کا علم رکھتا تھا اور وہ حکم اس سے دریافت کیا گیا اور وہ اس کو چھپائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالے گا۔

علم کو چھپانے کی سخت وعید انہی علوم و مسائل کے متعلق ہے جو قرآن سنت میں واضح بیان کئے گئے ہیں اور جن کے اظہار کرنے اور بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ باریک و دقیق مسائل جو عوام نہ سمجھ سکیں بلکہ خطرہ ہو کہ وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے تو ایسے مسائل و احکام کا عوام کے سامنے نہ بیان کرنا ہی بہتر ہے اور وہ کتمانِ علم کے حکم میں نہیں ہے۔ آیت میں لفظ ''البینٰت'' یعنی واضح دلائل اور ''الھدیٰ'' یعنی جس سے ہدایت وابستہ ہے ان کا اظہار کرنا ضروری ہے اور ان کا

چھپانا حرام ہے۔ (معارف القرآن۔جلداول)

۶) عَنْ مُعَاذَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ظَهَرَتِ الْبِدْعُ وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ اَوَّلَهَا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ عِلْمٌ فَلْيَنْشُرْهُ فَاِنَّ كَاتِمِ الْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ كَكَاتِمِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ ((کنز العمال۔۲۹۱۴۰)

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بدعات کا زور ہو جائے جب بدعات کا ظہور ہو جائے اور اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر لعنت کریں تو جس شخص کے پاس علم ہو وہ اسے پھیلائے اس وقت علم کو چھپانے والا ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی محمد ﷺ پر نازل کردہ تعلیمات کو چھپانے والا۔

۷) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَخِلَ بِعِلْمٍ اُوْتِيَهٗ اَتٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُوْلًا مَجْلُوْمًا بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ (کنز العمال۔۲۹۱۴۳)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے علم میں بخل کیا وہ قیامت کے دن لایا جائے گا دراں حالیکہ اس کے گلے میں آگ کا طوق اور لگام ہوگی۔

۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَتَمَ عِلْمًا عِنْدَهٗ اَوْ اَخَذَ عَلَيْهِ اُجْرَةً لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجِمًا بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ (کنز العمال۔۲۹۱۵۰)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے

علم چھپایا اور اس پر اجرت لی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے گلے میں آگ کی لگام پڑی ہوگی۔

۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُمِرْنَا اَنْ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِہِمْ (کنزالعمال۔۲۹۲۸۲)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کریں۔

۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُحَدِّثُوْا اُمَّتِیْ مِنْ اَحَادِیْثِیْ اِلَّا بِمَا تَحْمِلُہٗ عُقُوْلُھُمْ (کنزالعمال۔۲۹۲۸۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری احادیث میں سے میری امت کو صرف وہی باتیں سناؤ جوان کی عقل میں آسکتی ہیں۔

عالم کی ذمہ داری ہے کہ مخاطب (سننے والے) کی صلاحیت کا اندازہ لگا کر کلام کرے۔ لوگوں کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس کے سامنے ایسے مسائل ہی بیان نہ کرے۔ فقہاء بہت سے مسائل کے بیان کے بعد لکھ دیتے ہیں ھٰذَا مِمَّا یُعْرَفُ وَلَا یُعَرَّفُ (یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جسے اہلِ علم کو خود سمجھنا چاہئیے مگر عوام میں پھیلانا نہیں چاہئیے)۔ کوئی کافر جو مسلمانوں کے مقابلہ میں مناظرہ کرتا ہو یا کوئی بدعتی گمراہ اپنے غلط خیالات کی طرف دعوت دیتا ہو اس کو علمِ دین سکھانا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ یہ یقین نہ ہو کہ علم سکھانے سے اس کے خیالات

درست ہو جائیں گے۔ کسی بادشاہ یا حاکم کو ایسے مسائل بتانا جس سے رعیت پر ظلم کی راہیں نکلتی ہوں جائز نہیں ہے اسی طرح عوام کے سامنے رخصتیں اور حیلوں کی صورتیں بلاضرورت بیان نہیں کرنی چاہیئے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر قرآن کی یہ آیت ''اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡهُدٰی۔۔۔۔۔'' (جو خطبہ کے ابتداء میں تلاوت کی گئی ہے) نہ ہوتی تو میں تم سے کوئی حدیث بیان نہ کرتا جس میں کتمانِ علم پر لعنت کی وعید شدید مذکور ہے۔ ایسے ہی بعض دوسرے صحابہؓ نے بھی بعض روایاتِ حدیث کے ذکر کے ساتھ ہی یہ الفاظ فرمائے کہ قرآنِ کریم کی یہ مذکورہ آیت نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ کے نزدیک حدیثِ رسول ﷺ بھی قرآن ہی کے حکم میں ہے کیونکہ آیت میں کتمان کی وعید ان لوگوں کے لئے آئی ہے جو قرآن میں نازل شدہ ہدایات و بینات کو چھپائیں، اس میں حدیث کا صراحۃً ذکر نہیں لیکن صحابہ کرامؓ نے حدیثِ رسول ﷺ کو بھی قرآن ہی کے حکم میں سمجھ کر اس کے اخفاء کرنے کو اس وعید کا سبب سمجھا۔

امام التفسیر نے فرمایا کہ لعنت کرنے والوں سے مراد دنیا کی ہر مخلوق، تمام جانور اور حشرات الارض بھی ان پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ان کی بداعمالی سے ان سب مخلوقات کو نقصان پہنچتا ہے۔ حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث سے اس کی

تائید ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَللّٰعِنُوْنَ سے مراد تمام زمین پر چلنے والے جانور ہیں۔ (معارف القرآن۔جلداول)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کا صحیح علم حاصل کرنے اور اس کی ترویج واشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۸) گناہ کے اثرات----- ہم پر آنے والے مصائب (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍo وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍo (الشوریٰ۔۳۱،۳۰)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اورتم کو جو مصیبت پہنچتی ہے سو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہ تو وہ معاف ہی کر دیتا ہے۔ اور تم زمین میں کہیں بھاگ کر ہرا نہیں سکتے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔

خطبہ کا عنوان گناہ کے اثرات ہے۔ ہم پر جو مصیبتیں آتی ہیں اس کا ایک اہم سبب ہمارے گناہ ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ آیات میں فرمایا گیا ہے کہ تم کو جو مصیبت

اور سختی پہنچتی ہے سو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتا ہے اور درگزر فرما دیتا ہے۔ یہ خطاب مکلفین کو ہے کہ جو مصیبت یا آلام تم کو پہنچتے ہیں وہ تمہاری تقصیرات اور خطاؤں کی وجہ سے پہنچتے ہیں خواہ وہ نافرمانی کا کوئی گناہ ہو یا اطاعت میں کوتاہی کی کوئی پاداش ہو۔ ان تکالیف سے ان تقصیرات کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ تکالیف دنیا، قبر اور حشر میں ہو سکتی ہیں۔

(کشف الرحمٰن)

اللہ تعالیٰ ہر گناہ پر نہیں پکڑتے ورنہ روئے زمین پر کوئی جاندار باقی نہیں رہے گا بلکہ صرف چند ہی گناہ پر گرفت فرماتے ہیں تاکہ بندے خبردار ہو جائیں اور اللہ کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ فرمایا گیا:

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝

(یٰس۔ ۴۵)

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ان کی گرفت کرنے لگے تو روئے زمین پر کسی حرکت کرنے والے کو بھی باقی نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقتِ مقررہ تک لوگوں کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ پھر جب ان کا وہ مقررہ وقت آپہنچے گا تو یقین جانو کہ خدا کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کے کسب اور ان کے اعمال کی وجہ سے گرفت اور مؤاخذہ

کرنے لگے تو روئے زمین پر کسی حرکت کرنے والے اور کسی متنفس کو بھی نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقتِ مقررہ تک لوگوں کو مہلت دیتا رہتا ہے پھر جب ان کا وہ وقتِ مقررہ اور میعادِ معینہ آجائے گی تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔ یعنی اگر بندوں کو ان کی شامتِ اعمال کے سبب گرفتار کرنا شروع کردے تو ایک بھی متنفس باقی نہ رہے اور روئے زمین پر کوئی چلنے والا نہ دکھائی دے۔ اور جب انسان ہی نہ رہیں تو حیوانات جو انتقاعِ خلق کے لئے ہیں وہ بھی بیکار ہو جائیں لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے بندوں کو مہلت دے رکھی ہے اور توبہ کر کے باز آجانے کا موقع دیا ہے۔ جب وہ وقت آجائے گا خواہ کسی خاص قوم کے ختم کرنے کا وقت ہو یا قیامت کا وقت ہو تو اس وقت گرفت کی جائے گی کیونکہ وہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے اور سب اچھے برے اس کی نگاہ میں ہیں اس وقت ہر شخص کے ساتھ سزا اور جزاء کا معاملہ کیا جائے گا۔ (کشف الرحمٰن)

مصائب کا اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے پہنچنا یہ اصول عام لوگوں کے لئے ہے، انبیائے کرامؑ اور نابالغ اولاد اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یُصِیْبُ عَبْدًا نَکْبَۃٌ فَمَا فَوْقَھَا اَوْ دُوْنَھَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُو اللّٰہُ عَنْہُ اَکْثَرُ وَقَرَاَ وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوَ عَنْ کَثِیْرٍ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کو جو

معمولی ایذاء پہنچتی ہے یا کوئی تکلیف پہنچتی ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو، یہ اس کے گناہوں کا ثمرہ ہوتا ہے اور وہ گناہ جنہیں اللہ تعالیٰ (بغیر سزا دیئے) دنیا و آخرت میں بخش دیتا ہے ان گناہوں سے بہت زیادہ ہوتے ہیں جن پر وہ سزا دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ نے آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے سو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہ تو وہ معاف ہی کر دیتا ہے۔''

یعنی جو کچھ تکلیف تم کو پہنچتی ہے یہ تمہارے برے اعمال کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سارے گناہوں سے درگذر کر کے معاف فرما دیتا ہے لہٰذا اگر راحت وسکون چاہتے ہو تو گناہوں سے باز آجاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ آزمائش اور حوادثات گناہوں کی وجہ سے آتے ہیں لیکن جو لوگ بظاہر بڑے گناہوں کے مرتکب نہیں ہوتے ان پر اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اس کے لئے امتحان اور رفع درجات کا ذریعہ ہوتی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ بعض آسمانی آفات وحوادثات ایسے ہوتے ہیں جن کا کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی حکمت کے تحت ہوتے ہیں۔ اور بعض آفات ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے کوئی ظاہری سبب ہوتا ہے یہ انسان کی اپنی طرف سے کوتاہیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ (توضیحات۔ جلد سوم)

۲) عَنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِیِّ مُرْسَلًا قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ رَسُوْلُ

اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا مِنْ خَدْشِ عُوْدٍ وَلَا اِخْتِلَاجِ عِرْقٍ وَلَا عُثْرَةِ قَدَمٍ اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا یَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ اَکْثَرُ (تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا روایت ہے کہ جب یہ آیت (وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا۔۔۔۔) نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ کسی کو لکڑی سے کوئی خراش لگتی ہے یا کوئی رگ دھڑکتی ہے یا قدم کی کوئی لغزش ہوتی ہے مگر سب گناہ کی وجہ سے ہے اور بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتا ہے۔

۳) عَنْ ضَحَّاكٍ قَالَ مَا نَعْلَمُ اَحَدًا حَفِظَ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ نَسِیَهٗ اِلَّا بِذَنْبٍ ثُمَّ قَرَاَ (وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ) ثُمَّ یَقُوْلُ الضَّحَّاكَ اَیُّ مُصِیْبَةٍ اَعْظَمُ مِنْ نِسْیَانِ الْقُرْاٰنِ (تفسیر ابن کثیر)

ترجمہ: حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ کوئی قرآن یاد کر کے بھول جائے مگر یہ کہ کسی گناہ کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت (وَمَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُصِیْبَةٍ فَبِمَا۔۔۔۔) تلاوت کی۔ پھر ضحاک نے فرمایا قرآن کے بھول جانے سے بڑھ کر کونسی مصیبت ہو سکتی ہے!

۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِی الدُّنْیَا وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهٖ حَتّٰی یُوَافِیَهٗ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے گناہوں کی سزا جلدی ہی دنیا میں دے دیتا ہے اور جب اپنے کسی بندہ کی برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا کو روکے رکھتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو اس کے گناہوں کی پوری پوری سزا دے گا۔

۵) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَزَالُ الْبَلَآءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْهِ مِنْ خَطِیْئَةٍ**

(ترمذی، مالک)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا مومن مرد یا مومن عورت کی جان، اس کے مال اور اس کی اولاد کو ہمیشہ مصیبت و بلاء پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ (جب) وہ (مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر (یعنی اس کے نامۂ اعمال میں) کوئی گناہ نہیں ہوتا (کیونکہ مصیبت و بلاء کی وجہ سے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں)۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس کا اثر میں اپنے گھربار میں، اپنے مال و اولاد میں حتیٰ کہ اپنی سواری میں محسوس کرتا ہوں۔

۶) **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَثُرَتْ ذُنُوْبُ الْعَبْدِ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ مَا یُکَفِّرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتَلَاهُ اللّٰہُ بِالْحُزْنِ لِیُکَفِّرَهَا عَنْهُ** (احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب (کسی) بندہ کے گناہ بہت زیادہ ہوجاتے ہیں اور اس کے اعمال میں ایسا کوئی نیک عمل نہیں ہوتا جو اس کے گناہوں کو دور کرے تو اللہ تعالیٰ اسے غم وحزن میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ اس بندہ کے گناہوں کو دور کر دے۔

۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ ذُکِّرَتِ الْحُمّٰی عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّهَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَسُبَّهَا فَاِنَّهَا تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِیَ النَّارُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر ہوا تو ایک شخص اسے برا کہنے لگا (یہ سن کر) نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو کیونکہ وہ گناہوں کو اس طرح سے دور کرتا ہے جس طرح سے آگ لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ مَرِیْضًا فَقَالَ اَبْشِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ هِیَ نَارِیْ اُسَلِّطُهَا عَلٰی عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا لِتَکُوْنَ حَظَّهٗ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (احمد، ابنِ ماجہ، شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیمار کی عیادت کی (جو بخار میں مبتلا تھا) اور اس سے فرمایا کہ تمہیں خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بخار میری آگ ہے جسے میں اپنے بندہ پر اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ وہ (بخار)

اس کے حق میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے۔

۹) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الرَّبَّ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُخْرِجُ اَحَدًا مِنَ الدُّنْیَا اُرِیْدُ اَغْفِرَ لَهٗ حَتّٰی اَسْتَوْفِیَ کُلَّ خَطِیْئَةٍ فِیْ عُنُقِهٖ بِسَقَمٍ فِیْ بَدَنِهٖ وَاِقْتَارٍ فِیْ رِزْقِهٖ (رزین)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ قسم ہے اپنی عزت و بزرگی کی جس بندہ کو میں بخشنا چاہتا ہوں اسے میں دنیا سے اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ اس کے بدن کو بیماری میں مبتلا کر کے اور اس کو رزق کی تنگی میں ڈال کر اس کے ہر گناہ کا بدلہ جو اس کے ذمہ ہوں گے نہ دے دوں گا۔

۱۰) عَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاَسْقَامَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ کَانَ کَفَّارَةً لِمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِهٖ وَمَوْعِظَةً لَهٗ فِیْمَا یَسْتَقْبِلُ وَاِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ ثُمَّ اُعْفِیَ کَانَ کَالْبَعِیْرِ عَقَلَهٗ اَهْلُهٗ ثُمَّ اَرْسَلُوْهُ فَلَمْ یَدْرِ لِمَ عَقَلُوْهُ وَلِمَ اَرْسَلُوْهُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْاَسْقَامُ وَاللّٰهِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ فَقَالَ قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا (ابوداود)

ترجمہ: حضرت عامر رامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) بیماریوں کا ذکر کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے نجات دیتا ہے تو وہ بیماری (نہ صرف یہ کہ)

اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے (بلکہ) زمانہ آئندہ کے لئے باعثِ نصیحت (بھی) ہوتی ہے۔ (یعنی بیماری اسے متنبہ کرتی ہے، چنانچہ وہ آئندہ گناہوں سے بچتا ہے) اور جب منافق بیمار ہوتا ہے اور پھر اسے بیماری سے نجات دی جاتی ہے تو اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہوتی ہے جسے اس کے مالک نے باندھا اور پھر چھوڑ دیا اور اونٹ نے یہ نہ جانا کہ مالک نے اسے کیوں باندھا تھا اور کیوں چھوڑ دیا؟ (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بیماری کیا چیز ہے؟ قسم بخدا! میں تو کبھی بھی بیمار نہیں ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ کھڑے ہو تم ہم میں سے نہیں ہو۔

گناہ کے بے شمار اثرات میں سے ایک اہم اثر آئے دن پیش آنے والی مصیبتیں اور بیماریاں ہیں۔ ان شاء اللہ اس مضمون کی آئندہ خطبہ میں مزید تشریح کی جائے گی۔ ہمارا سب سے پہلا اور اہم کام یہ ہے کہ تمام گناہوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔ گناہ کرنے سے آدمی کا اللہ سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور وہ صحیح راستہ سے ہٹ کر غلط راستہ پر جا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تمام گناہوں سے بچ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۱۹) گناہ کے اثرات----- ہم پرآنے والے مصائب (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَا اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا٥ (النساء۔۱۲۳)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: مسلمانو! نہ تمہاری آرزؤں پر موقوف ہے اور نہ اہلِ کتاب کی امیدوں پر بلکہ یہ بات ہے کہ جو شخص بھی کوئی برائی کرے گا وہ اس کی سزا دیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔

۱) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَشَدُّ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَصَائِبُ وَالْاَمْرَاضُ وَالْاَحْزَانُ فِى الدُّنْيَا جَزَآءٌ (تفسیر ابنِ کثیر۔ جلد اول)

ترجمہ: حضرت مسروقؒ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیسی شدید آیت ہے مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا یُّجْزَ بِهٖ (جو بھی برا عمل کرے گا اس کا ضرور اس کو بدلہ دیا جائے گا) تو آپ ﷺ نے فرمایا مصائب، بیماریاں اور غموم جو دنیا میں پیش آتے ہیں یہی برے کاموں کا بدلہ ہیں۔

۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اُمَيَّةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ وَعَنْ قَوْلِهٖ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَ بِهٖ فَقَالَتْ مَا سَاَلَنِيْ عَنْهَا اَحَدٌ مُنْذُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هٰذِهٖ مُعَاتَبَةُ اللّٰهِ الْعَبْدَ بِمَا يُصِيْبُهٗ مِنَ الْحُمّٰى وَالنَّكْبَةِ حَتّٰى الْبِضَاعَةُ يَضَعُهَا فِيْ يَدِ قَمِيْصِهٖ فَيَفْقِدُهَا فَيَفْزَعُ لَهَا حَتّٰى اِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَمَا يَخْرُجُ التِّبْرُ الْاَحْمَرُ مِنَ الْكِيْرِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت علی بن زید (بصری تابعی) امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے معنی پوچھے: اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ (اگر تم وہ چیز جو تمہارے دلوں میں ہے ظاہر کردو یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا) اور اس آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْءً يُّجْزَ بِهٖ (جو شخص برا عمل کرے گا اس کی سزا دی جائے گی)۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جیسا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا ویسا کسی نے مجھ سے اس مسئلہ کے بارے میں نہیں پوچھا۔ چنانچہ آپ نے (میرے

دریافت کرنے پر) فرمایا کہ یہ (یعنی محاسبہ اور سزا جو دونوں آیتوں میں مذکور ہے) اللہ تعالیٰ کا عتاب ہے جس میں بندہ بخار ورنج (کی تکلیف) کی صورت میں مبتلا ہوتا ہے یہاں تک کہ کوئی بندہ اپنا کچھ مال اپنے کرتہ کی آستین (یا جیب) میں رکھتا ہے اور (پھر وہ مال گم ہو جاتا ہے جسے) وہ نہیں پاتا چنانچہ وہ اس کے نہ ملنے سے غمگین ہوتا ہے (تو اس کی وجہ سے اس کے گناہ دور کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ یہی سلسلہ جاری رہتا ہے کہ بندہ کسی تکلیف اور رنج میں مبتلا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ بندہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے کہ سونا بھٹی سے (آگ میں پڑنے کی وجہ سے) سرخ نکلتا ہے۔

اس صحابی نے ان دو آیتوں کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے اس لئے سوال کیا کہ ان آیتوں کے مطلب میں وہ ایک پریشانی میں مبتلا تھے چنانچہ وہ صحابی سمجھ رہے تھے کہ پہلی آیت میں ہے کہ دل کی پوشیدہ باتوں کا حساب ہوگا یہ تو بہت مشکل ہے کیونکہ دل کے خیالات اور وسوسوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

دوسری آیت کا مطلب یہ کہ آدمی جو بھی عمل کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا تو اس سے آدمی صغائر کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوگا حالانکہ صغائر سے بچنا بہت مشکل ہے اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب سے میں نے ان آیتوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے پوچھا تھا صرف تم نے پوچھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے جواب میں فرمایا کہ ''ھذہ'' یعنی یہ محاسبہ اور یہ سزا جو دونوں آیتوں میں

مذکور ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی اس سرزنش کی طرف اشارہ ہے جو آدمی کو بخار کی صورت میں ہوجاتی ہے یا کسی اور مصیبت کی صورت میں ہوجاتی ہے یہاں تک کہ قمیص کی آستین میں اگر کوئی معمولی چیز رکھی ہو اور وہ گر کر گم ہوجائے تو آدمی اس کی وجہ سے پریشان ہوجائے۔ان چھوٹی سزاؤں سے آدمی گناہوں سے اس طرح سے پاک ہوجاتا ہے جس طرح سونا بھٹی میں ڈالنے سے صاف وشفاف نکل آتا ہے۔

(توضیحات۔جلدسوم)

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوُزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَالَمْ تَكَلَّمْ اَوْ تَعْمَلْ (تفسیرابنِ کثیر۔جلداول)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے تجاوز کیا ہے جب تک کہ اس کو زبان پر نہ لایا جائے اور جب تک کہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔

مصائب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے اور بعض لوگوں کے لئے رفع درجات کا ذریعہ بنادیتا ہے۔

۴) عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ اَیُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ یُبْتَلَی الرَّجُلُ عَلٰی حَسَبِ دِیْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِیْ دِیْنِهٖ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَآءُهٗ وَاِنْ كَانَ فِیْ دِیْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَیْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰی یَمْشِیَ عَلَی الْاَرْضِ مَا لَهٗ ذَنْبٌ (ترمذی،ابنِ ماجہ،دارمی)

ترجمہ: حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں کون زیادہ سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا انبیاءؑ پھر جو لوگ انبیاءؑ سے زیادہ مشابہ ہوں پھر وہ لوگ جوان لوگوں سے زیادہ مشابہ ہوں۔ انسان اپنے دینی حیثیت کے مطابق مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص دین میں مضبوط ہے تو اس کی مصیبت بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص دین میں کمزور ہے تو اس کی مصیبت بھی ہلکی ہوتی ہے۔ دین میں مضبوط شخص ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

سب سے زیادہ مصائب انبیائے کرامؑ پر آتی ہیں اور ان پر بھی جو دین میں زیادہ اونچے مقام پر ہوتے ہیں زیادہ مشقتیں آتی ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاءؑ سے زیادہ ایذاء دیئے گئے اور ستائے گئے۔ اس لئے کہ آپ ﷺ کا مقام بہت اونچا تھا حصہ بقدر جثہ ہوتا ہے۔ انبیائے کرامؑ کے بعد انبیاءؑ کے وارثین علماء، اولیاء اور صلحاء کا معاملہ ہے۔ (توضیحات۔ جلد سوم)

۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ عُظْمَ الْجَزَآءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَآءِ وَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاھُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضَآ وَمَنْ سَخِطَ فَلَہُ السَّخَطُ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑی

مصیبتوں کا بدل بڑا اجر ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے جو مصیبت اور بلاء میں راضی رہا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہے اور جو مصیبت اور بلاء میں ناراض رہا تو اس کے لئے اللہ کی ناراضگی ہے۔

اس حدیث میں مصیبت کے وقت انسان کی زندگی کے دو پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان سے خوش ہوتا ہے تو اس کو مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور جس سے ناراض ہوتا ہے اسے بھی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے اس حدیث میں صرف اول پہلو کا ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرا رخ بھی کلام کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے اور حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مصیبت کے وقت اگر بندہ راضی برضائے الٰہی رہتا ہے تو اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ سے خوش اور راضی ہے اور اگر مصیبت کے وقت انسان راضی برضائے الٰہی نہیں رہتا بلکہ شکایت کرنے لگتا ہے اور مصیبت کے وقت ناراضی اور ناخوشی کا اظہار کرتا ہے تو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ سے خوش نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب شخص مصیبتوں میں گھرا رہتا ہے اور اس پر صبر کرتا ہے اور اجر پاتا ہے۔

(توضیحات۔ جلدسوم)

٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهٖ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ فِیْ جَسَدِهٖ اَوْ فِیْ مَالِهٖ اَوْ فِیْ وَلَدِهٖ ثُمَّ صَبَّرَهٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِیْ

سَبَقَتْ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ (احمد، ابوداود)

ترجمہ: حضرت محمد بن خالد سلمیؓ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو بلند درجہ مقدر ہوتا ہے اور وہ اسے اپنے عمل کے ذریعہ سے حاصل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن یا اس کے مال یا اس کی اولاد کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اور پھر اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس درجہ تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقدر ہوتا ہے۔

۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهٗ قَدَحٌ فِيْهِ مَآءٌ وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهٗ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ سکرات الموت میں مبتلا تھے آپ کے پاس ایک پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیالہ میں اپنا ہاتھ ڈبوتے پھر اپنا ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیرتے اور یہ فرماتے تھے کہ اے اللہ موت کی سختی دور کرنے کے ساتھ میری مدد فرما یا یہ فرمایا کہ ''موت کی سختی'' کی بجائے ''موت کی شدت'' فرمایا۔

پیالہ سے پانی لیکر چہرۂ انور پر تر ہاتھ اس لئے پھیرتے تھے تا کہ جان کنی کی وجہ سے بدنِ مبارک میں جو حرارت پیدا ہوگئی تھی اس میں تخفیف آجائے۔ آنحضرت

پر نزع کی یہ تکلیف اس لئے آئی تا کہ اس میں امت کو ایک نمونہ مل جائے کہ حالت نزع کی تکلیف ایک طبعی چیز ہے اگر کسی پر آ جائے تو وہ حضور اکرم ﷺ کی حالت کو یاد کر کے تسلی کر لے اور مایوسی کا شکار نہ ہو۔

۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا اَغْبِطُ اَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کی موت کی سختی کو دیکھا ہے کسی کی موت کی آسانی پر رشک نہیں کرتی ہوں۔

اس سے پہلے خطبہ میں یہ بات آپ کے سامنے آ گئی ہے کہ ہم پر نازل ہونے والے مصائب اور آفات کا ایک سبب ہمارے گناہ ہیں۔ انبیائے کرامؑ چونکہ معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں یعنی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور صالحین امت محفوظ ہوتے ہیں ان پر جو مصیبتیں آتی ہیں کفارہ سیئات کے ساتھ ساتھ ان کے رفعِ درجات کا سبب بنتی ہیں۔ ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن مبتلائے مصیبت اشخاص بہت زیادہ اجر و ثواب سے نوازے جائیں گے تو جو حضرات مصیبتوں اور بلاؤں سے محفوظ تھے وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کے بدن کی کھالیں قینچیوں سے کاٹ ڈالی جاتیں (یعنی اتنی زیادہ تکلیف ان کو دی جاتی) اور ان کو بھی یہ اجر و ثواب ملتا۔ بہر حال یہ تو صالحین امت کا معاملہ ہے۔ چونکہ ہم سب لوگ گناہ گار ہیں ہم پر آنے والی مصیبتوں کے تعلق سے ہمیں یہی سمجھنا چاہیئے کہ وہ

ہمارے کسی گناہ اور کوتاہیوں کی وجہ سے آرہی ہیں۔ فوراً ہمیں اس کا تدارک اور تلافی کی فکر کرنی چاہیئے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیئے اور عافیت طلب کرتے رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے سارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ہم کو ہمیشہ اپنی عفو وعافیت میں رکھے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۰) گناہ کے اثرات ----- لعنت میں گرفتاری (ج)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ o (الرعد۔۲۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ سے پختہ عہد کرنے کے بعد عہد شکنی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ ان کو توڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور اس عالم میں ان کے لئے خرابی ہے۔

بہت سارے گناہ ہیں جن کی وجہ سے آدمی اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق بنتا ہے۔ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ کسی کو ہم لعنت کی بددعا نہیں کرسکتے

مگراسی کو جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں لعنت کے الفاظ آئے ہیں۔

اور جولوگ اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑ دیتے ہیں اور عہدشکنی کے مرتکب ہوتے ہیں اوراللہ تعالیٰ نے جن تعلقات کو جوڑنے اور ملانے کا حکم دیاہے وہ ان کو قطع کرتے اورتوڑتے ہیں اورزمین میں فساد برپا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پرلعنت اور پھٹکار ہوگی اوراس عالم میں ان کے لئے برائی اورخرابی ہے۔ (کشف الرحمٰن)

## لعنت بھیجنے میں احتیاط کی ضرورت:

۱) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا لَعَنَ شَیْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةَ اِلَی السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَهَا ثُمَّ یَهْبِطُ اِلَی الْاَرْضِ فَتُغْلَقُ اَبْوَابُهَا دُوْنَهَا ثُمَّ تَاْخُذُ یَمِیْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ اِلَی الَّذِیْ لَعَنَ فَاِنْ کَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا وَاِلَّا رَجَعَتْ اِلٰی قَائِلِهَا

(ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابودرداءؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی بندہ کسی چیز یعنی کسی انسان یا غیرانسان پرلعنت کرتاہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے اور آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کردیئے جاتے ہیں پھر وہ لعنت زمین کی طرف اتر کرآجاتی ہےتو زمین کے دروازے اس پر بند کردیئے جاتے ہیں پھر وہ لعنت دائیں بائیں طرف جانا چاہتی ہے (مگرادھر سے

بھی دھتکار دی جاتی ہے) چنانچہ جب وہ کسی طرف بھی راستہ نہیں پاتی تو اس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے یہاں تک کہ اگر وہ چیز اس لعنت کی اہل و سزاوار ہوتی ہے تو اس پر واقع ہو جاتی ہے ورنہ اپنے کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔

۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ (ترمذی، بیہقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والا طعن کرنے والا، لعنت کرنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور زبان درازی کرنے والا نہیں ہوتا۔

## کافروں پر اللہ کی لعنت ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ o اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ o (البقرہ۔۱۶۱-۱۵۹)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ہمارے نازل کئے ہوئے واضح دلائل اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم اس کو اپنی کتاب میں انسانوں کے لئے صاف واضح بیان

کر چکے ہیں ایسے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں مگر ہاں وہ لوگ جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور حق بات کو صاف صاف بیان کردیں تو میں ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بکثرت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہوں۔ بے شک جو لوگ کفر کرتے رہے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے تو ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی۔

## ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے:

وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○ (الاعراف۔۴۴)

ترجمہ: اور جنت والے جہنم والوں سے پکار کر پوچھیں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا ہم نے اس کو سچا پایا، کیا تم نے بھی اس کو سچا پایا؟ وہ جواب دیں گے ہاں سچا پایا تب ایک پکارنے والا ان دونوں کے درمیان پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہو ان میں ظالموں پر۔

## اللہ کے رسول ﷺ کو ایذاء دینے والوں پر اللہ کی لعنت ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ (الاحزاب۔۵۷)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ستاتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اللہ نے ان کے لئے ذلیل و رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

## جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے:

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۝ (آل عمران۔٦١)

ترجمہ: پھر آپ کے پاس صحیح علم آجانے کے بعد جو شخص آپ سے کج بحثی کرے تو آپ فرما دیجئے اچھا آؤ ہم تم مل کر اپنے اپنے بیٹوں کو اور اپنی اپنی عورتوں کو بلالیں اور خود ہم اپنے آپ کو بھی شریک کریں پھر ہم سب مل کر خدا کی جناب میں اس طور پر دعا کریں کہ ان پر اللہ کی لعنت ڈالیں جو جھوٹے اور ناحق پر ہوں۔

بے شمار گناہ ہیں جن کے کرنے والوں پر اللہ اور اس کے رسول نے لعنت فرمائی ہے۔ خطبہ میں چند ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔

۱) عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَیْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَیْءٍ لَمْ یَعُمَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا مَا فِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِیْفَةً فِیْهِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ بِغَیْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ (وَفِیْ رِوَایَةٍ) مَنْ غَیَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ

اٰوٰی مُحْدِثًا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو طفیلؓ سے روایت ہے حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کیا آپ کو اللہ کے رسول ﷺ نے تمام امت سے علیحدہ کچھ خاص تعلیمات دی ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہمیں کوئی ایسی خاص بات نہیں بتائی جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو بجز چند باتوں کے جو میری اس تلوار کی میان میں لکھے ہوئے رکھے ہیں پھر انہوں نے ایک تحریر نکالی جس میں یہ لکھا ہوا تھا ''اللہ لعنت کرے اس پر جو غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرے، اللہ لعنت کرے اس پر جو کسی راستہ کے نشانات چرائے یا ادھر ادھر کرے، اللہ لعنت کرے اس پر جو اپنے والد پر لعنت کرے، اللہ لعنت کرے اس پر جو کسی بدعتی کو پناہ دے''۔

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَا زَآئِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ (ابوداود، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور ان پر چراغ جلاتے ہیں لعنت فرمائی ہے۔

۳) عَنْ عُوَیْمِ بْنِ سَاعِدَةِ اَنَّهٗ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ لِیْ مِنْهُمْ وُزَرَآءَ وَاَنْصَارًا وَاصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا

(محاملی، طبرانی، حاکم)

ترجمہ: حضرت عویم بن ساعدہؓ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو چن لیا پھر ان میں سے میرے وزراء اور میرے انصار اور میرے اصہار (سسرالی رشتہ دار) بنائے۔ جو بھی ان کو برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور سارے فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمَرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيُهَا وَبَايِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر اور جس کے لئے نچوڑی گئی اس پر، اس کے اٹھانے والے پر اور اس پر جس کے لئے اٹھا کر لے جائی گئی۔

۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور

فرمایا وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَوْ مَتَعَلِّمٌ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا خوب سن لو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے سوائے اللہ کے ذکر اور وہ چیز جس کو اللہ دوست رکھتا ہے؛ دین کے عالم اور طالبِ علم۔

۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْھَمِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لعنت کی گئی ہے دینار کے بندہ پر اور لعنت کی گئی ہے درہم کے بندہ پر۔

لعنت کے تعلق سے میں نے صرف چند آیات و احادیث پیش کی ہیں۔ بے شمار گناہ ہیں جن کے کرنے والوں پر اللہ کی طرف سے لعنت برستی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں لعنت فرمائی ہے۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم ان تمام کاموں سے بچیں جو ہمیں لعنت کا مستحق بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں لعنت والے کاموں سے بچا کر اپنی رحمت کا مستحق بنائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۱) گناہ کے اثرات ----- فسادفی الارض (د)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِىْ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَo (الروم۔۴۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: خشکی اورتری میں ان لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کے باعث ہلاکت وتباہی پھیل گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کوان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ چکھادے تاکہ وہ باز آجائیں۔

خشکی اورتری میں ان لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہلاکت وتباہی پھیل گئی تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کوان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ چکھادے تاکہ وہ

باز آجائیں اور اعمالِ بد کے ارتکاب سے لوٹ جائیں۔ بر و بحر سے مراد عام آبادیاں ہیں خواہ وہ دریا سے قریب ہوں یا دریا سے دور ہوں۔ فساد سے ہر قسم کے مصائب اور بلائیں مراد ہیں خواہ وہ قحط ہو یا سیلاب ہو وبائیں ہوں یا قتل وغارت گری ہو یہ سب باتیں ان گناہوں کی وجہ سے ہیں جو لوگ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ کچھ اعمال کی سزا کا مزہ لوگوں کو دنیا میں چکھادے ورنہ اگر تمام اعمال کا مؤاخذہ شروع ہو جائے تو روئے زمین پر ایک متنفس بھی باقی نہ رہے۔ بعض اعمال پر سزا اس لئے تاکہ لوگ گناہوں سے جن میں سب سے بڑھ کر گناہ شرک وکفر ہے باز آجائیں۔ عام مفسرین اگرچہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل کا زمانہ مراد لیتے ہیں کیونکہ تاریخ میں وہ زمانہ سخت تاریکی کا دور تھا۔ یورپ کے مورخوں نے اس کا نقشہ بہت بھیانک بتایا ہے اسی لئے مفسرین نے بر میں ہونے فساد سے مراد قحط لیا ہے۔ قحط سے انسانوں میں اور حیوانوں میں سخت تباہی پھیل جاتی ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے صدہا بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور بحر میں ہونے والے فساد سے مراد طوفان اور سیلاب بتاتے ہیں۔ دریاؤں کے سیلاب سے جو طوفان آتے ہیں اور انسان اور حیوانات جس طرح تباہ ہوتے ہیں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ بیشک بعثتِ محمدی ﷺ سے قبل دنیا کی یہی حالت تھی لیکن آج بھی یہ تباہی جب کہ تمام دنیا ایک علاقہ بن گئی ہے سابقہ دور سے کچھ کم نہیں ہے۔ یہ زمانہ بھی فسادِ بر و بحر کا ہے۔ بدامنی، بے اطمینانی، بے گناہوں کا قتل آج بھی زمانۂ جاہلیت سے کچھ کم نہیں ہے۔

نوعیت میں اگرچہ فرق ہے لیکن جو کچھ ہو چکا ہے اور جس پر ہم نفرت وحقارت کا اظہار کرتے ہیں وہ سب کچھ آج کل دنیا میں بھی ہو رہا ہے۔ العیاذ باللہ۔ کل کی دنیا اپنی بداعمالی کی سزا بھگت چکی ہے اور آج کی دنیا اپنے اعمال کی پاداش بھگت رہی ہے۔ بدکرداری موجبِ تباہی کل کی دنیا کے لئے بھی تھی اور آج کی دنیا کے لئے بھی ہے۔ (کشف الرحمٰن)

۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَی اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَافِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ (مالک)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم مالِ غنیمت میں خیانت کرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دلوں میں دشمنوں کا رعب وخوف پیدا کر دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے اس میں اموات کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس کا رزق اٹھا لیا جاتا ہے اور جو قوم غیر منصفانہ اور ناحق احکام جاری کرنے لگتی ہے تو ان کے درمیان خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد وپیمان کو توڑ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کو غلول کہتے ہیں، یہاں عام خیانت بھی مراد

ہوسکتی ہے اس کا وبال یہ ہے کہ قوم کے دلوں میں اجتماعی طور پر دشمن کا رعب ڈالا جاتا ہے اور قوم ڈرپوک ہو جاتی ہے اور جو ڈر گیا وہ مر گیا۔ جب زنا عام ہو جائے تو اس کا وبال یہ ہے کہ قوم میں وبائی امراض پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً طاعون، ہیضہ وغیرہ لاعلاج بیماریاں عام ہو جاتی ہیں تو موت عام ہو جاتی ہے۔ ناپ تول میں کمی کا وبال یہ ہے کہ رزقِ حلال اور اس کی برکت اٹھالی جاتی ہے اور شریعت کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلوں کا وبال یہ ہے کہ خون ریزی عام ہو جاتی ہے۔ وعدہ میں دھوکہ اور غداری کو ختر کہتے ہیں اسی سے ختار کفور ہے اس کا وبال یہ ہے کہ وہی دشمن اس قوم پر مسلط کیا جاتا ہے جس دشمن کے ساتھ اس نے وعدہ خلافی کر کے دھوکہ کیا تھا۔ (توضیحات۔ جلد ہفتم)

۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرُّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ (احمد)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے انہیں قحط میں مبتلا کیا جاتا ہے اور جس قوم میں بھی رشوت پھیل جاتی ہے تو انہیں (دشمن کے) رعب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

۳) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ

كَمَا تَدَاعَى الْاُكِلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَّحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَآءٌ كَغُثَآءِ السَّبِيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ (ابوداود، بیہقی)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے کہ اقوام (دشمن) تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی صحابی نے پوچھا کہ کیا یہ اس وقت ہوگا جب کہ ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وجہ سے نہیں بلکہ تمہاری تعداد بہت زیادہ ہوگی لیکن تمہاری حیثیت پانی کے جھاگ اور خس وخاشاک کی سی ہوگی جو دریا یا نالوں کے کناروں پر پائے جاتے ہیں (یعنی تمہارے اندر جرأت وشجاعت کا فقدان ہوگا)۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں میں سے تمہاری ہیبت اور رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن (ضعف اور سستی) پیدا ہو جائے گا۔ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ! وہن سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت۔ دنیا کی محبت اور موت کی نفرت کی وجہ سے ضعف اور کمزوری پیدا ہو جائے گی۔

دنیا کے کفار ایک دوسرے کو بلائیں گے کہ آؤ مسلمانوں کو تباہ کر واور ان کے ملک اور وسائل ان سے چھین لو۔ آج کل پوری دنیا کے کفار مسلمانوں کے خلاف

اکٹھے ہو چکے ہیں اور یہی نعرہ لگا رہے ہیں کہ مسلمانوں کو ختم کر دو یہ دہشت گرد ہیں۔ مسلمانوں کے حکمران اور عوام خس خاشاک کی طرح ہیں جس طرح اس حدیث میں پیش گوئی آئی ہے۔ دنیا کی محبت میں لگے ہوئے ہیں اور جہاد کو ترک کر دیا ہے بلکہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ پچپن (۵۵) ممالک ہیں مگر مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہیں۔ بڑے بڑے وسائل کے مالک ہیں مگر موت سے ڈرتے ہیں۔ کفار کا رعب ان کے دلوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ (توضیحات۔ جلد ہفتم)

## رعایا کے جیسے اعمال ہوں گے ویسے ہی حکام ان پر مسلط کئے جائیں گے:

۴) عَنْ يَحْيَى بْنِ هَاشِمٍ عَنْ يُوْنَسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَمَا تَكُوْنُوْنَ كَذٰلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن ہاشمؒ حضرت یونس بن ابو اسحاقؒ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جیسے تم ہوں گے ویسے ہی حکمران تم پر مقرر کئے جائیں گے۔

یعنی جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے ہی حکمران تم پر مقرر کئے جائیں گے۔ اگر اچھے اعمال کرو گے تو اچھے حکمران تم پر مقرر کئے جائیں گے اور برے اعمال کرو گے تو برے حکمران تم پر مسلط کئے جائیں گے۔

آدمیان گم شدند ملک خدا خر گرفت　　شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

گندم از گندم بروید جو ز جو　　از مکافات عمل غافل مشو

گل گئے گلشن گئے پھولوں کے پتے رہ گئے　　جو انسان تھے وہ مرگئے الو کے پٹھے رہ گئے

(توضیحات - جلد ہفتم)

۵) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَالِکُ الْمُلُوْکِ وَمَلِکُ الْمُلُوْکِ قُلُوْبُ الْمُلُوْکِ فِیْ یَدِیْ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا اَطَاعُوْنِیْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْکِھِمْ عَلَیْھِمْ بِالرَّحْمَۃِ وَالرَّاْفَۃِ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا عَصَوْنِیْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَھُمْ بِالسَّخْطَۃِ وَالنِّقْمَۃِ فَسَامُوْھُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغِلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالدُّعَآءِ عَلَی الْمُلُوْکِ وَلٰکِنْ اِشْغَلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالذِّکْرِ وَالتَّضَرُّعِ کَیْ اَکْفِیَکُمْ مُلُوْکَکُمْ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیثِ قدسی) کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ (یعنی میرے قبضۂ قدرت) میں ہیں لہٰذا جب میرے بندے میری اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں بادشاہوں کے دلوں کو رحمت اور شفقت کی طرف پھیر دیتا ہوں اور میرے بندے جب میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں بادشاہوں کے دلوں کو غضب ناکی اور سخت گیری کی طرف پھیر دیتا ہوں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ان کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے آپ کو بادشاہوں کے لئے بددعا میں مشغول نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو میرے ذکر میں

مشغول کروتا کہ میں تمہیں تمہارے بادشاہوں کے شر سے بچالوں۔

بادشاہوں کا عادل وظالم ہونا یہ رعایا کے اعمال پر منحصر ہے۔ ظالم بادشاہ کے ظلم سے ساری رعایا پریشان ہو جاتی ہے اور ملک سے امن امان اٹھ جاتا ہے۔ اگر بادشاہ عدل وانصاف کے مطابق حکومت کرتا ہے تو ملک میں امن امان قائم ہوتا ہے اور رعایا خوشحال اور پرسکون رہتی ہے۔ ملک کے اندر امن وامان اور بدامنی یہ دونوں ہمارے اعمالِ خیر اور عملِ بد پر منحصر ہیں۔ انصاف کی حکومت میں ایک شرعی حد قائم کرنا چالیس دن کی نفع بخش بارش سے بہتر ہے۔

٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةٍ فِیْ بِلَادِ اللّٰهِ (ابنِ ماجہ، نسائی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے حدود میں سے ایک حد کا جاری کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی نفع بخش بارش سے بہتر ہے۔

شرعی حدود قائم کرنے سے مخلوق معاصی سے رک جاتی ہے اور گناہ کے کم ہونے سے آسمان سے برکات کے دروازے کھل جاتے ہیں اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ حدود میں سستی کرنے سے لوگ معاصی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور قحط سالی اور مختلف وبائیں پھیل جاتی ہیں۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے حباری (ایک پرندہ) بنی آدم کے گناہ کی وجہ سے جب مینھ نہیں برستا تو مارے دبلے پن کے مرجاتا ہے۔ حباری کو

اس لئے مخصوص کیا گیا ہے کہ وہ دور دور جا کر اپنی غذا حاصل کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب لوگوں کو ہر طرح کے گناہ سے بچ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۲) گناہ کے اثرات ----- ہدایت سے محرومی (۵)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ o الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ o (البقرہ۔۲۶،۲۷)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: ہاں واقعی اللہ تعالیٰ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کوئی مثال بیان کرے خواہ وہ مچھر کی ہو یا اس سے بڑھ کر کسی چیز کی ہو تو جو لوگ صاحبِ ایمان ہیں وہ خوب

جانتے ہیں کہ وہ مثال ان کے رب کی جانب سے بالکل ٹھیک یعنی باموقع ہے اور رہے وہ لوگ جو منکر ہیں سو خواہ کچھ ہو جائے وہ یہی کہیں گے آخر اس مثال سے اللہ کا مقصد کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مثال کی وجہ سے بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اسی مثال سے بہت سوں کو راہ پر لے آتا ہے اور اس مثال سے کسی کو گمراہ نہیں کرتا مگر صرف نافرمانوں کو۔ وہ فرمان وہ ہیں جو اللہ سے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد عہد شکنی کرتے ہیں اور وہ ان تعلقات کو توڑتے ہیں جن کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ ملک میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں بس یہی لوگ ہیں پورا نقصان اٹھانے والے۔

## اللہ تعالیٰ فاسقوں کو گمراہ کرتا ہے:

قرآن وحدیث میں مکھی یا مچھر کی مثالیں سن کر منکرین یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ ایسی حقیر مثالوں سے کیا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ وہ مثالیں جن کے لئے دی گئی ہیں وہ بہت مناسب ہیں یعنی مکھی اگر کوئی چیز اچک لے جائے تو ان کے تمام معبود مل کر بھی اس کو واپس نہیں لا سکتے۔ ان کے سب معبود مل کر ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے۔ جو ہدایت کے طلب گار نہیں ہیں وہ اس طرح کے اعتراضات کر کے ہدایت سے دور ہو جاتے ہیں اور جو ماننے والے ہیں اسی مثال سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی باتوں کو ماننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ فسق کے معنی کھجور کا چھلکے سے باہر نکلنا ہے۔ اسی سے شریعت کے حدود سے باہر نکلنے والے کو فاسق کہا جاتا ہے۔ گناہوں کی تقسیم کبیرہ اور

صغیرہ میں کی گئی ہے۔ جو شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور گناہِ صغیرہ پر اصرار کرتا ہے وہ فاسق کہلاتا ہے۔ اگر وہ گناہ پوشیدہ کر رہا ہے تو فاسق ہے اور اگر کھل کر کر رہا ہے تو فاجر ہے۔

مذکورہ آیت نمبر ۲۶، میں اللہ سے عہد باندھ کر توڑنے والوں کو، بندوں کے ان تعلقات جن کو جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑنے والوں کو اور زمین میں فساد کرنے والوں کو فاسق کہا گیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکیؒ نے ایک کتاب ''الزواجر'' کے نام سے لکھی ہے جس میں انہوں نے قرآن واحادیث کی روشنی میں ۴۶۷ گناہِ کبیرہ گنائے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے:

۱) یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ○ (ابراہیم۔۲۷)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کرتا ہے۔

۲) وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ○ (البقرہ۔۲۵۸)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ظلم کے معنی کسی شئے کو اس کے اصل مقام سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھنے کے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے ہر نا انصافی، کوتاہی، زیادتی، لغزش، گناہ سب ظلم میں شامل ہیں۔ ظلم کی تین قسمیں ہیں:

۱) ایک ظلم وہ ہے جو انسان اللہ کے حق میں کرے جیسے شرک، کفر ونفاق وغیرہ۔

۲) دوسرا وہ ظلم جو ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ کرے۔

۳) تیسرا ظلم وہ ہے جو انسان خود اپنے نفس پر کرے۔

## اللہ تعالیٰ کافروں کو گمراہ کرتا ہے:

۱) كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ○ (الغافر۔۷۴)

ترجمہ: اور اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

۲) وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ۔۲۶۴)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کفر کے لغوی معنی چھپانے کے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں کسی بات کا انکار کرنے کو کفر کہتے ہیں اور کبھی ناشکری کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔

## اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ہدایت نہیں دیتا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ (الزمر۔۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور حق کو نہ ماننے والا ہے۔

## اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو گمراہ کرتا ہے:

۱) وَكَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ ○ (المومن۔۳۴)

ترجمہ: اور اس طرح اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے اور شک میں پڑنے والوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

۲) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ ؁ (المومن۔۲۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزرنے والا اور بہت جھوٹا ہے۔

## اللہ تعالیٰ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں کو گمراہ کرتا ہے:

۱) اَفَرَءَ یْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ؁ (الجاثیہ۔۲۳)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا کہ جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا خدا بنالیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح علم دینے کے بعد گمراہ کردیا اور اس کے کانوں پر اور اس کے دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ کے بعد اس کو کون صحیح راستہ دکھا سکتا ہے؟ پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

## گناہوں کی وجہ سے دل کا زنگ لگنا:

۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سُوْدَآءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَہٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جب کوئی مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل (اس نقطۂ سیاہ سے) صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے۔ پس یہی ران (زنگ) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ) یوں ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر یہ اس چیز (گناہ) کا زنگ ہے جو وہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے دلوں میں خیر و بھلائی بالکل باقی نہیں رہی۔

انسان کا دل خیر و شر کے لئے مرکز ہے۔ فرشتے اس میں نیک الہامات سے نیکی کی کاشت کرتے ہیں اور شیطان اس میں برے وسوسوں کی کاشت کرتا ہے۔ شیطان کے وساوس سے جب انسان نے کوئی برائی کی تو ایک سیاہ دھبہ دل پر پڑ جاتا ہے۔ نیکی اور توبہ و استغفار سے یہ دھبہ دھل جاتا ہے لیکن جب کوئی انسان گناہ کے بعد نہ توبہ و استغفار کرتا ہے اور نہ کوئی نیک عمل تو یہ دھبہ بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل کو گھیر لیتا ہے اسی کا نام ران یعنی زنگ ہے اور یہی ''مہر جباریت'' ہے۔

## ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں:

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثَلٰثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضٰى

وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ وَهِیَ اَشَدُّهُنَّ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ جو چیزیں نجات دلانے والی ہیں ان میں سے ایک ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا، دوسری چیز خوشی اور ناخوشی میں حق بات کہنا، تیسری چیز دولتمندی و فقیری میں میانہ روی اختیار کرنا۔ تین چیزیں جو ہلاک کرنے والی ہیں ان میں سے ایک خواہشِ نفس ہے جس کی پیروی کی جائے، دوسری چیز حرص و بخل ہے انسان جس کا غلام بن جائے اور تیسری چیز آدمی کا اپنے نفس کو اچھا سمجھنا یہ تیسری صفت ان سب میں سب سے بدترین صفت ہے۔

تَقْوَی اللّٰه یعنی ظاہر و باطن میں اپنا معاملہ اپنے رب کے ساتھ صاف رکھنا تقوی ہے۔ حالات جیسے بھی ہوں اور واقعات کیسے بھی ہوں کوئی خوش ہو رہا ہو یا ناراض ہو رہا ہو زبان سے حق بات کہنا اور عمل سے حق پر قائم رہنا۔ آدمی خواہ مالدار ہو یا غریب کچھ بھی ہو اپنے ہاتھ سے میانہ روی کو جانے نہ دے۔ ہر حالت میں افراط و تفریط اور اسراف و تبذیر سے بچ کر رہنا اس کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔

هَوًى مُتَّبَعٌ یعنی ہر وقت اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو اور اسی کی پیروی کر رہا ہو پس خواہش کو اس نے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ نفس کی طرف سے جو اشارہ ملتا ہے اس پر عمل کے لئے لپک کر جاتا ہے۔ وَشُحٌّ مُطَاعٌ یعنی بخل و کنجوسی کا غلام بنا ہوا

ہے جس میں بہت ممکن ہے کہ ایسا شخص زکوٰۃ اور واجب حقوق کا انکار کردے اور ہلاک ہوجائے۔ اِعۡجَابُ الۡمَرۡءِ یعنی خود پسندی، کبر اور عجب خود بینی اور خود ستائی یہ ایسی بیماریاں ہیں جو انسان میں داخل ہونے کے بعد نکلنے کا نام نہیں لیتی ہیں یہاں تک کہ اس کو تباہ کردیتی ہیں۔ اس لئے اس کو سب سے سخت بتایا گیا ہے۔

(توضیحات۔ جلد ہفتم)

خطبہ میں ان گناہوں کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے جو انسان کو اللہ کی ہدایت سے محروم کرکے اس کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ تمام ہی گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں ورنہ ہم لوگ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہدایت سے محروم رہ جائیں گے جس کا نقصان دنیا کی زندگی میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام گناہوں سے بچ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۳) گناہ کے اثرات ----- علم وعقل سے محرومی (و)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَلَقَدْ مَکَّنّٰھُمْ فِیْمَا اِنْ مَّکَّنّٰکُمْ فِیْہِ وَجَعَلْنَا لَھُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارُھُمْ وَلَا اَفْئِدَۃً فَمَا اَغْنٰی عَنْھُمْ سَمْعُھُمْ وَلَا اَبْصَارُھُمْ وَلَا اَفْئِدَتُھُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ کَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَحَاقَ بِھِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَo (الاحقاف۔۲۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور بلاشبہ ہم نے ان لوگوں کو ان چیزوں کی قدرت دی تھی کہ جن چیزوں کی قدرت تم کو نہیں دی اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تھے لیکن وہ لوگ چونکہ اللہ کی آیتوں کا نکار کیا کرتے تھے اس لئے نہ ان کے کان ہی ان کے کچھ کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے

تھےاسی نے ان کو آ گھیرا۔

گناہ کے اثرات میں سے ایک خطرناک اثر یہ بھی ہے کہ انسان علم وعقل سے محروم ہوجاتا ہے۔علم اشیاء کے حقائق سے واقف ہونے کا نام ہے اور عقل صحیح اور غلط، حق اور باطل میں تمیز کرنے والی اور صحیح نتائج کو اخذ کرنے والی قوت کا نام ہے۔علم وعقل کی بنیاد پر ہی انسان تمام مخلوقات میں اشرف المخلوق قرار دیا گیا ہے۔ علم وعقل کے ذرائع آنکھ، کان اور دل ہیں جنہیں اللہ کی بہت بڑی نعمت شمار کیا گیا ہے۔چنانچہ فرمایا گیا:

**وَاللّٰهُ اَخۡرَجَكُمۡ مِّنۡۢ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـئًا ۙ وَّجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـئِدَةَ‌ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ o** (النحل۔۷۸)

ترجمہ: اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حال میں نکالا کہ تم اس وقت کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور اسی نے تم کو کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے تا کہ تم اس کے احسان کا شکر بجالاؤ۔

گناہ کی وجہ سے آنکھ، کان اور دل سب اپنا صحیح کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا:

۲) **وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَـهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ‌ ‌ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰۤـئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ‌ ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ o** (الاعراف۔۱۷۹)

ترجمہ: اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے بہت جنات اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کے پاس دل تو ہیں مگر وہ ان دلوں سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے اور ان کے پاس آنکھیں ہیں پر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان بھی ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں یہ لوگ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔

۳) وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ بَلۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (البقرہ۔۸۸)

ترجمہ: اور یہود کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں یوں نہیں بلکہ اللہ نے ان پر ان کے کفر کی وجہ سے لعنت کر رکھی ہے سو وہ بہت ہی تھوڑا ایمان رکھتے ہیں (یعنی ایمان نہیں رکھتے)۔

۴) وَاِذَا مَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ نَّظَرَ بَعۡضُهُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ هَلۡ يَرٰٮكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوۡا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ ۝ (التوبہ۔۱۲۷)

ترجمہ: اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو یہ اپنے مخصوص انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے تم کو کوئی دیکھ تو نہیں رہا پھر وہ نظر بچا کر واپس چلے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

۵) فَبِمَا نَقۡضِهِمۡ مِّيۡثَاقَهُمۡ لَعَنّٰهُمۡ وَجَعَلۡنَا قُلُوۡبَهُمۡ قٰسِيَةً ‌ۚ يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ

مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (المائدہ۔۱۳)

ترجمہ: پھر انہی لوگوں کے اپنے عہد کو توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ اب ان کی حالت یہ ہے کہ کلامِ الٰہی کو اس کے حقیقی مواقع سے بدل دیتے ہیں اور جو نصیحت ان کو کی گئی تھی اس کا ایک بڑا حصہ یہ لوگ بھول چکے ہیں۔

۶) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ٥ (النحل۔۱۰۸،۱۰۷)

ترجمہ: (اللہ کا غضب اور بڑا عذاب) ان لوگوں پر اس وجہ سے ہوگا کہ ان لوگوں نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو عزیز رکھا اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا جو کفر کے خوگر ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اور جن کے کانوں پر اور جن کی آنکھوں پر اللہ نے مہر لگا دی اور یہی وہ لوگ ہیں جو بالکل غافل ہیں۔

قرآنِ کریم کی بے شمار آیتوں میں سے چند ہی آیتیں میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں جن میں یہ بات پوری وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ گناہ کی وجہ سے آدمی کے عقل میں فتور آ جاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت اور معصیت سے اس میں کمی آ جاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا کم عقلی اور بے عقلی کی دلیل ہے۔

اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کیسے گناہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ شخص خدا کی قدرت و رحمت میں گھرا ہوا ہے، اس کے ملک میں رہتا ہے، اور ہر وقت اللہ کی نگاہ میں ہے، اس کے فرشتے اس کے گواہ بن رہے ہیں، قرآنِ حکیم منع کررہا ہے، ایمان منع کررہا ہے، موت منع کررہی ہے، بھلا کوئی عقلِ سلیم رکھنے والا آدمی ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کرسکتا ہے۔ علم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس سے آدمی کے اندر ایک روشنی پیدا ہوتی ہے اور معصیت سے یہ روشنی گل ہوجاتی ہے۔ امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کو جب کہ وہ ان کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے گئے تو وصیت فرمائی کہ ''اِنِّیْ اَرَی اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَلْقٰی عَلٰی قَلْبِكَ نُوْرًا فَلَا تُطْفِئْهُ بِظُلْمَةِ الْمَعْصِيَةِ ''یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے پس تم اس نور کو معصیت کی تاریکی سے مت بجھا دینا۔ (مظاہرِ حق)

۱) عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاِضَاعَتُهُ اَنْ تُحَدِّثَ بِهِ غَيْرَ اَهْلِهِ (دارمی)

ترجمہ: حضرت اعمشؒ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علم کی آفت بھولنا ہے اور علم کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اس کو نااہل کے سامنے بیان کیا جائے۔

حصولِ علم ایک عظیم دولت ہے اور ہر دولت کے حصول میں رکاوٹیں بھی ہوتی ہیں تو علم کے حصول کے سامنے بھی بڑی رکاوٹیں ہیں جیسے کہا گیا ہے: لِكُلِّ شَيْءٍ آفَةٌ وَلِلْعِلْمِ آفَاتٌ (ہر چیز کے لئے ایک آفت ہوتی ہے لیکن علم کے لئے

بے شمار آفات ہیں )۔حصولِ علم سے پہلے تو بے شمار آفات ہیں لیکن حصولِ علم کے بعد بڑی آفت علم کا بھولنا اور نسیان ہے۔ بھولنے کے اسباب میں یہ ہے کہ علم کی ناقدری کی جائے، یا اس پر عمل نہ کیا جائے جیسے کہ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا: هَتَفَ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ اِنْ اَجَابَ وَاِلَّا فَارْتَحَلُ (علم عمل کو آواز دیتا ہے اگر آدمی عمل کرنے لگتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ چلا جاتا ہے )۔امام شافعیؒ نے اپنے استاد وکیعؒ سے اپنی بھولنے کی بیماری کا تذکرہ کیا تو آپ نے انہیں ترکِ معصیت کی نصیحت فرمائی۔

شَكَوُتُ اِلٰى وَكِيُعٍ سُوْءَ حِفُظِىُ  فَاَوُصَانِىُ اِلٰى تَرُكِ الْمَعَاصِىُ

فَاِنَّ الْعِلْمَ فَضُلٌ مِّنُ اِلٰهٍ  وَفَضُلُ اللّٰهِ لَا يُعُطٰى لِعَاصِىُ

(میں نے استاد وکیع سے اپنے سوء حفظ کی شکایت کی تو آپ نے مجھے اس بات کی نصیحت کی کہ گناہوں کو چھوڑ دو کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور یہ فضل کسی گناہ گار کو نہیں دیا جاتا )

۲) عَنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوُلُ اللّٰهِ ﷺ مَنُ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيُرًا يُفَقِّهُهُ فِى الدِّيُنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعُطِىُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے لئے خدا تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں (علم کو) تقسیم کرنے والا ہوں۔عطا کرنے والا تو خدا ہی ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔ ایک تو نیک اخلاق اور دوسری دین کی سمجھ۔

منافقین کے دل میں ایمان و یقین نہیں ہوتا، وہ صرف ظاہری طور پر زبان سے ایمان واسلام کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان کے اس دوغلے پن اور جھوٹ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ سے محروم کر دیا۔

۴) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمَرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقُ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُهٗ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تقدیرِ الٰہی کو دعاء کے سوا کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو دراز کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے سوائے والدین اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کے اور (یاد رکھو) انسان کو جس سبب سے رزق سے محروم کیا جاتا ہے وہ صرف گناہ ہے جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے۔

ایک مادی رزق ہے جیسے کھانا پینا وغیرہ اور دوسرا روحانی رزق ہے جو عبارت ہے دین کے علم و سمجھ، نیک عمل کی توفیق سے۔ آدمی گناہ کی وجہ سے مادی اور روحانی دونوں رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے چند آیات اور

احادیث میں نے پیش کی ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں کہ انسان گناہ کے اثرات سے جوہرِ عقل اور علم کی روشنی سے کس طرح محروم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر طرح کے گناہ سے بچ کر زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں علمِ نافع اور عقلِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۴) توبہ واستغفار (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنِيْبُ اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (الزمر۔۵۵-۵۳)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور تم اپنے رب کی طرف

رجوع ہو جاؤ اور اس کے فرمان بردار بن جاؤ اس سے قبل کہ تم پر عذاب آ پہنچے پھر تم کہیں سے مدد بھی نہ دیئے جا سکو۔ اور تمہارے رب کی طرف سے جو اچھے اچھے احکام تمہارے لئے نازل کئے گئے ہیں تم ان پر چلو قبل اس کے کہ تم پر اچانک اس طرح عذاب آ پہنچے کہ تم کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

۱) **عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَكَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ**

(احمد)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اس آیت (**يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ ۔۔۔۔۔ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ**) کے مقابلہ میں ساری دنیا اور اس کی نعمتوں کا لینا بھی پسند نہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا حضرت! جن لوگوں نے شرک کیا ہے کیا ان کے لئے بھی یہی ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے پہلے تو کچھ سکوت کیا پھر تین دفعہ فرمایا **اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ** (سن لو! مشرکوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے)۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان کے تعلق سے اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث بھی آپ نے سن لی کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت کے نزول سے مجھے

اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر ساری دنیا بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔ چونکہ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں اس لئے اس منشورِ رحمت سے آپ ﷺ کو بے حد خوشی ہوئی۔ یہ آیت ارحم الرحمین کی رحمتِ بے پایاں اور عفو ودرگذر کی شانِ عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیرِ شفاء کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر کوئی بھی ہو اس آیت کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے مایوس ہو جانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا پھر بندہ ناامید کیوں ہو؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے دوسرے اعلانات میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کفر وشرک کا جرم بغیر توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔ (تفسیرِ عثمانی)

توبہ مصدر ہے اس کے لغوی معنی رجوع کرنے اور لوٹنے کے ہیں۔ علامہ میر سید شریف الجرجانی نے توبہ کی تعریف اس طرح کی ہے: ''اَلتَّوْبَةُ فِیْ الشَّرْعِ الرُّجُوْعُ عَنِ الْاَفْعَالِ الْمَذْمُوْمَةِ اِلَی الْمَمْدُوْحَةِ'' یعنی شرع میں توبہ مذموم افعال کو چھوڑ کر محمود افعال کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اصل میں توبہ اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ ان کاموں کو اختیار کرنا جن سے اللہ راضی ہوتا ہے اور ان کاموں کو چھوڑ دینا جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ توبہ کے مقبول ہونے کے لئے تین شرائط ہیں:

۱) گناہ کو چھوڑ دے اور زبان سے توبہ کرے۔

۲) اپنے کئے پر شرمندگی اور ندامت ہو۔

۳) آئندہ اس کے قریب نہ جانے کا عزم کرلے۔ تین شرائط تو اللہ کے حقوق کے تعلق سے ہیں اگر بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہوئی ہے تو اس کے لئے جس کا حق دبایا ہے اس کو ادا کرے۔ غصب کردہ مال واپس کرے۔ غیبت اور برا بھلا کہا ہو تو معافی کرالے۔ بندوں کے حقوق ادا کئے بغیر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

## اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے:

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فُلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِىْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرْحِ اللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِىْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرْحِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا جس کی سواری بیچ جنگل بیابان میں ہو اور پھر وہ جاتی رہی ہو (یعنی گم ہوگئی ہو) اور اس سواری پر اس کا کھانا بھی ہو اور پانی بھی ہو اور وہ (اس کو تلاش کرنے کے بعد) ناامید ہو جائے اور ایک درخت کے پاس آکر اپنی سواری سے ناامیدی کی حالت میں (انتہائی مغموم و پریشان) لیٹ جائے اور پھر اسی حالت

میں اچانک وہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھ لے۔ چنانچہ وہ اس سواری کی مہار پکڑ کر انتہائی خوشی میں (جذبات سے مغلوب ہوکر) یہ کہہ بیٹھے ''اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں'' مارے خوشی کی زیادتی کے اس کی زبان سے یہ غلط الفاظ نکل جائیں''۔

۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ فِیْمَنْ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَاهِبٍ فَاَتَاهُ وَقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَا فَقَتَلَهٗ فَكَمَّلَ بِهٖ مِائَةً ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ اِنَّهٗ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ یَّحُوْلُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ التَّوْبَةِ اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ كَذَا وَكَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰهَ تَعَالٰی مَعَهُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا نَصَفَ الطَّرِیْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ جَآءَ تَآئِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَی اللّٰهِ وَقَالَتْ مَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ اِنَّهٗ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِیْ صُوْرَةِ اٰدَمِیٍّ فَجَعَلُوْهُ بَیْنَهُمْ فَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَ الْاَرْضَیْنِ فَاِلٰی اَیَّتُهُمَا كَانَ اَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰی اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی پہلی امت کا ایک آدمی تھا جس نے ننانوے (۹۹) قتل کئے تھے۔ اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں سب سے بڑا عالم کون ہے تاکہ یہ پوچھے کہ اس کی بخشش کی صورت کیا ہے۔ لوگوں نے اس کو ایک راہب کا پتہ بتایا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ اس نے ننانوے (۹۹) قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس راہب نے کہا بالکل نہیں! تو اس نے اس کو بھی قتل کر کے سو (۱۰۰) پورے کر دیئے۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی اور عالم ہے جو اس کے لئے توبہ کا راستہ بتائے؟ تو لوگوں نے اسے ایک بہت بڑے عالم کا پتہ بتایا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں نے سو (۱۰۰) قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا کہ کون ہے جو اس کی توبہ کے درمیان حائل ہوسکے؟ پھر اس نے کہا کہ تو فلاں بستی چلا جا وہاں اللہ کے عبادت گزار بندے ہیں۔ ان کے ساتھ رہ کر عبادت میں لگ جا اور پھر کبھی اپنی بستی کی طرف لوٹ کر نہ آ وہ بڑی خراب بستی ہے۔ تو وہ اس بستی کی طرف چل پڑا یہاں تک کہ جب اس نے آدھا راستہ طے کر لیا تو اچانک اس کو موت آ گئی۔ اس کے بارے میں رحمت کے اور عذاب کے فرشتوں میں نزع شروع ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے آیا ہے اور سچے دل سے یہ اللہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا۔ ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا تو فرشتوں کے دونوں گروہوں نے اس کو

اپنا حکم بنایا۔اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپا جائے پھر جس بستی سے وہ قریب ہواس کواسی کا مان لیا جائے۔ چنانچہ جب فاصلہ ناپا گیا تو وہ اس بستی سے قریب تھا جس کی طرف وہ ارادہ کرکے چلا تھا تو رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے کر گئے۔

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کی وسعت اوراس کے کمال کو بیان فرمایا ہے کہ بڑے سے بڑا گناہ گار اور پاپی اگر سچے دل سے اللہ کے حضور توبہ کرے گا اور آئندہ فرمانبرداری کی زندگی اختیار کرے گا تو بخش دیا جائے گا اور ارحم الرحمین کی رحمت بڑھ کراس کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ اگرچہ توبہ وانابت کے بعد فوراً ہی دنیا سے اٹھا لیا جائے اوراس کو کوئی نیک عمل کرنے کا موقعہ بھی نہ ملے۔اس حدیث پر ایک اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس نے جو قتل کیا تھا اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔اس کی معافی کیسے ہوسکتی ہے؟ بے شک اصول اورقانون تو یہی ہے لیکن سچی توبہ کرنے والے بندوں کی طرف سے اللہ تبارک وتعالیٰ ان مظلوموں کو اپنے خزانے سے دے کر راضی کردیں گے۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ

ثُمَّ مَكَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَآءَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کسی بندہ نے گناہ کیا اور پھر کہا کہ اے میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اس بندہ کے گناہ معاف کر دیئے۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا۔ پھر عرض کیا اے میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اس بندہ کے گناہ معاف کر دیئے۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا۔ پھر عرض کیا اے میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اس بندہ کے گناہ معاف کر دیئے۔ پھر فرمایا جب تک وہ استغفار کرتا رہے جو چاہے کرے۔

یعنی میرے بندہ نے یہ جان لیا ہے کہ میرا ایک رب ہے جو قادرِ مطلق ہے،

گناہوں کی وجہ سے انسان کو پکڑتا بھی ہے اور معاف بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب اس کے دل میں ایسا عالیشان عقیدہ موجود ہے تو میں نے اپنے بندہ کو معاف کر دیا۔ اس قسم کی احادیث سے گناہ کی ترغیب اور تشویق دلانا نہیں ہے بلکہ توبہ واستغفار کی ترغیب دلانا ہے۔ توبہ واستغفار ہمیشہ تریاق کا کام کرتا رہے گا جب تک بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا رہے گا۔

توبہ واستغفار کے تعلق سے جو آیات تلاوت کی گئی ہیں اور احادیث پیش کی گئی ہیں۔ گناہ گار بندوں کے لئے بڑی ہی امید اور ڈھارس کا ذریعہ ہیں۔ کسی بھی بڑے سے بڑے گناہ گار کے لئے اور کسی وقت بھی بشرطیکہ غرغرۂ موت میں نہ پہنچا ہو مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام گناہوں سے توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۵) توبہ واستغفار (ب)

**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ**

**اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌo** (التحریم۔۸)

**صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔**

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور سچی اور خالص توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دور کرے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ یہ اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور مسلمانوں کو جو اس

کے ساتھی ہیں ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ رکھے گا ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنے تیز رفتار سے چلتا ہوگا اور وہ یوں دعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو ہمارے لئے آخر تک قائم رکھ اور ہماری مغفرت کر بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

## توبہ واستغفار کا حکم:

وَتُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ O (النور۔۳۱)

ترجمہ: اور اے ایمان والو! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوبُوا اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِی فَضْلٍ فَضْلَہٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ O (ہود۔۳)

ترجمہ: اور یہ کہ تم اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرو اور پھر اس کی طرف متوجہ رہو۔ اس پر وہ تم کو منافع حسنہ سے ایک وقتِ مقررہ تک بہرہ مند کرے گا اور وہ ہر صاحبِ فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا اور اگر تم منہ پھیر لو تو میں تمہارے متعلق ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

علماء فرماتے ہیں بموجبِ امر تُوبُوا (توبہ کرو) اور وَاسْتَغْفِرُوا (گناہوں سے مغفرت طلب کرو) ہر بندہ پر واجب ہے کہ وہ توبہ واستغفار کرے۔ ہر شخص بحسبِ حال ومرتبہ گناہ یا خطاء سے خالی نہیں ہے۔ ہر شخص پر لازم ہے کہ تمام

گذشتہ گناہوں سے توبہ کرے اور بخشش چاہے اور آئندہ تمام گناہ ترک کرے۔
صبح وشام توبہ واستغفار کا وردر کھے تا کہ تمام گناہِ کبیرہ وصغیرہ کا کفارہ ہوتا رہے اور
توفیقِ اطاعت سے محروم نہ ہوجائے۔ گناہوں پر اصرار کی ظلمت کہیں دل کو نہ گھیر لے
اور کفر دوزخ تک نہ پہنچائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں توبہ کے معنی
رجوع کے ہیں یعنی رجوع کرنا گناہ سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف
اور غیبت سے حضوری کی طرف۔ استغفار کے معنی بخشش طلب کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ
بندہ کے گناہوں کو ڈھانپے اور اس پر کسی کو مطلع نہ کرے اور آخرت میں عذاب نہ
کرے۔ (مظاہرِ حق۔ جلد دوم)

جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ تَوْبَةً نَّصُوْحًا کا حکم دیا ہے۔
نصوح نصح سے ہے، اس کے دو معنی ہیں۔ ایک معنی خالص کرنے کے ہیں اور مصدر
نصاحت سے اگر قرار دیں تو اس کے معنی کپڑے کے سینے اور جوڑنے کے ہیں۔
پہلے معنی کے اعتبار سے نصوح کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ ریاء اور نمود سے خالص ہو۔
محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوفِ عذاب سے گناہ پر نادم ہوکر چھوڑ دے اور
دوسرے معنی کے اعتبار سے نصوح اس مطلب کے لئے ہوگا کہ اعمالِ صالحہ کا لباس
جو گناہوں کی وجہ سے پھٹ گیا ہے تو یہ اس کے پھٹن کو جوڑنے والی ہے۔ حضرت
حسن بصریؒ نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ ہے کہ آدمی اپنے گذشتہ عمل پر نادم ہو اور پھر
اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ اور عزم رکھتا ہو۔ اور کلبی نے فرمایا کہ توبہ نصوح یہ

ہے کہ زبان سے استغفار کرے اور دل میں نادم ہو اور اپنے بدن اور اعضاء کو آئندہ اس گناہ سے روکے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا گیا کہ توبہ کیا ہے تو آپؓ نے فرمایا جن میں چھ (٦) چیزیں جمع ہوں۔ ١) اپنے گذشتہ برے عمل پر ندامت، ٢) جو فرائض و واجبات اللہ تعالیٰ کے چھوٹے ہیں ان کی قضاء، ٣) کسی کا مال وغیرہ ظلماً لیا تھا تو اس کی واپسی، ۴) کسی کو ہاتھ یا زبان سے ستایا یا تکلیف پہنچائی تھی تو اس سے معافی، ۵) آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم وارادہ ٦) اور یہ کہ جس طرح اس نے اپنے نفس کو اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھا ہے اب وہ اطاعت کرتے ہوئے دیکھ لے۔ (معارف القرآن۔ جلد ہشتم)

## توبہ واستغفار بلند ترین مقام ہے:

**اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُطَهِّرِیْنَ○** (البقرہ۔۲۲۲)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مقبولین اور مقربین کے مقامات میں سب سے بلند مقام عبدیت اور بندگی ہے۔ دعاء چونکہ عبدیت اور بندگی کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے بلکہ ارشادِ نبوی ﷺ کے مطابق مخ العبادۃ (عبادت کا مغز اور جوہر ہے) اور **لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ** (اللہ کے نزدیک کوئی چیز دعاء سے زیادہ قیمتی نہیں ہے)۔ اس بناء پر

توبہ واستغفار دراصل اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قربِ الٰہی کے مقامات میں بلند ترین مقام ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ توبہ واستغفار صرف گناہ گاروں کا ہی کام ہے۔ انہی کو اس کی ضرورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے خاص مقرب بندے انبیائے کرامؑ جو گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہوتے ہیں ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا نہ ہوسکا۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بندہ ہماں بہ کہ زتقصیر خویش عذر بہ درگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندش کس نہ تواند کہ بجا آورد

(وہی بندہ بہتر ہے جو اپنی کوتاہی کا عذر اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے۔ ورنہ اس کی خدائی کے لائق تو کوئی بھی بندگی نہیں بجالاسکتا)

ان حقائق کی روشنی میں اللہ کے رسول ﷺ کے کثرتِ توبہ واستغفار کی حقیقت آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ کا استغفار اسی بنیاد پر ہوتا تھا کہ آپ سمجھتے تھے کہ نماز کا حق ادا نہیں ہوا۔ توبہ واستغفار عاصیوں اور گنہگاروں کے لئے رحمت اور مغفرت کا ذریعہ ہے اور مقربین اور معصومین کے لئے درجاتِ قرب ومحبوبیت میں بے انتہاء ترقی کا وسیلہ ہے۔ نیز آپ ﷺ کا توبہ واستغفار اس لئے بھی ہوتا تھا کہ امت کے لئے آپ ﷺ کا عمل اسوۂ حسنہ ہے۔

آپ ﷺ جب کہ گناہِ کبیرہ وصغیرہ سے معصوم ہو کر اس قدر توبہ واستغفار کرتے ہیں تو ہم لوگوں کو جو عاصی اور گناہ گار ہیں کس قدر توبہ واستغفار کرنے کی ضرورت ہے؟

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً** (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر (۷۰) دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

**عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یٰاَیُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ** (مسلم)

ترجمہ: حضرت اغر مزنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ کرو، میں خود دن میں سو سو دفعہ اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

**عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّا کُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الْمَجْلِسِ یَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ**

(احمد، ترمذی، ابوداود، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ ﷺ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے: **رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ** (اے میرے رب!

مجھے معاف کردے، بخش دے اور میری توبہ قبول فرما کر مجھ پر عنایت فرما بے شک تو بہت ہی عنایت فرما اور بہت ہی بخشنے والا ہے)۔

## غرغرۂ موت سے پہلے کی گئی بندہ کی توبہ قبول ہوتی ہے:

**اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوۡبُ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ○ وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ وَلَا الَّذِيۡنَ يَمُوۡتُوۡنَ وَهُمۡ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ○** (النساء۔۱۷،۱۸)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں ہے کہ جس توبہ کا قبول کرنا اللہ کے ذمہ ہے وہ تو ان لوگوں کی توبہ ہے جو نادانی سے کوئی برا فعل کر گزرتے ہیں پھر وہ قریب ہی وقت میں یعنی حضور موت سے پہلے توبہ کر لیتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ علم وحکمت ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے توبہ نہیں ہے جو گناہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ کسی کے سامنے موت ہی آ کھڑی ہوتی ہے یعنی موت کے فرشتے نظر آنے لگتے ہیں تو کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی توبہ ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

**عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَقۡبَلُ تَوۡبَةَ الۡعَبۡدِ مَالَمۡ يُغَرۡغِرۡ**

(ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک کہ موت کا غرغرہ نہ لگے۔ (جب جان حلق میں آجاتی ہے تو غرغرہ لگتا ہے)

## توبہ واستغفار گناہوں کی سیاہی کا ازالہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَةٌ سَوْدَآءُ فِیْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَا قَلْبَهٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی طلب کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو کر دل صاف ہو جاتا ہے، اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ واستغفار کی بجائے مزید گناہ کئے تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ پورے قلب پر چھا جاتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے سورۂ تطفیف کی اس آیت میں ذکر کیا ہے: کَلَّا بَلْ رَانَ ۔۔۔۔ (ہرگز نہیں بلکہ ان کے قلوب پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے)۔

دل جب پوری طرح زنگ آلودہ ہو جاتا ہے تو ایمان کی کوئی رمق باقی نہیں

رہتی۔ انسان کفر والحاد کی وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے اور لازماً اس کا خاتمہ بالشر ہو کر ہمیشہ کے لئے جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بندہ سے جوں ہی کچھ گناہ ہو جائے فوراً ہی توبہ واستغفار کرے۔ ذرا بھی دیر نہ کرے۔ توبہ اور استغفار میں ٹال مٹول کرنا نہایت خطرناک چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صبح وشام کثرت سے توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (٢٦) توبہ واستغفار (ج)----- دنیوی مسائل کا حل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا o يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا o وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا o

(نوح۔١٢-١٠)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

ترجمہ: اور میں نے ان سے کہا تم اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر خوب پے در پے مینہ برسائے گا۔ اور تم کو مال اور بیٹے دے کر تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے بہت سے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى

وَّیُؤْتِ كُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ كَبِیْرٍo (ہود۔۳)

ترجمہ: اور یہ کہ تم مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر تم اس کی جناب میں توبہ کرو وہ تمہیں ایک مقررہ وقت تک بہترین فائدہ عطا کرے گا اور ہر صاحبِ فضل کو اس کا فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم منہ پھیر لو گے تو بے شک میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

استغفار کی اصل غرض و غایت تو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کرانا ہے تا کہ بندہ ان کے عذاب و وبال سے بچ جائے لیکن قرآنِ حکیم اور احادیثِ رسول ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار بہت سے دنیوی برکات کا بھی سبب بنتا ہے اور بندہ کو اس دنیا میں بھی اس کے طفیل بہت کچھ ملتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ توبہ و استغفار کرو۔ کسی نے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ توبہ و استغفار کرو، کسی نے اولاد نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ توبہ و استغفار کرو۔ کسی نے پیداوار کی کمی کی شکایت کی تو اسے بھی آپ نے فرمایا کہ توبہ و استغفار کرو۔ پاس بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ ہر پریشانی کے لئے توبہ و استغفار کا ہی حکم دے رہے ہیں تو حسن بصریؒ نے سورۂ نوح کی مذکورہ آیات تلاوت فرمائی کہ ان آیات میں ان سب کا علاج توبہ و استغفار ہی بتایا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ مَخْرَجًا وَّمِنْ کُلِّ ھَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَہٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

(احمد، ابوداود، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنادے گا اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرمادے گا اور اس کو ان راستوں سے رزق دے گا جن کا کہ اس کو خیال وگمان بھی نہ ہوگا۔

توبہ اور استغفار کی حقیقت صرف زبان سے پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ سچے دل سے نادم ہوکر گناہوں کو ترک کر کے اطاعت اختیار کرنے کا نام ہے۔ ایسی ہی توبہ واستغفار کے ثمرات ہیں جو حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طُوْبٰی لِمَنْ وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیْرًا (ابنِ ماجہ، نسائی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوشی ہو اور مبارک ہو اس بندہ کو جو اپنے اعمال نامہ میں بہت زیادہ استغفار پائے (یعنی آخرت میں وہ دیکھے کہ اس کے اعمال نامہ میں استغفار بکثرت درج ہے)۔

نامۂ اعمال میں وہی استغفار پایا جائے گا جو حقیقی استغفار ہوگا اور عنداللہ

استغفار ہوگا۔ جو صرف زبان سے ہوگا وہ تو قابلِ قبول ہی نہیں ہوگا۔ اس لئے فرمایا گیا کہ خوشی اور مبارک ہو اس بندہ کے لئے جو اپنے اعمال میں بہت استغفار پائے۔ امت کی مشہور عارفہ حضرت رابعہ عدویہ قدس سرہا فرماتی ہیں کہ ہمارا استغفار خود اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ کے حضور اس سے بہت زیادہ استغفار کیا جائے۔ اس حدیث میں طوبیٰ کا لفظ بہت جامع ہے۔ دنیا اور آخرت اور جنت کی ساری ہی مسرتیں اور نعمتیں اس میں شامل ہیں۔ بلاشبہ جس بندہ کو حقیقی استغفار نصیب ہو اور کثرت سے نصیب ہو بڑا خوش نصیب ہے اور اس کو سب کچھ ہی نصیب ہے۔

## استغفار پوری امت کے لئے امان ہے:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ لِاُمَّتِیْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ فَاِذَا مَضَیْتُ تَرَکْتُ فِیْهِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امانیں مجھ پر نازل فرمائیں (سورۂ انفال میں ارشاد فرمایا گیا) ''وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ الاٰیة'' (یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا تم ان کے درمیان موجود ہو اور ان پر عذاب نازل کردے اور اللہ انہیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں گے اور معافی و مغفرت مانگتے ہوں گے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا): پھر جب میں گزر جاؤں گا تو قیامت تک کے لئے تمہارے

درمیان استغفار کو (بطور امان) چھوڑ جاؤں گا۔

سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ O

(الانفال۔۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان میں آپ کے موجود ہوتے ہوئے پھر ان کو عذاب کرے اور اللہ کی یہ شان بھی نہیں ہے کہ وہ استغفار کرنے والے ہوں اور پھر ان کو عذاب کرے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے حدیث میں اسی آیت کا حوالہ دے کر ارشاد فرمایا کہ ایک تو خود آپ کی ذات اور آپ کا وجود امت کے لئے عذاب سے امان ہے جب تک آپ ان میں موجود ہیں ان پر عذابِ عام نازل نہیں کیا جائے گا۔ دوسری چیز جو ان کے لئے وسیلۂ امان ہے وہ خود ان کا استغفار ہے۔ جب تک یہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے رہیں گے عذابِ عام سے ہلاک نہیں کئے جائیں گے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد امت آپ کی ذات سے تو محروم ہوگئی لیکن دوسری امان خود امت کا استغفار ہے جو آپ ﷺ ہی کے ذریعہ سے ملا ہے وہ قیامت تک باقی رہے گا۔ امت انتہائی بداعمالیوں کے باوجود عذابِ عام سے آج تک محفوظ ہے یہ استغفار کرنے والے بندوں کے استغفار کی برکت ہے۔

## استغفار کے کلمات اور طریقہ:

۱) عَنْ بِلَالِ بْنِ یَسَارِ بْنِ زَیْدٍ مَوْلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ غُفِرَ لَهٗ وَاِنْ کَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ (ترمذی، ابوداود)

ترجمہ: حضرت بلال بن یسار بن زید نے اپنے والد یسار سے نقل کیا اور انہوں نے اپنے والد حضرت زیدؓ سے (جو رسول اللہ ﷺ کے ایک آزاد کردہ غلام تھے) نقل کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس بندہ نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ واستغفار کیا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ (میں اس اللہ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں جو حی وقیوم ہے اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں) تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جاتا ہے اگر چہ اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔

جان بچانے کے لئے میدانِ جنگ سے بھاگنا بدترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اگر اس بدترین اور سخت ترین گناہ کا مرتکب بھی ان الفاظ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار اور توبہ کرے گا تو وہ بھی بخش دیا جائے گا۔

### ۲) سید الاستغفار:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ

اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ یُمْسِیَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سیدالاستغفار (یعنی سب سے افضل اور اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو: (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ۔۔۔۔۔ اِلَّا اَنْتَ) یعنی اے اللہ! تو ہی میرا رب (یعنی مالک ومولا) ہے، تیرے سوا کوئی معبود و مالک نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا۔ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز و ناتواں سے ہوسکے گا تیرے ساتھ کئے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق اور (اطاعت وفرمانبرداری کے) وعدے پر قائم رہوں گا۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل و کردار کے شر سے، میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے۔ اے میرے مالک ومولا! تو مجھے معاف فرمادے اور میرے گناہ بخش دے تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندہ نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات

شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلا شبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اس رات میں وہ چل بسا تو بلا شبہ وہ جنت میں جائے گا۔

۳) جس شخص سے کوئی خطا سرزد ہو جائے یا گناہ کر بیٹھے تو اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر کہے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَیْكَ مِنْهَا لَا اَرْجِعُ اِلَیْهَا اَبَدًا** (اے اللہ! میں تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ کبھی یہ گناہ نہیں کروں گا)۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص بھی اس طرح توبہ کرے گا تو اس کا گناہ بخش دیا جائے گا بشرطیکہ وہی گناہ دوبارہ نہ کرے۔ (حصنِ حصین)

۴) جس شخص سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہو جائے تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے: **اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ** (اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بنسبت تیری رحمت سے زیادہ امید ہے)۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں روتا پیٹتا ہائے میرے گناہ ہائے میرے گناہ کہتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے اس شخص کو مذکورہ بالا کلمات کی تاکید فرمائی۔ اس نے اس طرح کہا، آپ ﷺ نے فرمایا دوبارہ کہو۔ اس نے دوبارہ یہی کلمات کہے۔ آپ نے فرمایا تیسری مرتبہ کہو، اس نے تیسری مرتبہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو اللہ نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ (حصنِ حصین)

## صلوٰۃ التوبہ:

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان کیا اور انہوں نے بالکل صحیح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص سے بھی کوئی گناہ سرزد ہوجائے پھر وہ اچھی طرح غسل یا وضوء کرے اور دو رکعت نمازِ توبہ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

## حضرت خضرؑ کا استغفار:

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تمہیں کیا چیز روکتی ہے کہ تم چند آسان کلمات سے اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ وہ کلمات جن کو میرے بھائی خضرؑ کہا کرتے تھے۔ صحابہ کے پوچھنے پر آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل کلمات ارشاد فرمائے:

**اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَغۡفِرُكَ لِمَا تُبۡتُ اِلَيۡكَ مِنۡهُ ثُمَّ عُدۡتُّ فِيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُكَ لِمَا اَعۡطَيۡتُكَ مِنۡ نَفۡسِیۡ ثُمَّ لَمۡ اُوۡفِ لَكَ بِهٖ وَاسۡتَغۡفِرُكَ لِلنِّعَمِ الَّتِیۡ اَنۡعَمۡتَ بِهَا عَلَیَّ فَتَقَوَّيۡتُ بِهَا عَلٰی مَعَاصِيۡكَ وَاسۡتَغۡفِرُكَ لِكُلِّ خَيۡرٍ اَرَدۡتُّ بِهٖ وَجۡهَكَ فَخَالَطَنِیۡ فِيۡهِ مَا لَيۡسَ لَكَ اَللّٰھُمَّ لَا تُخۡزِنِیۡ فَاِنَّكَ بِیۡ عَالِمٌ وَلَا تُعَذِّبۡنِیۡ فَاِنَّكَ عَلَیَّ قَادِرٌ**

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں ان گناہوں سے جس سے میں نے توبہ کی تھی پھر پلٹ کر وہی گناہ کئے اور معافی چاہتا ہوں اس عہد کے بارے میں جو

میں نے اپنی ذات کی طرف سے کئے پھر اس کو وفا نہ کیا۔ تجھ سے معافی چاہتا ہوں ان نعمتوں کے بارے میں جن سے قوت حاصل کر کے میں نے تیری نافرمانیاں کیں۔ معافی چاہتا ہوں ہر اس نیکی کے بارے میں جو تیرے لئے کی تھی اس میں دوسری غرض کی آمیزش ہوگئی۔ اے اللہ! تو مجھے رسواء نہ کرنا تو مجھے خوب جانتا ہے اور تو مجھے عذاب نہ دینا تو مجھ پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچے دل سے دن رات توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۷) توبہ واستغفار (د)----- غفاریت کے ظہور کے لئے گناہوں کا وجود

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo حٰمٓo تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِo غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُo (المومن-۳-۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: حم۔ اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے۔ گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا سخت سزا دینے والا اور بڑی قدرت وفضل کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

**غافر الذنب** کے معنی گناہ پر پردہ ڈالنے والا اور قابل التوب کے معنی توبہ کو قبول کرنے والا دو الگ الگ لفظ لائے گئے ہیں اگرچہ مفہوم دونوں کا ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ **غافر الذنب** میں اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس پر بھی قدرت ہے کہ کسی بندہ کے گناہ بغیر توبہ کے بھی معاف کر دے۔ توبہ کرنے والوں کو معافی دینا یہ دوسرا وصف ہے۔ ذی الطّول: طول کے معنی وسعت اور غنا کے ہیں اور قدرت کے معنی میں بھی آتا ہے اور فضل اور احسان کے معنی میں بھی۔

(معارف القرآن۔ جلد ہفتم)

**وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ○**

(المدثر۔ ۵٦)

ترجمہ: اور جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے یہ لوگ نصیحت قبول کرنے والے نہیں ہیں وہی اس کے لائق ہے کہ اس کی پکڑ سے ڈرا جائے اور وہی مغفرت کا اہل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی تقویٰ کا اہل ہے یعنی وہی ہے جس کی گرفت اور جس کے عذاب سے ڈرنا چاہئیے اور وہ اللہ تعالیٰ اس لائق ہے کہ لوگ جب اس سے ڈریں تو وہی اس قابل ہے کہ ڈرنے والوں کے گناہوں کو بخشے اور معاف کر دے۔ حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے میں اس کا اہل ہوں اور میں اس قابل ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرتا رہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور جب بندہ مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو میں اس قابل ہوں کہ اس کے گناہوں کو

بخش دوں اور اپنے لطف و کرم سے اس کے تمام گناہ معاف کر دوں۔

(کشف الرحمٰن)

**عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبٍ اَنَّہٗ قَالَ حِیْنَ حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ کُنْتُ کَتَمْتُ عَنْکُمْ شَیْئًا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّکُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا یُذْنِبُوْنَ یَغْفِرُ لَھُمْ** (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ میں نے ایک بات رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور تم سے اب تک چھپائی تھی (اب جب کہ میرا آخری وقت ہے وہ میں تم کو بتاتا ہوں اور وہ امانت تمہارے سپرد کرتا ہوں) میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔آپ فرماتے تھے کہ اگر بالفرض تم سب (ملائکہ کی طرح) بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو تو اللہ اور مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ بھی سرزد ہوں گے (اور پھر وہ اللہ سے توبہ واستغفار کریں گے) پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا اور اس طرح اس کی شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا۔

اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ گناہ مطلوب ہیں اور وہ گناہ گاروں کو پسند کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس ارشاد کے ذریعہ گناہوں اور گناہ گاروں کی ہمت افزائی فرمائی ہے بڑی جاہلانہ غلط فہمی ہوگی۔انبیاءؑ کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچایا جائے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب دی

جائے۔ دراصل حدیث کا منشاء اور مدعا اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کو ظاہر کرنا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ظہور کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا کی جائے اور صفتِ رزاقیت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس کو رزق کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرمائے۔ علیٰ ہذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ہدایت ملے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرے اور گناہوں کی معافی اور بخشش چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے۔

اس لئے ناگزیر ہے اور ازل سے طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے ان میں سے جن کو توفیق ملے گی وہ استغفار بھی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ بھی فرمائے گا اور اس طرح اس کی صفتِ مغفرت اور شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے حضور ﷺ کے اس ارشاد کا اپنی زندگی میں اس خیال سے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ کم فہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں پھر اپنے آخری وقت میں اپنے خاص لوگوں سے اظہار فرما کر امانت گویا ان کے سپرد کر دی۔

(معارف الحدیث۔ جلد پنجم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھا لے اور (تمہاری جگہ) ایسے لوگ پیدا کر دے جو گناہ کریں اور خدا سے بخشش ومغفرت چاہیں اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں بخشے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ بادشاہِ حقیقی ہے اور بادشاہ میں کمال کی تمام صفات موجود ہونا ضروری ہے۔ اب صفتِ غفران وغفاریت کے لئے ضروری ہے کہ گناہ گار موجود ہوں جو بے ساختہ ہاتھ اٹھا کر سچے دل سے مغفرت کی دعا مانگیں۔ عارفین کہتے ہیں۔

درکارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است　　دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نہ باشد

(عشق کے کارخانہ میں کفر بھی ضروری ہے۔ اگر ابولہب نہ ہوتا تو دوزخ کس کو جلاتی؟)

یہ حدیث بھی توبہ کی ترغیب کے لئے ہے گناہ کی تشویق کے لئے نہیں ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مَسِیْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رات میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کرے اور

دن میں اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کرے یہاں تک کہ سورج مغرب کی سمت سے نکلے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند کرلیا جائے گا۔ اس وقت نہ کسی کا ایمان لانا قبول ہوگا اور نہ کسی کی توبہ قبول ہوگی۔ اس سے قبل اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے۔

**عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ یَارَبِّ لَا اَبْرَحُ اَغْوِیْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِیْ** (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ قسم ہے تیری عزت کی اے میرے پروردگار! میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ ان کی روحیں ان کے جسم میں ہیں۔ پروردگار عزوجل نے فرمایا قسم ہے اپنی عزت کی اور بزرگی اور اپنے مرتبہ کی بلندی کی میرے بندے جب کہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں بھی ہمیشہ ان کو بخشتا رہوں گا۔

## کسی گناہ گار پر جہنمی ہونے کا حکم مت لگاؤ

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ رَجُلَیْنِ كَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُتَحَابَّیْنِ اَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِی الْعِبَادَةِ وَالْاٰخَرُ مُذْنِبٌ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَقْصِرْ**

عَمَّا اَنْتَ فِیْهِ فَیَقُوْلُ خَلِّنِیْ وَرِبِّیْ حَتّٰی وَجَدَهٗ یَوْمًا عَلٰی ذَنْبٍ اِسْتَعْظَمَهٗ فَقَالَ اَقْصِرُ فَقَالَ خَلِّنِیْ وَرَبِّیْ اَبُعِثْتَ عَلَیَّ رَقِیْبًا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَبَدًا وَلَا یُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ فَبَعَثَ اللّٰهُ اِلَیْهِمَا مَلَكًا فَقَبَضَ اَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ ادْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِیْ وَقَالَ لِلْاٰخَرِ اَتَسْتَطِیْعُ اَنْ تَحْظُرَ عَلٰی عَبْدِیْ رَحْمَتِیْ فَقَالَ لَا یَا رَبِّ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ اِلَی النَّارِ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اسرائیل میں دو شخص تھے جو آپس میں دوست تھے ان میں سے ایک تو عبادت میں بہت ریاضت کرتا تھا اور دوسرا گناہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں گناہ گار ہوں (یعنی اپنے گناہوں کا اقرار کرتا تھا) چنانچہ عبادت کرنے والے نے اس سے کہنا شروع کیا جس چیز میں تم مبتلا ہو (یعنی گناہ میں) اس سے باز آجاؤ۔ گناہ گار اس کے جواب میں کہتا کہ تم مجھے میرے رب پر چھوڑ دو (کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے مجھے معاف کرے گا) یہاں تک کہ ایک دن اس عابد نے اس شخص کو ایک ایسے گناہ میں مبتلا دیکھا جسے وہ بہت بڑا گناہ سمجھتا تھا اس نے اس سے کہا کہ تم اس گناہ سے باز آجاؤ گناہ گار نے جواب دیا کہ تم مجھے میرے رب پر چھوڑ دو اور کیا تم مجھ پر داروغہ بنا کر بھیجے گئے ہو؟ عابد نے کہا خدا کی قسم اللہ تمہیں کبھی نہیں بخشے گا اور نہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیج کر ان کی روحیں قبض کرائیں۔ جب دونوں اللہ کے حضور حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گناہ گار سے فرمایا

تو میری رحمت کے سبب جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے (عبادت گزار) سے فرمایا کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا تھا کہ میرے بندہ کو میری رحمت سے محروم کر دے؟ اس نے کہا نہیں اے میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جاؤ۔

شاید اس عبادت گذار صوفی نے اپنی عبادت پر غرور اور تکبر کیا اور دھوکہ کھایا اور ایک مسکین گناہ کار کو حقیر سمجھ کر اس پر قطعی طور پر جہنمی ہونے کا حکم لگایا۔ گویا وہ جنت کا جہنم کا فیصلہ خود کرنے لگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا اور اس کو دوزخ میں ڈال دیا، یہ صورت الگ ہے اور کسی گناہ کی بنیاد پر کسی کو دوزخی بتانے کی صورت الگ ہے، وہ جائز ہے۔ کیونکہ وہ ایک ضابطہ ہے جو پہلے سے طے ہے۔ جو جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ (توضیحات۔ جلد چہارم)

ان آیات اور احادیث کا منشاء اور مطلب یہ ہے کہ انسان چاہے کتنا بھی گناہ گار کیوں نہ ہو اللہ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس نہ ہو اور اس سے برابر توبہ و استغفار کرتا رہے۔ یہ شیطان ہے جو انسان کو اللہ کی بے پایاں رحمت اور مغفرت سے مایوس کر کے گناہ کے بھنور میں ڈھکیل دیتا ہے تاکہ وہ جہنمی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے بندوں پر بے انتہاء مہربان ہے اور ہر وقت بخشش کرتا رہتا ہے۔ بندہ کو بھی چاہئیے کہ وہ کبھی مایوسی کا شکار نہ ہو۔ ان احادیث میں انسان جو ضعیف البنیاد ہے اور جو خطا اور نسیاں سے مرکب ہے کی کمزوری کا

تریاق بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی رحمت اور مغفرت سے ہمیشہ لو لگائے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور شیطان کے وسوسوں اور ہر طرح کی مایوسی سے بچائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۸) حقوق العباد (۱)-----والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ○ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا○ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ اِنْ تَکُوْنُوْا صَالِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا○ (بنی اسرائیل۔۲۵۔۲۳)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور تیرے رب نے یہ حکم دے دیا ہے کہ اس معبودِ برحق کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور تم والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اگر ان میں سے

ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اس وقت بھی کبھی ان کو اُف تک نہ کہہ اور نہ ان کو جھڑک اور انتہائی نرمی اور ادب کے ساتھ ان سے بات کر اور ان کے سامنے تواضع کے باز و شفقت و مہربانی سے جھکائے رکھ اور ان کے حق میں یوں دعا کر اے میرے رب جس طرح انہوں نے بچپنے میں میری پرورش کی ہے اسی طرح تو بھی ان دونوں پر رحم فرما۔ تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے اگر تم نیک مقصد رکھو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بڑا بخشنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب و احترام اور ان سے اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب فرمایا ہے۔ جیسا کہ سورۂ لقمان میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے۔ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (یعنی میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد والدین کی اطاعت سب سے اہم اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ

کے نزدیک کونسا عمل سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے کہا پھر کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے یہ تین باتیں ارشاد فرمائیں اگر میں کچھ زیادہ پوچھتا تو آپ ﷺ اس سے بھی زیادہ بیان فرماتے۔

شریعت کے احکام کو عام طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک حقوق اللہ، دوسرے حقوق العباد۔ ان شاء اللہ آئندہ خطبات میں آپ کے سامنے اللہ کے بندوں کے حقوق کے تعلق سے بات آئے گی۔ شریعت نے اللہ کے بندوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ خطبہ کے شروع جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں اس سے ظاہر ہے۔

والدین کی خدمت واطاعت والدین ہونے کی حیثیت سے کسی زمانہ یا کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں ہر حال اور ہر عمر میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک واجب ہے۔ والدین کے بڑھاپے کا زمانہ جب کہ وہ خدمت کے محتاج ہوجائیں ان کی زندگی دوسروں کے رحم وکرم پر رہ جائے اس وقت اولاد کی طرف سے ذرا بھی بے رخی ہو تو وہ ان کے دل کا زخم بن جاتی ہے۔ بڑھاپے کے عوارض انسان کو چڑ چڑا بنا دیتے ہیں اور عقل وفہم بھی جواب دینے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں والدین کی دل جوئی اور راحت رسانی کے احکام کے ساتھ انسان کو اس کے بچپن کا زمانہ یاد دلایا

ہے کہ تم بھی اپنے والدین کے اس سے زیادہ محتاج تھے جس طرح سے آج وہ تمہارے محتاج ہیں۔ عقل وشرافت کا تقاضہ ہے کہ ان کے سابق احسان کا بدلہ ادا کرو۔ آیت كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا (جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا) میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اول یہ کہ ان کو اف بھی نہ کہے۔ اف سے مراد ایسا کلمہ ہے جس سے اپنی ناگواری کا اظہار ہو یہاں تک کہ ان کی بات سن کر اس طرح لمبا سانس لینا جس سے ناگواری کا اظہار ہو وہ بھی اف میں داخل ہے۔ ایک حدیث میں بروایتِ حضرت علیؓ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایذاء رسانی میں اف کہنے سے بھی کم کوئی درجہ ہوتا تو یقیناً وہ بھی ذکر کیا جاتا۔ حاصل یہ ہے کہ جس چیز سے ماں باپ کو کم سے کم بھی اذیت پہنچے وہ بھی ممنوع ہے۔

دوسرا حکم وَّلَا تَنْهَرْهُمَا ہے۔ نہر کے معنیٰ جھڑکنے یا ڈانٹنے کے ہیں۔ اس کا سببِ ایذاء ہونا ظاہر ہے۔ تیسرا حکم قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ہے۔ والدین کے ساتھ گفتگو کا ادب سکھایا گیا ہے کہ ان سے محبت وشفقت کے نرم لہجہ میں بات کی جائے۔ حضرت سعید بن مسیّب نے فرمایا جس طرح کوئی غلام اپنے سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔ تیسرے حکم میں مثبت انداز سے والدین کے ساتھ گفتگو کا ادب سکھایا گیا ہے۔

چوتھا حکم وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ہے۔ جناح کے

معنی بازو کے ہیں۔ لفظی معنی یہ ہیں کہ اپنے والدین کے سامنے اپنے بازو عاجزی اور ذلت کے ساتھ جھکائے۔ آخر میں مِنَ الرَّحْمَةِ کے لفظ سے اس بات پر متنبہ کیا گیا کہ والدین کے ساتھ یہ معاملہ محض دکھاوے کا نہ ہو بلکہ دلی رحم اور عزت کی بنیاد پر ہو۔

پانچواں حکم قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا ہے۔ والدین کی مقدور بھر راحت رسانی کی فکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہے کہ وہ اپنی رحمت سے ان کی سب مشکلوں کو آسان اور ان کی تکالیف کو دور فرمائے۔ آخری حکم ایسا وسیع ہے کہ والدین کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ جاری رہتا ہے جس کے ذریعہ وہ ہمیشہ والدین کی خدمت کر سکتا ہے۔ (معارف القرآن۔ جلد پنجم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے عرض کیا کہ پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے عرض کیا کہ پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے عرض کیا کہ پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے (اس

شخص کے جواب میں فرمایا) تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر تمہارا وہ عزیز جو نزدیک کی قرابت رکھتا ہو۔

سائل کے سوال کا مقصد تھا کہ والدین میں کس کا زیادہ حق ہے یا تمام انسانوں میں سب سے زیادہ کس کا ہے۔ تو جواب میں آپ ﷺ نے والدہ کا حق سب سے زیادہ بتایا۔ سائل نے سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ والدہ ہی کا حق فرمایا اور چوتھی مرتبہ والد کا حق فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ حق والدہ کا ہے اس کے بعد والد کا اور اس کے بعد باقی رشتہ داروں کا درجہ بدرجہ۔ والدہ کا حق اس لئے زیادہ ہے کہ وہ نو مہینے اس کا حمل اپنے پیٹ میں اٹھاتی ہے، پھر اس کو جنتی ہے اور پھر اس کو دودھ پلاتی ہے۔ والدین کی خدمت سے دنیا میں آدمی کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں: ایک عمر میں برکت ہوتی ہے اور دوسری عزت اور مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

## والدین کی خدمت نہ کرنے والے کے حق میں بددعا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک اس شخص کی، خاک آلود ہو ناک

اس شخص کی، (یعنی آپ ﷺ نے تین مرتبہ گویا یہ بد دعا فرمائی کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو) پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے اور پھر جنت میں داخل نہ ہو یعنی جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں ہو اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے ان کو راضی نہ کرے تو وہ انتہائی بدقسمت ہے کیونکہ خصوصیت سے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا بڑے اجر کی بات ہے اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے۔

## اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا کے ساتھ مربوط ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار کی رضامندی وخوشنودی باپ کی رضامندی وخوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی وناراضگی باپ کی ناخوشی وناراضگی میں ہے۔

## جنت ماں کے قدموں میں ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا (احمد، نسائی، شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن جاہمہؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت جاہمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں اور اس وقت اسی سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنے حاضر ہوا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری ماں (زندہ) ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا پھر تم انہی کی خدمت کو ضروری سمجھو کیونکہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

جب تک جہاد فرضِ عین نہ ہو جائے، فرضِ کفایہ کے درجہ میں رہے اس وقت کسی بھی لڑکے کو بغیر والدین کی اجازت کے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ میں جہاد میں جانے کے ارادہ سے اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان کو ہنساؤ جیسا کہ ان کو رلایا ہے۔ اسی طرح کوئی چیز فرضِ عین نہ ہو جیسے مکمل دین حاصل کرنا یا تبلیغ کے لئے سفر کرنا بغیر والدین کی اجازت کے جائز نہیں ہے۔ (توضیحات)

## اولاد کے لئے والدین جنت ہیں یا دوزخ:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے ماں باپ تمہارے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔

اولاد نے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری وخوشنودی کا خیال رکھا تو والدین اس کے لئے جنت ہیں ورنہ بصورتِ دیگر والدین اولاد کے لئے جہنم کی آگ ثابت ہوں گے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

## والدین کو نظرِ رحمت کے ساتھ دیکھنے سے قبول شدہ حج کا ثواب:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ يَنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا جو بھی لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر چہ دن میں سو مرتبہ دیکھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بہت پاکیزہ ہے یعنی تمہارے گمان میں جو یہ بات ہے کہ ہر نظر کے بدلہ ایک مقبول حج کا ثواب کیوں کر لکھا جا سکتا ہے تو یہ اجر وانعام اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی وسعتِ رحمت کی نسبت سے کچھ بھی بعید نہیں وہ اگر چاہے تو اس سے بھی بڑا اجر عطا کر سکتا ہے۔

محترم حاضرین ان آیات اور احادیث کی روشنی میں میں نے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ شریعت نے والدین کو کیا مرتبہ اور مقام عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی اطاعت، فرمانبرداری اور خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۲۹) حقوق العباد (ب)-----والدین کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهٗ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِاِبْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ٥ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ٥ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ (لقمان۔۱۲-۱۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور وہ واقعہ قابلِ ذکر ہے جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بلاشبہ شرک کرنا بڑا ہی ظلم

ہے۔اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اس کو حمل میں رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے تاکید یہ ہے کہ اے انسان تو میرا اور اپنے ماں باپ کا حق مانا کر کیونکہ آخر مجھ ہی تک واپس آنا ہے۔اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا جس کے معبود ہونے کی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو ان دونوں کا کہنا نہ مان ہاں دنیوی معاملات میں بھلی طرح ان کا رفیق اور ہم صحبت رہ اور اسی شخص کی راہ چل جو میری طرف رجوع ہوا پھر تم سب کو میری طرف واپس آنا ہے سو میں تم کو ان تمام اعمال کی حقیقت سے آگاہ کردوں گا جو کیا کرتے تھے۔

قرآنِ کریم میں والدین کا حق اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ بیان کیا ہے۔سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳/ میں **لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا** (اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور والدین سے اچھا سلوک کرنا)،سورۂ نساء کی نمبر ۳۶/ میں بھی یہی بات فرمائی گئی **وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا** (اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین سے اچھا سلوک کرنا)، سورۂ انعام کی آیت نمبر ۱۵۱/ میں بھی فرمایا گیا **اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا** (اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین سے اچھا سلوک کرو)، سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۳/ میں **اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا** (عبادت مت کرو مگر اسی کی اور والدین سے اچھا سلوک کرو) فرمایا گیا۔تین سورتوں

(سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر ۸، سورۂ لقمان کی آیت نمبر ۱۴/ اور سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۱۵) میں فرمایا گیا وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (ہم نے انسان کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے)۔

حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ والدین اگر اولاد پر ظلم بھی کریں تب بھی وہ ان کی اطاعت، فرنبرداری اور خدمت کرے کیونکہ وہی اس کے لئے جنت اور دوزخ کا دروازہ ہیں۔

## اولاد کے لئے والدین کی حیثیت:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحُ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَمْسٰى عَاصِيًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مُفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ اللہ کے لئے اپنے والدین کی فرمانبرداری کرنے والا ہے تو اس حال میں صبح کر رہا ہے کہ اس کے لئے جنت کے دو (۲) دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہے تو وہ اس حال میں صبح کر رہا ہے کہ اس کے لئے دوزخ کے دو (۲) دروازے

کھلے ہوئے ہیں۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک ہی زندہ ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگرچہ اس کے ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں، اگرچہ اس کے ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں، اگرچہ اس کے ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں۔

سورۂ لقمان کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں اس میں لقمان اپنے بیٹے کو انمول نصیحتیں فرما رہے ہیں۔ پہلی نصیحت میں انہوں نے بیٹے کو اللہ کا حق کیا ہے سمجھایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ لقمان کی نصیحتوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے بیٹے کو سمجھایا کہ باپ کا حق کیا ہے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے حدود کیا ہیں۔ اگر ماں باپ تجھے اس بات پر زور ڈالتے ہیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے جس کے لئے تیرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے تو تو ہرگز ان کا کہنا نہ مان۔ ہاں دنیا کے حوائج و معاملات میں ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا اور دین کے بارے میں اس شخص کی راہ چلنا جو میری طرف رجوع کیا ہے یعنی میرے احکام کا معتقد اور عامل ہے پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے اور میں تم کو جتلاؤں گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے۔ اس لئے کسی امر میں میرے حکم کے خلاف مت کرو۔

جمہور کے نزدیک لقمان نبی نہیں تھے بلکہ وہ ایک ولی تھے۔ حضرت لقمان کے بہت سے کلماتِ حکمت منقول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سورت ان کے حکیمانہ

کلام پر مشتمل نازل فرمائی۔ حکمت علم، عقل اور بردباری کو کہا جاتا ہے جس سے لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو حکمت دی تھی اَنِ اشْکُرْلِیْ (میری نعمتوں کا شکرادا کر)۔ نعمتوں کا شکرادا کرنا سب سے بڑی حکمت ہے۔ ان کلماتِ حکمت میں سب سے اول بات جو لقمان نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمائی وہ عقائد کی درستگی کے تعلق سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کا خالق، مالک بلا شرکتِ غیرے یقین کرے۔ اس کے ساتھ کسی غیراللہ کو شریکِ عبادت نہ کرے کہ اس دنیا میں سب سے بڑا ظلم اس سے بڑا نہیں ہوسکتا کہ مخلوق کو خالق کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے۔ اس نصیحت کے درمیان اللہ تعالیٰ نے باپ کا حق بتا کر شرک کی قباحت اور بھی واضح کردی۔ (معارف القرآن۔ جلد ہفتم)

## والدین کی شکرگزاری اور اطاعت فرض ہے مگر حکمِ الٰہی کے خلاف کسی کی اطاعت جائز نہیں:

اگرچہ ہم نے اولاد کو اپنے ماں باپ کی اطاعت اور شکرگزاری کی بڑی تاکید کی ہے اور اپنی شکرگزاری اور اطاعت کے ساتھ ساتھ والدین کی شکرگزاری اور اطاعت کا حکم دیا ہے لیکن شرک ایسا ظلمِ عظیم اور سنگین جرم ہے کہ وہ ماں باپ کے کہنے سے اور مجبور کرنے سے بھی کسی کے لئے جائز نہیں ہوتا۔ اگر کسی کو اس کے والدین اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینے پر مجبور کرنے لگیں تو اس معاملہ میں والدین کا کہنا ماننا بھی جائز نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امیر کی بات کوسننا اوراس کی فرمانبرداری کرنا ہرحالت میں مسلمان مرد پرواجب ہے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند ہو۔ تاوقت یہ کہ کسی گناہ کی بات کا حکم نہ دیا جائے۔ جب ایسا کوئی حکم دیا جائے جس پرعمل کرنا گناہ ہوتو اطاعت کرنا واجب نہیں۔

شریعت میں امیراورحاکم کی اطاعت کرنے کا حکم ہرحالت میں واجب قرار دیا گیا ہے خواہ یہ حکم طبیعت کے موافق ہو یا طبیعت کے ناموافق بشرطیکہ شریعت کے موافق ہو۔ جب شریعت کے خلاف حکم دیا جائے توان کی اطاعت نہیں کی جائے گی کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کا صاف حکم ہے:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بھی ایسے حکم کی اطاعت وفرمانبرداری جائز نہیں جس کا تعلق گناہ سے ہو (خواہ وہ حکم امیر دیں، ماں باپ دیں، استاد دیں یا پیر دیں) اطاعت وفرمانبرداری توصرف معروف باتوں میں واجب ہے۔

اگر والدین کفر و شرک کرنے پر مجبور کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کی بات نہ مانو، تو طبعی طور پر انسان حد پر قائم نہیں رہتا اس پر عمل کرنے میں اس کا امکان تھا کہ بیٹا والدین کے ساتھ بدکلامی یا بدخوئی سے پیش آئے، ان کی توہین کرے۔ اسلام ایک قانونِ عدل ہے، ہر چیز کی ایک حد ہے اس لئے شرک میں والدین کی اطاعت نہ کرنے کے حکم کے ساتھ یہ حکم بھی دے دیا کہ **وَصَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا** یعنی دین میں تو تم ان کا کہنا نہ مانو مگر دنیا کے کاموں میں مثلاً ان کی جسمانی خدمت، مالی اخراجات وغیرہ اس میں کمی نہ ہونے دو بلکہ دنیوی معاملات میں اس کے عام دستور کے مطابق معاملہ کرو، ان کی بے ادبی نہ کرو، ان کی بات کا جواب ایسا نہ دو جس سے بلاضرورت دل آزاری ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے شرک وکفر کے معاملہ میں نہ ماننے سے جو ان کی دل آزاری ہوگی وہ تو مجبوری کے لئے برداشت کرو مگر ضرورت کو ضرورت کی حد میں رکھو، دوسرے معاملات میں ان کی دل آزاری سے پرہیز کرتے رہو۔ (معارف القرآن۔ جلد ہفتم)

یہ بات تو واضح ہوگئی کہ شریعت کی نافرمانی میں والدین کی اطاعت نہیں کی جائے گی کیونکہ صحیح حدیث میں ہے **لَا طَاعَةَ لِلۡمَخۡلُوۡقِ فِی الۡمَعۡصِیَةِ الۡخَالِقِ** (جب خالق کی نافرمانی ہو رہی ہے تو کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی)۔

والدین کے حکم سے مشتبہ مال کھانا واجب نہیں ہوتا۔

## والدین کے حکم پر طلاق:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَتْ تَحْتِیْ اِمْرَاَۃٌ اُحِبُّھَا وَکَانَ عُمَرُ یَکْرَھُمَا فَقَالَ لِیْ طَلِّقْھَا فَاَبَیْتُ فَاَتٰی عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ طَلِّقْھَا (ترمذی، ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا لیکن میرے والد حضرت عمرؓ اس کو ناپسند کرتے تھے انہوں نے ایک دن مجھ سے کہا کہ میں اس عورت کو طلاق دے دوں میں نے انکار کیا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دے دو۔

وہ معاملہ تو حضرت عمرؓ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے انجام پایا تھا۔ فقہاء فرماتے ہیں عورت میں کوئی شرعی عیب نہ ہو تو بیٹے پر لازم نہیں ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے۔ اگر کوئی شرعی قباحت موجود ہے تو والدین کا حکم مان کر طلاق دینا واجب ہو جاتا ہے۔

## اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ معاملہ:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ

خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلہ۔۲۲)

ترجمہ: اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہ دیکھیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے اور عزیز و اقارب ہوں یہ لوگ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اپنے غیبی فیضان سے ان کی مدد فرمائی ہے اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ جماعت اللہ کا گروہ ہے خوب سن لو اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

شریعت نے کافر والدین سے بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔

مندرجہ بالا آیت سے یہ حکم نکلتا ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے لوگ ان کے دشمنوں سے دلی تعلق نہیں رکھیں گے چاہے وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت ابوعبیدہ جراحؓ نے ان کے باپ کو جو مشرک تھے جہاد میں قتل کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے باپ ابوقحافہ نے کفر کی حالت میں نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو ایک طمانچہ مارا کہ گر پڑے اور کہا کہ اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں قتل ہی کر دیتا تھا۔

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کہتی ہیں کہ میری والدہ شرک کی حالت میں مدینہ آئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں کیا میں ان سے اچھا سلوک کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ان سے اچھا سلوک کرو۔
(متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کے اور والدین کے حقوق کو صحیح طور پر نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

# (۳۰) حقوق العباد (ج)----- قرابت داروں کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا○ (النساء۔۳۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اورتم سب اللہ کی عبادت کرو اوراس کے ساتھ کسی چیز کوشریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اورقرابت داروں کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اورمساکین کے ساتھ بھی اورقریب کے پڑوسی کے ساتھ بھی اوردور کے پڑوسی کے ساتھ بھی اور پاس کے بیٹھنے والے کے ساتھ بھی اورمسافر کے ساتھ بھی

اور ان کے ساتھ بھی جو تمہارے مملوک ہیں حسن سلوک سے پیش آ ؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والے شیخی مارنے والے ہوں۔

اللہ کی عبادت اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کے بعد تمام رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید آئی ہے۔ قرآنِ کریم کی مشہور آیت سورۂ نحل (۹۰) جس کو اللہ کے رسول ﷺ اکثر اپنے خطبات میں تلاوت کیا کرتے تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت جامع طریقہ سے احکام دیئے ہیں اس طرح ہے:

**اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤئِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۤءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝** (النحل۔۹۰)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کا اور بھلائی کا اور قرابت داروں کو عطا کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کو اور نامعقول کاموں کو اور تعدی و سرکشی کو منع کرتا ہے۔ تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس لئے نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا ہے: عدل، احسان اور اہلِ قرابت کو بخشش۔ اور تین چیزوں سے منع کیا ہے: فحش کام، ہر برا کام، ظلم اور تعدی۔ عدل کے اصل لغوی معنی برابر کرنے کے ہیں۔ لفظ عدل افراط وتفریط کے درمیان اعتدال کرنے کو کہا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے عدل کی تفسیر ظاہر و باطن کی برابری سے کی ہے یعنی جو قول و فعل انسان کے ظاہری اعضاء سے سرزد ہو اور باطن میں بھی اس کا وہی عقیدہ اور حال ہو۔ نسبتوں کے بدل دینے سے عدل کا مفہوم

مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک مفہوم عدل کا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس اور اپنے رب کے درمیان عدل کرے۔

احسان کے معنی کسی چیز کو اچھا کرنے کے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فعل یا خُلق و عادت کو اپنی ذات میں اچھا و مکمل کرے۔ دوسرے یہ کہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ اچھا سلوک اور عمدہ معاملہ کرے۔ اس معنی میں احسان کے ساتھ لفظ ''الیٰ'' استعمال ہوتا ہے۔ مشہور حدیث ''حدیثِ جبرئیل'' میں اللہ کے رسول ﷺ نے احسان کی تعریف یہ فرمائی کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو گو تم اللہ کو نہیں دیکھ سکتے لیکن اللہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔

اول عدل کا حکم دیا گیا پھر احسان کا۔ مفسرین نے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ دوسرے کا حق پورا دے دے اور اپنا پورا وصول کر لے نہ کم نہ زیادہ۔ اور احسان یہ ہے کہ دوسرے کو اس کے اصل حق سے زیادہ اور اپنے حق میں چشم پوشی سے کام لے، کچھ کم ہو جائے تو بخوشی قبول کر لے۔ کوئی تمہیں ہاتھ یا زبان سے ایذاء پہنچائے تو برابر کا بدلہ لینا عدل ہے اس کو معاف کرنا اور اس کے ساتھ بھلائی کرنا احسان ہے۔

تیسرا حکم اِیْتَائِ ذِی الْقُرْبٰی ہے۔ ایتاء کے معنی اعطاء یعنی کوئی چیز دینے کے ہیں۔ اور لفظ قربیٰ کے معنی قرابت اور رشتہ داری کے ہیں۔ ذی القربیٰ کے معنی رشتہ دار، ذی رحم، ایتاء ذی القربیٰ کے معنی ہوئی رشتہ دار کو کچھ دینا، یہاں اس کی تصریح نہیں فرمائی کہ کیا چیز دینا، لیکن ایک دوسری آیت میں اس کا مفعول مذکور ہے

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ یعنی دو رشتہ دار کو اس کا حق۔ ظاہر یہی ہے کہ یہاں بھی یہی مفعول مراد ہے کہ رشتہ دار کو اس کا حق دیا جائے، اس حق میں رشتہ دار کو مال دے کر مالی خدمت کرنا بھی داخل ہے اور جسمانی خدمت بھی، بیمار پرسی اور خبر گیری بھی، زبانی تسلی اور ہمدردی کا اظہار بھی اور اگرچہ لفظ احسان میں رشتہ داروں کا حق ادا کرنا بھی داخل تھا مگر اس کو اس کی زیادہ اہمیت بتلانے کے لئے علیحدہ بیان فرمایا گیا۔
(معارف القرآن۔ جلد پنجم)

## صلہ رحمی:

سورۂ نساء کی پہلی آیت جو خطبۂ نکاح میں پڑھی جاتی ہے اس میں بھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے کے بارے میں ڈرایا گیا ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا٥ (النساء۔۱)

ترجمہ: اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بکثرت مرد وعورتوں کو پھیلایا۔ اور اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور قرابت کے تعلقات کو قطع کرنے سے پرہیز کرو۔ بے شک اللہ تم سب پر نگران ہے۔

لفظ ''ارحام''، رحم کی جمع ہے۔ رحم بچہ دانی کو کہتے ہیں جس میں ولادت سے پہلے بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔ چونکہ ذریعۂ قرابت یہ رحم ہی ہے اس لئے اس سلسلے کے تعلقات کو واسطہ رکھنے کو صلہ رحمی اور رشتہ داری کی بنیاد پر جو فطری طور پر تعلقات پیدا ہو گئے اس سے بے توجہی برتنے کو قطع رحمی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

صلہ رحمی کرنے اور قطع رحمی سے بچنے کے لئے بے شمار احادیث ہیں۔ چند احادیث آپ کے سامنے بیان کئے جائیں گے۔

۱) **عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِیَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِبِكَ مِنَ الْقَطِیْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰی یَارَبِّ قَالَ فَذَاكِ** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کو پیدا کر کے جب فارغ ہوا تو رحم (یعنی رشتہ ناتا) کھڑا ہو گیا اور رحمٰن کی کمر تھام لی۔ رحمٰن نے فرمایا کہہ کیا چاہتا ہے؟ رحم نے عرض کیا کہ یہ کاٹے جانے کے خوف سے تیری پناہ کے طلب گار کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ ربِ کریم نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے جوڑے گا میں بھی اس کو قائم و برقرار رکھوں گا اور جو تجھ کو قطع کرے میں بھی (اپنا انعام واحسان) اس سے قطع کروں گا۔ رحم نے عرض کیا ربِ کریم بے شک میں اس پر راضی ہوں۔ تو ربِ کریم نے فرمایا اچھا تو یہ وعدہ

تیرے لئے ثابت و برقرار رہے۔

رحمٰن کی کمر متشابہات میں سے ہے۔ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے لائق ہے۔
قطع رحمی اور صلہ رحمی کا نتیجہ تمثیلی انداز میں سمجھایا گیا ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ رحم کا لفظ رحمٰن سے نکلا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رحِم (یعنی رشتہ ناتا) سے فرمایا جو شخص تجھ کو جوڑے گا میں بھی اس کو اپنی رحمت سے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا یعنی تیرا حق ادا نہیں کرے گا میں بھی اسے توڑوں گا یعنی اپنی رحمت سے محروم کروں گا۔

## قاطع رحم جنت میں نہیں جائے گا:

۳) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (بخاری)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قطع رحم کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

## صلہ رحمی سے رزق اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے:

۴) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ دفِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهٗ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تقدیر کو دعاء کے سوا کوئی چیز نہیں بدل سکتی اور عمر کو دراز کرنے والی کوئی چیز نہیں سوائے والدین اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کے۔ انسان اپنے گناہ کے سبب سے جس کا وہ مرتکب ہوتا ہے رزق سے محروم رہ جاتا ہے۔

۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَیُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اِثْرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اس کو چاہئیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

## قاطع رحم کو دنیا اور آخرت میں عذاب ہوگا:

٦) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ ذَنْبٍ اَحْرٰی اَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰہُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِی الدُّنْیَا مَعَ مَا یَدَّخِرُ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْیِ وَقَطِیْعَةِ الرَّحِمِ (ترمذی، ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی گناہ اس بات کے زیادہ لائق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں بھی اس کی سزا دے دے اور آخرت میں اس کی سزا کو ذخیرہ کر کے رکھے۔ دو گناہ اس لائق ہیں: ایک امامِ وقت کے خلاف بغاوت کرنا اور دوسرا رشتہ ناتا توڑنا۔

## قطع رحمی کرنے سے رحمت بند ہو جاتی ہے:

۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابواوفیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں ناتا توڑنے والا ہو۔

ممکن ہے اس رحمت سے رحمتِ عام مراد ہو یا بارانِ رحمت مراد ہو۔ جب رحمت کا نزول بند ہوتا ہے تو عذاب کا نزول ہوگا۔ اگر قوم میں کوئی قاطع رحم ہو اور اس کو منع نہ کیا جائے تو پوری قوم بھی عذاب میں مبتلا ہو سکتی ہے۔

## صلہ رحمی بدلہ چکانے کا نام نہیں ہے:

۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِئِ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ (کامل) صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو بدلہ چکائے بلکہ کامل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کی قرابت کو منقطع کیا جائے تو وہ اس قرابت کو قائم رکھے۔

ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برا سلوک

کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا گویا تم ان کو گرم راکھ پھنکواتے (منہ میں ڈالتے) ہو اور تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ہمیشہ مدد و نصرت رہے گی جب تک تم اس صفت پر قائم رہو۔

## صلہ رحمی کی اہمیت:

**۹) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِیْ فُلَانٍ لَیْسُوْا لِیْ بِاَوْلِیَآءَ اِنَّمَا وَلِیِّیَ اللّٰہُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنْ لَّھُمْ رَحِمٌ اَبُلُّھَا بِبَلَالِھَا** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابو فلاں کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں میرا دوست یا تو خدا ہے یا نیک بخت مومنین البتہ ان لوگوں سے میری قرابت داری ہے جس کو میں تر چیزوں سے تر کرتا رہتا ہوں (یعنی صلہ رحمی کرتا رہتا ہوں)۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قطع رحمی سے بچائے اور صلہ رحمی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۱) حقوق العباد (د)----- حقوق الزوجین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا○

(النساء۔۱۹)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ تم عورتوں کو زبردستی میراث میں لےلو اور نہ یہ حلال ہے کہ بلا وجہ ان کو اس غرض سے قید کر رکھو کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لےلو مگر ہاں اس وقت جب کہ وہ کسی صریح بے حیائی کے مرتکب ہوں اور عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے زندگی بسر کرو پھر اگر تم ان کو

پسند نہ کرو تو ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند نہ کرو مگر اللہ تعالیٰ نے اسی میں بہت زیادہ بھلائی رکھی ہو۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت قبول کرو اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جو ٹیڑھی ہے اور سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس پسلی میں ہے جو اوپر کی ہے لہٰذا اگر تم پسلی کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو اس کو توڑ دوگے اور اگر پسلی کو اپنے حال پر چھوڑ دوگے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی اس لئے عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت قبول کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا جو ٹیڑھی ہوتی ہے لہٰذا عورت کی طبیعت اور اس کے مزاج میں ٹیڑھا پن ہے۔ یہ اس کی تخلیقی مزاج کی خصوصیت ہے۔ حدیث میں عورت کے عیوب ونقائص بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی خلقت، استطاعت اور طبیعت کو بیان کیا گیا ہے تاکہ اس کی نفسیات اور استعدادِ حالات کے مطابق اس پر زور ڈالا جائے۔ ان کی استعدادِ طبعی سے زیادہ بوجھ ان پر نہ ڈالا کرو ورنہ سدھار کے بجائے بگاڑ آجائے گا۔ خلاصہ یہ کہ عورت کی تلوّن مزاجی اور اس کی نفسیات کو سمجھ کر زندگی گزارو۔ عورتوں کے بارے میں اللہ

کے رسول ﷺ نے فرمایا (فَاسْتَوْصُوْا) عورتوں کے بارے میں جو میں وصیت ونصیحت کررہا ہوں اس کو خوب قبول کرو۔ سین اور تاء مبالغہ کے لئے ہیں۔ دوسرا ترجمہ اس کا یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو عورتوں کے متعلق بھلائی اور نصیحت کی باتیں بتایا کرو۔ اس حدیث میں عورتوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے اور ان کے ٹیڑھے پن کو صبر و تحمل سے برداشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان کو طلاق دینے کو ناپسند کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ عورت سے مکمل سیدھا ہونے کی امید اور توقع نہ رکھو۔ یاد رہے کہ یہ صبر و تحمل امورِ خانہ داری کے تعلق سے ہے۔ اگر عورت کھلی معصیت اور گناہ پر اتر آتی ہے تو مردوں پر لازم ہے کہ اس کو کھلا نہ چھوڑیں بلکہ پابند کریں اور گناہ کی آزادی نہ دیں۔ (توضیحات۔جلد پنجم)

آپ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں بھی جہاں بہت ساری نصیحتیں کیں وہاں عورتوں کے حقوق کے تعلق سے بھی امت کو متنبہ کیا۔ **فَاتَّقُوا اللّٰهَ بِالنِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ**

ترجمہ: آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کہ تم نے ان کو اللہ کے کلمہ سے اس کی امان میں لیا ہے اور ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔ یہ ان پر لازم ہے کہ وہ ان کو کسی ایسے شخص تمہارے گھر میں آنے نہ دیں جس کو تم ناپسند کرتے

ہوں۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم ان کو ہلکی مار مار سکتے ہو۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اپنی استطاعت کے موافق کھانا پینا اور کپڑا لتا دو۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِیْمَ لَکَ عَلٰی طَرِیْقَةٍ فَاِنْ اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهَا کَسَرْتَهَا وَکَسْرُهَا طَلَاقُهَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت چونکہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے اس لئے وہ تمہارے لئے کسی ایک راہ پر سیدھی نہیں ہوگی لہٰذا تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اسے ٹیڑھے پن کی حالت پر رکھ کر ہی فائدہ اٹھاؤ، اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ ڈالو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَفْرَکُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ کَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَرَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی نظر میں اس عورت کی کوئی خصلت و عادت ناپسندیدہ ہوگی تو کوئی دوسری خصلت و عادت پسند بھی ہوگی۔

بغض وحسد ونفرت جو میاں بیوی کے درمیان جو ایک دوسرے کے لئے

ہوتی ہے اس کو ''الفرک'' کہتے ہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی کے تمام حرکات وسکنات، عادات واخلاق سب برے نہیں ہوتے۔ اگر کسی میں برے افعال ہوں گے تو اس کے اندر اچھے اخلاق بھی ہوں گے۔ اگر ایک آدھ خصلت بری ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو بالکل ہی مسترد کر دیا جائے بلکہ اس کے اچھے خصائل وعادات کو پیشِ نظر رکھ کر زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ بے عیب یار کو ڈھونڈ نے والا بے یار ہی رہ جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ بیوی کے اچھے خصائل اور اخلاقِ حمیدہ کو پیشِ نظر رکھو اور برے خصائل پر صبر وتحمل کرو۔

۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومنین میں کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو خوش اخلاق ہو اور اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان ہو۔

۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ (ترمذی، دارمی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل (بیوی بچوں اقرباء اور خدمت گاروں) کے حق میں بہترین ہو اور میں اپنے اہل کے حق میں تم میں بہترین ہوں۔ جب تمہارا ساتھی

انتقال کرجائے تواس کے ذکر کو چھوڑ دو۔

۶) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِى الْبَيْتِ (احمد، ابوداود، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ (یعنی جس طرح تم کھاؤ پہنو اسی طرح اپنی بیوی کو بھی کھلاؤ پہناؤ) اس کے منہ پر نہ مارو، نہ اس کو برا کہو اور نہ یہ کہو کہ اللہ تیرا برا کرے اور اس سے صرف گھر کے اندر ہی علیحدگی اختیار کرو۔

شوہر پر اپنی استطاعت کے موافق عورت کا نان، نفقہ، کپڑا اور سکنی فرض ہے۔

تمام اعضاء میں چہرہ زیادہ معظم ومکرم ہے اس لئے بطورِ خاص اس پر مارنے سے منع کیا گیا ہے۔ قرآنِ عظیم میں اللہ تعالیٰ نے بیویوں کو مارنے کی اجازت دی ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فرما کر حد بندی فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں شوہر سے (حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے) بیوی کے مارنے کا سوال نہیں ہوگا۔

چار باتوں کی وجہ سے شوہر اپنی بیوی کو مار سکتا ہے۔ ۱) شوہر کے لئے

زیب وزینت اختیار نہ کرنے پر،۲) بغیر عذر جماع سے انکار کرنے پر،۳) فرائضِ اسلام کے چھوڑنے پر اور۴) اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے پر یعنی بے پردگی کرنے پر مار سکتا ہے۔قرآنِ کریم کی یہ ترتیب ہے: وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ یعنی جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہے پہلے انہیں سمجھاؤ اور نصیحت کرو، اطاعت نہ کرنے پر ان کو بستر سے الگ کرو، اگر اب بھی اطاعت نہ کریں تو ہلکی مار مارو۔ وَلَا تُقَبِّحْ یعنی بیوی کو قبیح الفاظ سے یاد نہ کرو کہ تم گندی ہو، چڑیل ہو، بدشکل ہو کیونکہ عورت کا اصل سرمایہ اس کا حسن اور اس کی تعریف ہے۔ (توضیحات۔جلد پنجم)

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اللہ کے رسول! آپ نے عورتوں کو مارنے سے منع کیا ہے اس کی وجہ سے عورتیں بہت دلیر ہوگئی ہیں۔ آپ ﷺ نے مارنے کی اجازت دی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے گھر بے شمار عورتیں مارنے والے شوہروں کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔ یہ مارنے والے لوگ اچھے نہیں ہیں۔ان کی بدخلقی پر صبر کرنا چاہئیے، نہ مارنا افضل وخوب ہے۔

## اہل وعیال کی دینی تعلیم وتربیت بھی مسلمان مرد پر فرض ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝ (التحریم۔٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر سخت دل اور زور آور فرشتے مقرر ہیں جو حکم اللہ تعالیٰ ان کو دیتا ہے وہ اس حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کو جو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں۔

اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی پھر نارِ جہنم کی ہولناک شدت کا ذکر فرمایا اور آخر میں یہ بھی فرمایا کہ جو اس جہنم کا مستحق ہوگا وہ کسی زور طاقت جتھہ یا خوشامد یا رشوت کے ذریعہ ان فرشتوں کی گرفت سے نہیں بچ سکے گا جو جہنم پر مسلط ہیں جن کا نام زبانیہ ہے۔

لفظ اَهْلِيْكُمْ میں اہل وعیال سب داخل ہیں جن میں بیوی، اولاد، غلام، باندیاں سب داخل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقتی نوکر چاکر بھی غلام باندیوں کے حکم میں ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطابؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکامِ الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے تم ان کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم

کی آگ سے بچا سکے گا۔

حضراتِ فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائضِ شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میرے بیوی بچو،تمہاری نماز،تمہارا روزہ،تمہاری زکوٰۃ،تمہارا مسکین،تمہارا یتیم،تمہارے پڑوسی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے ساتھ جنت میں جمع فرمائے گا۔تمہاری نماز،تمہارا روزہ وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو اس میں غفلت نہ ہونے پائے اور مسکینکم یتیمکم وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں ان کو خوشی اور پابندی سے ادا کرو اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل غافل ہوں۔ (معارف القرآن۔جلد ہشتم)

اللہ تعالیٰ مسلمان شوہروں کو اپنے اہل وعیال کے ساتھ شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۲) حقوق العباد (ہ)----- حقوق الزوجین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًاo (النساء۔۳۴)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: مرد عورتوں پر کارفرما وحکمراں ہیں اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بزرگی اور برتری عطا فرمائی ہے اور نیز اس بنا پر کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں پس جو عورتیں نیک ہیں وہ خاوندوں کی فرمانبردار ہوتی ہیں اور اس

حفاظت کے باعث جو اللہ نے ان کے حقوق کی کی ہے وہ اپنے خاوندوں کی پیٹھ پیچھے انکے حقوق کی نگہداشت کرتی ہیں اور جن عورتوں کی سرکشی کا تم کو ڈر ہوتو پہلے ان کو سمجھاؤ پھر ان کو ان کے بستروں میں تنہاء چھوڑ دو پھر ان کو مارو اگر اس پر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو پھر ان کے خلاف الزام کی خوامخواہ کوئی راہ تلاش نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب سے بالا اور سب سے بڑا ہے۔

ارشاد فرمایا: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ۔۔۔۔۔ قَوَّامُ، قَيَّامُ، قَيِّمُ عربی زبان میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کام یا نظام کا ذمہ دار اور چلانے والا ہو۔ اسی لئے اس آیت میں قوام کا ترجمہ عموماً حکمران کیا گیا ہے۔ یعنی مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ہر اجتماعی نظام کے لئے عقلاً اور عرفاً یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس کا کوئی سربراہ یا امیر اور حاکم ہو تا کہ اختلاف کے وقت اس کے فیصلہ سے کام چل سکے۔ جس طرح ملک وسلطنت اور ریاست کے لئے اس کی ضرورت سب کے نزدیک مسلم ہے، جس طرح قبائلی نظام میں بھی اس کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی اور کسی ایک شخص کو قبیلہ کا سردار اور حاکم مانا گیا ہے۔ اسی طرح اس عائلی نظام میں جس کو خانہ داری کہا جاتا ہے اس میں بھی ایک امیر اور سربراہ کی ضرورت ہے۔ عورتوں اور بچوں کے مقابلہ میں اس کام کے لئے حق تعالیٰ نے مردوں کو منتخب فرمایا کہ ان کی علمی اور عملی قوتیں بہ نسبت عورتوں، بچوں کے زیادہ ہیں اور یہ ایسا بدیہی معاملہ ہے کہ کوئی سمجھدار عورت یا مرد اس کا انکار نہیں کرسکتا۔

سورۂ بقرہ کی آیت وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہے) اور سورۂ نساء کی آیت اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (مرد عورتوں پر حکمران ہیں) فرما کر یہ بتلا دیا کہ اگر چہ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم و واجب ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں اور دونوں کے حقوق باہم مماثل ہیں۔ ایک چیز مردوں کو یہ امتیاز کہ وہ حاکم ہیں۔ یہ محض استبداد کی حکومت نہیں بلکہ حاکم مرد بھی قانونِ شرع اور مشورہ کا پابند ہے۔ محض اپنی طبیعت کے تقاضہ سے کچھ نہیں کرسکتا۔ اس کو حکم دیا گیا کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (عورتوں کے ساتھ معروف طریقہ پر اچھا سلوک کرو)۔ (معارف القرآن۔ جلد دوم)

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِیْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ

(نسائی، شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ سے پوچھا گیا کونسی بیوی بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے اور جب شوہر اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجالائے (بشرطیکہ وہ حکم خلافِ شرع نہ ہو) اور اپنی ذات اور اپنے مال میں اس کے خلاف کوئی ایسی بات نہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔

چونکہ عورتوں کی ذمہ داریاں یعنی اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت

دونوں آسان کام نہیں۔اس لئے آیت میں آگے فرمایا گیا **بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ** یعنی اس حفاظت میں اللہ تعالیٰ عورت کی مدد فرماتے ہیں۔اسی کی امداد اور توفیق سے وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتی ہیں ورنہ نفس وشیطان کے مکائد ہر وقت ہر انسان مرد وعورت کو گھیرے ہوئے ہیں اور عورتیں خصوصاً اپنی علمی اور عملی قوتوں میں بنسبت مرد کے کمزور بھی ہیں۔اس کے باوجود وہ ان ذمہ داریوں میں مردوں سے زیادہ مضبوط نظر آتی ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور امداد ہے۔یہی وجہ ہے کہ بے حیائی کے گناہوں میں بنسبت مردوں کے عورتیں بہت کم مبتلا ہوتی ہیں۔نیک عورتیں وہ ہیں جو مرد کی حاکمیت کو تسلیم کر کے ان کی اطاعت کرتی ہیں اور مرد کے پیٹھ پیچھے بھی اپنے نفس اور ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ (معارف القرآن۔جلد دوم)

## امانت دار بیوی کی فضیلت:

**۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَھُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ قَلْبٌ شَاکِرٌ وَلِسَانٌ ذَاکِرٌ وَبَدَنٌ عَلَی الْبَلَآءِ صَابِرٌ وَزَوْجَۃٌ لَا تَبْغِیْہِ خَوْنًا فِیْ نَفْسِھَا وَلَا مَالِہٖ** (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل جائیں اس کو دنیا وآخرت کی بھلائی نصیب ہو جائے۔ اول (حق تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا) شکر ادا کرنے والا دل، دوم! (خوشی اور رنج ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو) یاد کرنے والی زبان، سوم! بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم اور

چہارم وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے خاوند کے مال میں خیانت نہ کرے۔

## اطاعت گزار بیویوں کے فضائل:

۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمَرْاَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَھَا اَطَاعَتْ بَعْلَھَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَآئَتْ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: جو عورت بھی پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔

۴) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُھَا عَنْھَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت امِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔

## شوہر کی فضیلت:

۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ کُنْتُ آمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ اَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر

میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی غیر اللہ کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

ایک صحابی حضرت قیسؓ فرماتے ہیں کہ میں حیرہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے کہا کہ اللہ کے رسول اس بات کے سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے چنانچہ یہ بات میں نے آپ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میری قبر پر سے گذرو گے تو میری قبر کو سجدہ کرو گے؟ تو میں نے کہا نہیں تو پھر فرمایا ایسا ہرگز مت کرو۔ اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کا حکم ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ عورتوں پر مردوں کا بہت بڑا حق مقرر کیا ہے۔

## سخت حکم میں بھی شوہر کی اطاعت کرنا:

۶) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَآءَ بِعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اَعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ آمُرُ اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ اَصْفَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ (احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک

جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ آیا اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! چوپائے اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم ان سے زیادہ لائق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی (میری) تعظیم کرو۔ اگر میں کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر اس کا شوہر اس کو یہ حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ کے پتھر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور سیاہ پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ پر لے جائے تو عورت کے لئے یہی لائق ہے کہ وہ شوہر کا حکم بجالائے۔

۷) عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت طلق بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنی حاجت پوری (یعنی جماع) کرنے کے لئے بلائے تو بیوی کو شوہر کے پاس پہنچ جانا چاہیئے اگرچہ وہ چولہے پر ہی کیوں نہ بیٹھی ہو۔

## نافرمان بیوی کی عبادت قبول نہیں ہوتی:

۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلَاةٌ وَلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْآبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعُ يَدَهٗ فِیْ اَيْدِهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوَ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسے تین

شخص ہیں جن کی نماز (پوری طرح) قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی اوپر (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) جاتی ہے۔ایک تو بھاگا ہوا غلام، جب تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آکر ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ نہ رکھ دے (یعنی جب تک کہ وہ واپس آکر اپنے آپ کو اپنے مالکوں کے حوالے نہ کر دے اور ان کی اطاعت نہ کرنے لگے) دوسری وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناراض ہو اور تیسرا نشہ باز جب تک کہ ہوش میں نہ آئے۔

## شوہر کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے:

۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ (متفق علیہ) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد اپنی عورت کو ہمبستر ہونے کے لئے بلائے اور وہ انکار کرے اور شوہر اس پر رات بھر غضب ناک رہے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ بخاری و مسلم کی دوسری روایت اس طرح سے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو شخص اپنی عورت کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے تو جو آسمان میں ہے (اللہ تعالیٰ) اس سے اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ

اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔

حضرت معاذؓ سے حدیث روایت کی گئی ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی جنت میں ہونے والی حورِ عین بیوی کہتی ہے تجھ پر اللہ کی مار! اپنے شوہر کو تکلیف نہ پہنچا کیونکہ وہ دنیا میں تیرا مہمان ہے جلد ہی تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔ ایک اور حدیث میں حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ صفوان بن معطل کی بیوی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس یہ شکایت لے کر حاضر ہوئیں کہ ان کے شوہر انہیں نماز پڑھنے پر مارتے ہیں اور روزہ رکھنے پر توڑا دیتے ہیں اور وہ خود سورج نکلنے تک سوتے رہتے ہیں۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت صفوان سے پوچھا تو انہوں نے اقرار کیا اور کہا کہ میری بیوی لمبی نمازیں پڑھتی ہے کہ ایک رکعت میں دو لمبی سورتیں پڑھتی ہے اس لئے اس کو منع کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے صفوان کی تصدیق کی۔ صفوان نے کہا کہ میں نوجوان آدمی ہوں اور یہ نفل روزے رکھے چلی جاتی ہے تو مجھے مباشرت کا موقع نہیں ملتا اس لئے میں توڑا دیتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزے نہ رکھے۔ سورج کے نکلنے کے وقت سونے کی بات یہ ہے کہ ہم رات میں کھیتوں میں کام کرتے ہیں اس کی وجہ سے رات میں سونا میسر نہیں ہوتا تو رات کے آخری حصہ میں جاگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس وقت آنکھ کھلے نماز پڑھ لیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم بنایا ہے، ان کی ناراضگی میں اپنی

ناراضگی رکھی ہے، اسلام میں غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں، شوہر کی رضا مندی میں عورت کے لئے جنت ہے۔ نفل عبادتیں بھی شوہر کی اجازت کے بغیر کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری عورتوں کو اپنے فرائض کو جاننے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۳) حقوق العباد (و)----- یتیموں کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَھُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِکُمْ اِنَّہٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا o (النساء-۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور یتیموں کے مال ان کو دے دو اور پاک مال کو ناپاک مال سے نہ بدلو اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر خورد برد نہ کرو۔ یقیناً ایسا کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

## یتیموں کے حقوق اوران کے اموال کی حفاظت:

آیت میں یتیموں کے اموال کی حفاظت کا حکم اور اس میں کسی قسم کے

خرد برد کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ کیونکہ یتیم بچہ کا نگران اور ولی عموماً اس کا کوئی رشتہ دار ہی ہوتا ہے۔ یتیم کے لفظی معنی اکیلے اور منفرد کے ہیں اس لئے جو موتی سیپ میں تنہاء ہوتا ہے اسے ''دُرِّ یتیم'' کہا جاتا ہے۔ اصطلاحِ شرع میں اس اولاد کو یتیم کہا جاتا ہے جس کا باپ مرگیا ہو۔ اگر ماں کا انتقال ہوگیا ہو تو اس کو یسیر کہتے ہیں۔ جانوروں میں اس کو یتیم کہا جاتا ہے جس کی ماں مرگئی ہو۔ بالغ ہونے کے بعد شرعی اصطلاح میں یتیم نہیں کہا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: **لَا يُتم بَعُد احْتَلام** یعنی بلوغ کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔

اس آیت میں یتیموں کے اموال ان کو پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے مالوں کی حفاظت کرو تاکہ اپنے وقت پر یہ مال ان کو پہنچائے جاسکیں۔ ولیٔ یتیم کی ذمہ داری صرف اتنی ہی نہیں کہ یتیم کے مال کو خود نہ کھائے یا خود ضائع نہ کرے بلکہ اس کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اس کی حفاظت کر کے اس قابل بنائے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کو مل سکے۔

دوسرے جملہ میں ارشاد ہے: **وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ** یعنی اچھی چیز کا بری چیز سے تبادلہ مت کرو۔ اس ممانعت میں یہ بھی داخل ہے کہ خود اپنی خراب چیز دے کر اس کی اچھی چیز لے لیں، اسی طرح یہ بھی داخل ہے کہ کسی دوسرے شخص سے تبادلہ کا ایسا معاملہ کرلیں جس میں یتیم بچے کا نقصان ہو۔

تیسرے جملہ میں فرمایا گیا: **وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ** یعنی

یتیموں کے مال کو اپنے مال میں ملا کر نہ کھاؤ۔ ظاہر ہے کہ اس کا مقصد تو یتیم کے مال کو ناجائز طور پر کھا جانے کی ممانعت ہے، خواہ اپنے مال میں ملا کر کھا جائے یا علیحدہ رکھ کر کھائے۔ مال کھانا محاورہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اس کا صحیح مفہوم مال میں ہر طرح کا تصرف ہے۔ (معارف القرآن۔جلددوم)

## تعددِ ازواج کا حکم:

**وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْاo** (النساء۔۳)

ترجمہ: اور اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان کی بجائے اور عورتیں جو تم کو پسند ہوں ان میں سے دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو پھر اگر تم کو یہ خوف ہو کہ تم چند عورتوں کے درمیان انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرو یا ان باندیوں پر قناعت کرو جو تمہاری ملک ہوں۔ بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ طریقہ زیادہ قرینِ صواب ہے۔

یتیم لڑکیاں جو اپنے ولی کی تربیت میں ہوتی تھیں وہ لڑکی اس ولی کے مال اور باغ میں بوجہ قرابت شریک ہوتی تھیں تو اب دو صورتیں پیش آتیں۔ کبھی یہ ہوتا کہ ولی کو اس کا جمال اور مال دونوں مرغوب ہوتے تو وہ ولی تھوڑے سے مہر پر نکاح کر لیتا کیونکہ کوئی دوسرا شخص اس لڑکی کا حق مانگنے والا تو نہیں ہے اور کبھی یہ ہوتا کہ

لڑکی مرغوب نہ ہوتی مگر یہ خیال کر کے کہ کسی دوسرے سے نکاح کر دوں گا تو لڑکی کا مال میرے قبضہ سے نکل جائے گا اور میرے مال میں دوسرا شریک ہو جائے گا اس مصلحت سے نکاح تو جوں توں کر لیتا مگر منکوحہ سے کچھ رغبت نہ رکھتا، اس پر یہ آیت اتری۔ اولیاء کو ارشاد ہوا کہ اگر تم کو اس بات کا ڈر ہے کہ تم یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو اور ان کے مہر اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت میں تم سے کوتاہی ہوگی تو تم ان سے نکاح مت کرو بلکہ اور دوسری عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں ان سے ایک چھوڑ چار تک نکاح کرنے کی تم کو اجازت ہے۔ قاعدۂ شرعی کے مطابق ان سے نکاح کر لو تا کہ یتیم لڑکیوں کو بھی نقصان نہ پہنچے کیونکہ تم ان کے حقوق کے حامی رہو گے اور تم کسی خرابی گناہ میں نہ پڑو۔ (تفسیرِ عثمانی)

## یتیموں کا مال کھانا پیٹ میں آگ بھرنا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ؕ (النساء۔۱۰)

ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ بغیر کسی حقِ شرعی کے یتیموں کا مال کھاتے ہیں تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔

## یتیم کی پرورش کرنے کی فضیلت:

۱) عَنۡ سَھۡلِ بۡنِ سَعۡدٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَا وَکَافِلُ الۡیَتِیۡمِ لَہٗ وَلِغَیۡرِہٖ

فِی الْجَنَّۃِ ھٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَھُمَا شَیْئًا (بخاری)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا کہ وہ یتیم خواہ اس کا رشتہ دار ہو یا کسی اور کا جنت میں اس طرح ہوں گے، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔

## بہترین اور بدترین گھر:

۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْہِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْہِ یَتِیْمٌ یُسَآءُ اِلَیْہِ

(ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جا رہا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جا رہا ہو۔

## یتیم پر شفقت کرنے کی فضیلت:

۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَسَحَ رَاْسَ یَتِیْمٍ لَمْ یَمْسَحْہُ اِلَّا لِلّٰہِ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ تَمُرُّ عَلَیْھَا یَدُہٗ حَسَنَاتٌ وَمَنْ اَحْسَنَ اِلٰی یَتِیْمَۃٍ اَوْ یَتِیْمٍ عِنْدَہٗ کُنْتُ اَنَا وَھُوَ فِی الْجَنَّۃِ کَھَاتَیْنِ وَقَرَنَ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ (احمد، ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص (کسی اور غرض وجذبہ کے تحت نہیں بلکہ) محض اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لئے کسی یتیم بچے کے سر پر پیار ومحبت اور شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرے تو اس کے لئے یتیم کے سر پر ہر اس بال کے عوض جس پر اس کا ہاتھ لگا ہوا ہے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی (خواہ اپنا قرابت دار ہو یا بیگانہ) کے ساتھ جو اس کی پرورش میں ہوں اچھا سلوک کرے اور وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا یعنی انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر دکھایا جس طرح یہ دونوں قریب قریب ہیں اسی طرح میں اور وہ شخص جنت میں قریب ہوں گے۔

## یتیم کی پرورش کی فضیلت:

۴) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَامْرَاَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوْمَاَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَابَةِ اِمْرَاَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا (ابوداود)

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اور وہ عورت جس کے رخسارے (اپنی اولاد کی پرورش ودیکھ بھال کی محنت ومشقت اور ترکِ زینت وآرائش کی وجہ سے) سیاہ پڑ گئے ہوں قیامت کے

دن اس طرح ہوں گے اس حدیث کے راوی یزید بن زریع نے یہ الفاظ بیان کرنے کے بعد انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا (کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اسی طرح قریب ہوں گے ) وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے مرجانے یا طلاق دینے کی وجہ سے بیوہ ہوگئی یا مطلقہ ہوگئی اور وہ حسین وجمیل، صاحبِ جاہ وعزت ہونے کے باجود اپنے یتیم بچوں کی پرورش اور ان کی بھلائی کی خاطر دوسرے نکاح سے اپنے آپ کو روکے رکھا۔ یہاں تک کہ وہ بچے (بالغ ہوکر) جدا ہو جائیں یا موت سے جدا ہو جائیں۔

## قساوتِ قلبی کا علاج:

۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَکَا اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَسْوَةَ قَلْبِهِ فَقَالَ اِمْسَحْ رَأْسَ الْیَتِیْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْکِیْنَ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی (اور اس کا علاج پوچھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

اسلام نے تیموں کے حقوق کی جو حفاظت کی ہے اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسرے نظام میں نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو ان احکام کو پیشِ نظر رکھ کر تیموں سے حسنِ سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۴) حقوق العباد (ز)۔۔۔۔۔پڑوسیوں کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهٗ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا○ (النساء۔۳۶)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اورتم سب اللہ کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی چیز کوشریک نہ کرواور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرواورقرابت داروں کے ساتھ بھی اوریتیموں کے ساتھ بھی اورمساکین کے ساتھ بھی اورقریب کے پڑوسی کے ساتھ بھی اوردور کے پڑوسی کے ساتھ بھی اور پاس کے بیٹھنے والے کے ساتھ بھی اورمسافر کے ساتھ بھی

اوران کے ساتھ بھی جوتمہارے مملوک ہیں حسنِ سلوک سے پیش آ ؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جوتکبر کرنے والے شیخی مارنے والے ہوں۔

## پڑوسی کا حق:

ارشادفرمایا گیا وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی اور وَالْجَارِ الْجُنُبِ ''جار'' کے معنی پڑوسی کے ہیں۔اس آیت میں اس کی دوقسمیں بیان فرمائی ہیں۔ایک جار ذی القربیٰ اور دوسرے جار جنب۔ان دوقسموں کی تفسیر وتشریح میں صحابہ کرامؓ کے مختلف اقوال ہیں۔

عام مفسرین نے فرمایا کہ جار ذی القربیٰ سے مراد وہ پڑوسی ہے جوتمہارے مکان کے متصل رہتا ہےاور جار جنب سے وہ پڑوسی مراد ہے جوتمہارے مکان سے کچھ فاصلہ پر رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جار ذی القربیٰ سے وہ شخص مراد ہے جو پڑوسی بھی ہےاور رشتہ دار بھی، اس طرح اس میں دوحق جمع ہو گئے اور جار جنب سے مراد وہ ہے جوصرف پڑوسی ہے رشتہ دار نہیں۔اس لئے اس کا درجہ پہلے سے موخر رکھا گیا۔

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ جار ذی القربیٰ وہ پڑوسی ہے جو اسلامی برادری میں داخل اور مسلمان ہےاور جار جنب سے غیر مسلم پڑوسی مراد ہے۔

الفاظ قرآن ان سب معانی کو محتمل ہیں اور حقیقت کے اعتبار سے بھی درجہ

میں فرق ہو جانا امر معقول ہے اور معتبر ہے اور پڑوسی کے رشتہ دار یا غیر ہونے کے اعتبار سے بھی اور مسلم اور غیر مسلم ہونے کے اعتبار سے بھی۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ پڑوسی خواہ قریب ہو یا بعید رشتہ دار ہو یا غیر، مسلم ہو یا غیر مسلم، بہر حال اس کا حق ہے بقدر استطاعت کے امداد و اعانت اور خبر گیری لازم ہے۔ البتہ جس کا حق علاوہ پڑوسی کے دوسرا بھی ہے وہ دوسرے پڑوسیوں سے درجہ میں مقدم ہے۔ ایک حدیث میں ۔۔۔ خود رسولِ کریم ﷺ نے اس کو واضح فرما دیا: ارشاد فرمایا کہ "بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے، بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہیں اور بعض وہ جن کے تین حق ہیں، ایک حق والا پڑوسی وہ غیر مسلم ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہیں، دو حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلمان بھی ہے، تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہے، مسلمان بھی اور رشتہ دار بھی۔

(معارف القرآن۔ جلد دوم)

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے خدا کی اس شخص کا ایمان (کامل) نہیں ہے! قسم ہے خدا کی اس شخص کا ایمان (کامل) نہیں ہے! قسم ہے خدا کی اس شخص کا ایمان (کامل) نہیں ہے! صحابہؓ نے

پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کے پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص (نجات یافتہ اور سابقین کے ساتھ) جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کے پڑوسی اس کی برائیوں اور شر سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔

## پڑوسی کے حقوق کی تاکید:

۳) عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِىْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ اور حضرت ابنِ عمرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جبریلؑ مجھ کو ہمسایہ کے حق کا لحاظ رکھنے کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ اب پڑوسیوں کو وراثت میں بھی حصہ دار بنایا جائے گا۔

## اچھا پڑوسی:

۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِىْ اَنْ اَعْلَمُ اِذَا اَحْسَنْتُ اَوْ اِذَا اَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ

یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَحۡسَنۡتَ فَقَدۡ اَحۡسَنۡتَ وَاِذَا سَمِعۡتَھُمۡ یَقُوۡلُوۡنَ قَدۡ اَسَاۡتَ فَقَدۡ اَسَاۡتَ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنی نیکوکاری یا بدکاری کو کس طرح معلوم کرسکتا ہوں؟ یعنی اگر میں کوئی ایسا کام کروں جس کی شرعاً اچھائی برائی معلوم نہ ہو تو ایسا کونسا ذریعہ ہے جس سے میں یہ معلوم کرسکوں کہ وہ کام کرکے میں نیکوکار بنا ہوں یا بدکار؟ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم (اپنے کسی کام کے بارے میں) اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے تو تمہارا کام اچھا ہے اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا ہے تو تمہارا وہ کام برا ہے یعنی تمہارا نیکوکار یا بدکار ہونا تمہارے پڑوسیوں کی گواہی کے ذریعہ معلوم ہوگا۔

۵) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍو قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ خَیۡرُ الۡاَصۡحَابِ عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرُھُمۡ لِصَاحِبِہٖ وَخَیۡرُ الۡجِیۡرَانِ عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرُھُمۡ لِجَارِہٖ

(ترمذی، دارمی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دوستوں میں بہترین دوست وہ ہے جو دوستوں کے لئے بہترین ہو، اللہ کے نزدیک پڑوسیوں میں سب سے بہترین پڑوسی وہ ہے جو دوسرے پڑوسیوں کے لئے بہترین ہو۔

## پڑوسی کا خیال رکھنا ایمان کا حصہ ہے:

۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ وَجَائِعٌ اِلٰی جَنْبِہٖ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا جو پیٹ بھر کر کھالے درآں حال یہ کہ اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

## پڑوسیوں کو ستانے والوں کی عبادت قبول نہیں ہوتی:

۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَۃِ صَلَاتِھَا وَصِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا غَیْرَ اَنَّھَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَھَا قَالَ ھِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ قِلَّۃُ صِیَامِھَا وَصَدَقَتِھَا وَصَلَاتِھَا وَاِنَّھَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِھَا جِیْرَانِھَا قَالَ ھِیَ فِی الْجَنَّۃِ

(احمد، شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن مجلسِ نبوی ﷺ) میں کسی شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! فلاں عورت کا زیادہ نماز روزے اور کثرت صدقہ وخیرات کی وجہ سے بڑا چرچا ہے لیکن اپنی زبان کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ حضور ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ وہ دوزخ میں جائے گی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ

بہت کم روزے رکھتی ہے بہت کم صدقہ وخیرات کرتی ہے اور بہت کم نماز پڑھتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا صدقہ وخیرات اقط کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا لیکن وہ اپنی زبان کے ذریعہ اپنے ہمسائیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عورت جنت میں جائے گی۔

## قیامت میں سب سے پہلا مقدمہ پڑوسیوں کا پیش ہوگا:

۸) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ (احمد)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے (جو مقدمہ پیش ہوگا) دو جھگڑنے والے ہمسایوں کا ہوگا۔

اسلام نے پڑوسیوں کے حقوق کی جو ضمانت دی ہے کسی بھی دوسرے نظام میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ملتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا نظام کتنا عادلانہ اور منصفانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو پڑوسیوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۵) حقوق العباد (ح)-----عام مسلمانوں کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○
(الحجرات۔۱۰)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: یقیناً مومنین تو آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (التوبہ۔۷۱)

ترجمہ: اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ومددگار

ہیں جو نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے اور اس کے رسول کے حکم پر چلتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ کمال قوت کمال علم کا مالک ہے۔

## دنیا کے تمام مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں:

۱) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا (اے مخاطب) تو مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے سے رحم کا معاملہ کرنے، ایک دوسرے سے محبت و تعلق رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی و معاونت کے سلوک کرنے میں ایسا پائے گا جیسا کہ بدن کا حال ہے کہ جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے تو بدن کے باقی اعضاء اس ایک عضو کی وجہ سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں اور بیداری و بخار کے تعب و درد میں سارا جسم شریک رہتا ہے۔

كَمَثَلِ الْجَسَدِ مسلمانوں کے لئے اسلام کی طرف سے عالمی سطح پر ایک دستاویزی شرعی معاہدہ ہے کہ رنگ و نسل اور ملک و وطن اور زبان و خاندان کے روابط سے بالاتر ہو کر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ہمدردی اور رحمت بن جائے۔

جو مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے اس طرح جذبہ نہیں رکھتا وہ مسلمان تو کیا بلکہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ شیخ سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

چوں عضو بدرد آورد روزگار

دیگر عضو ہا را نماند قرار

(تمام بنی آدم ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں کیونکہ ان کی اصل ایک ہی ہے۔ جب کوئی عضو درد سے بے قرار ہوتا ہے تو دیگر تمام اعضاء کو بھی قرار نہیں رہتا)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''**من لم یهتم بامور المسلمین فلیس منا**'' یعنی جو مسلمانوں کے معاملات کی فکر کرنے والا نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ مسلمانوں کے آپس کی اس ہمدردی کے لئے صرف اسلام اور مسلمان ہونا شرط ہے ذات پات سے بالاتر ہو کر مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اور زنجیر کی مسلسل کڑیوں کی طرح متفق و متحد ہوں چاہے قریب ہوں یا دور ہوں مشرق میں ہوں یا مغرب میں ہوں۔ اقبالؔ نے کیا خوب کہا۔

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی

گھر اس کا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

مسلمانوں کے اس اتحاد و اتفاق کو توڑنے والی ہر چیز الحاد و زندقہ ہے یہ

اتفاق واتحاد فکری ہم آہنگی اور عملی کردار سے قائم ہے۔

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

وحدت کی حفاظت نہیں بے قوت و بازو آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خداداد

قرآن وحدیث اور اسلام تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتا ہے اور ان کے آپس کے تعلقات کو مضبوط کرنے والے ہر کلام وسلام اور تحفے تحائف کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ قرآن مسلمانوں کو عقیدہ کے ایک اتفاقی نقطہ پر جمع کرتا ہے اور پھر ایک دوسرے کے غم خوار اور بھائی بناتا ہے لیکن آج کل دنیا بھر کے مسلمان نظریات وافکار کے انتشار کے شکار ہیں۔ وہ علاقوں، قومیتوں، الگ الگ حکومتوں اور بلاکوں میں بٹ چکے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اتحادی نقطہ کے تعارفی نشان ''المسلمون'' (مسلمان ہونا) کا مرکز کمزور کر دیا گیا ہے۔
(توضیحات۔ جلد ہفتم)

## دنیا کے مسلمانوں کی مثال ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں:

۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُہٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک ایمان والا، دوسرے ایمان والوں کے لئے ایک عمارت کی مانند ہیں۔ (یعنی تمام ایمان والے مضبوطی اور طاقت حاصل کرنے کے اعتبار سے اس مکان کی طرح

ہیں) جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔

## تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں:

۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ وَمَنْ کَانَ فِیْ حَاجَۃِ اَخِیْہِ کَانَ اللّٰہُ فِیْ حَاجَتِہٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَۃً فَرَّجَ اللّٰہُ عَنْہُ کُرْبَۃً مِنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہے، (اور اس اعتبار سے شریعت کو وہی مقام حاصل ہے جو ماں کو حاصل ہوتا ہے، اور شارع ﷺ تمام مسلمانوں کے دینی باپ ہیں لہٰذا اس دینی اخوات کا تقاضہ ہے کہ) کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے اور اس کو کسی ہلاکت میں مبتلا نہ کرے اور نہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو اس کے دشمن کے ہاتھوں میں چھوڑے بلکہ اس دشمن کے مقابلہ پر اس کی مدد اور اعانت کرے اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کی سعی و کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان بھائی کے کسی غم کو دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن غموں میں سے ایک بڑے غم سے نجات دے گا اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کے بدن یا عیب کو چھپاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے

عیب کو چھپائے گا۔

''اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ'' اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور یہ ان کے درمیان ایک عالمی دستاویزی شرعی معاہدہ ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پہلے خود مسلمان مسلمان تو بن جائے۔ یہاں مصیبت اور مشکل یہ ہے کہ خود تو مسلمان نہیں بنتے اور معاشرت مسلمانوں کی مانگتے ہیں۔ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے مسلمان کو مسلمان کا بھائی بتایا اور بنایا ہے کسی کافر بدعقیدہ کو کسی مسلمان کا بھائی نہیں کہا ہے۔ آج کل بے دین لوگ یہی کہتے ہیں کہ خواہ کوئی کیسا ہی کیوں نہ ہو آپس میں بھائی بھائی ہونا چاہیئے اس پر جب عمل نہیں ہوتا تو شور کرتے ہیں کہ مسلمان مسلمان کا دشمن ہے۔ میرے بھائی! ایک آدمی قادیانی ہے، آغا خانی ہے، رافضی ہے، ملحد ہے اور بے دین ہے، وہ ایک مومن کا بھائی کیسے بن سکتا ہے؟ (توضیحات۔ جلد ہفتم)

## کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے:

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ہر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہے (لہٰذا) مسلمان، مسلمان پر ظلم نہ کرے، اس کی مدد واعانت کو ترک نہ کرے اور اس کو ذلیل وحقیر نہ سمجھے، پھر آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے نیز فرمایا کہ مسلمان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل وحقیر سمجھے اور مسلمان پر مسلمان کی ساری چیزیں حرام ہیں جیسے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو۔

## جو اپنے لئے پسند کرے وہ اپنے بھائی کے لئے بھی پسند کرے:

۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

## مسلمان کی مدد کرنے یا نہ کرنے کا ثمرہ:

۶) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ یَخْذُلُ امْرَاً مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ یُنْتَهَکُ فِیْهِ حُرْمَتُهٗ وَیُنْتَقَصُ فِیْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیْهِ نُصْرَتَهٗ وَمَا مِنْ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ یَنْصُرُ مُسْلِمًا فِیْ مَوْضِعٍ

يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عَرْضِهٖ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ حُرْمَتِهٖ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهٗ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان شخص اپنے مسلمان بھائی کی اس موقع پر مدد نہ کرے اور غیبت کرنے والے کو غیبت سے نہ روکے جہاں اس کی بے حرمتی کی جاتی ہو اور اس کی عزت وآبرو کو نقصان پہنچایا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس موقع پر اس شخص کی مدد نہیں کرے گا جہاں وہ خدا کی مدد چاہتا ہے اور جو مسلمان شخص اپنے مسلمان بھائی کی اس موقع پر مدد کرے جہاں اس کی بے حرمتی کی جاتی ہو اور اس کی عزت وآبرو کو نقصان پہنچایا جاتا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس موقع پر اس شخص کی مدد کرے گا جہاں وہ اللہ کی مدد چاہتا ہے۔

ایک دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو کسی کو مسلمان کی غیبت سے روکے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے آزاد کرے گا۔ ایک اور حدیث میں فرمایا گیا جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا تو گویا اس نے زندہ دفن کی ہوئی بچی کو بچا لیا۔

## ایک مومن دوسرے مومن کے لئے بمنزلہ آئینہ ہے:

۷) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْاٰةُ اَخِيْهِ فَاِنْ رَاٰى بِهٖ اَذًى فَلْيُمِطْ عَنْهُ (ترمذی) وَلِاَبِىْ دَاوٗدَ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَنْهُ ضَيْعَتَهٗ وَيَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَآئِهٖ

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں

سے ہر شخص اپنے مسلمان بھائی کے حق میں آئینہ کی طرح ہے لہٰذا اگر تم اس میں کوئی برائی دیکھو تو اس سے اس برائی کو دور کر دو۔ ابوداود کی روایت میں اس طرح ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے جو اس سے اس چیز کو دور کرتا ہے جس میں اس کے لئے نقصان اور ہلاکت ہے اور اس کی عدم موجودگی میں بھی (اس کے حقوق و مفادات کا) تحفظ کرتا ہے۔

دنیا کے تمام مسلمان اگر اللہ کے رسول ﷺ کے ان ارشادات پر عمل کریں تو مسلمانوں کا معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی ﷺ کے ارشادات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

# (۳۶) پورے دین پر عمل کرنے کا مطالبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ o هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ o (البقرہ۔۲۰۸-۲۱۰)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی مت کرو بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اگر تمہارے پاس واضح دلیلیں آنے کے بعد تم پھسل جاؤ تو جان لو اللہ تعالٰی بہت

زبردست ہے اور بڑی حکمت والا ہے۔ کیا یہ لوگ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود بادلوں کے سائبان میں ان کے پاس آجائے اور فرشتے بھی اور تمام معاملات کا فیصلہ کر دیا جائے؟ اور تمام امور تو اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

اُدۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً، سلم بالکسر و بالفتح (زیر و زبر) دو معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے، ایک صلح دوسرے اسلام۔ اس جگہ جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کے نزدیک اسلام مراد ہے۔ لفظ **کافۃ** یعنی **جمیعا** اور **عامۃ** کے معنی میں ہے۔ یہ لفظ اس جگہ ترکیب میں حال (حالت ظاہر کرنے والا) واقع ہوا ہے۔ جس میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ ''اُدۡخُلُوۡا'' کے اندر جو ضمیر ہے اس کا حال ہے یا سلم (اسلام) کا حال ہے۔ پہلی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ تم پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ یعنی تمہارے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، دل اور دماغ سب کا سب دائرۂ اسلام اور اطاعتِ الٰہیہ کے اندر داخل ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہاتھ پاؤں سے تو احکامِ اسلامیہ بجالا رہے ہو مگر دل و دماغ اس پر مطمئن نہیں یا دل و دماغ سے تو اس پر مطمئن ہو مگر ہاتھ، پاؤں اور اعضائے جوارح کا عمل اس سے باہر ہے۔

اور دوسری صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ تم داخل ہو جاؤ مکمل اور پورے اسلام میں، یعنی ایسا نہ ہو کہ اسلام کے بعض احکام کو تو قبول کرو بعض میں پس و پیش رہے اور چونکہ اسلام نام ہے اس مکمل نظامِ حیات کا جو قرآن و سنت میں بیان ہوا ہے خواہ اس کا تعلق عقائد و عبادات سے ہو یا معاملات و معاشرت سے، حکومت و سیاست

سے اس کا تعلق ہو یا تجارت وصنعت وغیرہ سے، اسلام کا جو مکمل نظامِ حیات ہے تم سب اس پورے نظام میں داخل ہو جاؤ۔

خلاصہ دونوں صورتوں کا قریب قریب یہی ہے کہ احکامِ اسلام خواہ وہ کسی شعبۂ زندگی سے متعلق ہوں اور اعضائے ظاہری سے متعلق ہوں یا قلب اور باطن سے ان کا تعلق ہو جب تک ان تمام احکام کو سچے دل سے قبول نہ کرو گے مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں ہو گے۔

اس آیت کے شانِ نزول کا حاصل بھی یہی ہے کہ صرف اسلام ہی کی تعلیمات تمہارا مطمحِ نظر ہونا چاہیئے، اس کو پورا پورا اختیار کرلو تو وہ تمہیں سارے مذاہب وملل سے بے نیاز کر دے گا۔

اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے جنہوں نے اسلام کو صرف مسجد اور عبادات کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے۔ معاملات اور معاشرت کے احکام کو گویا دین کا جزء ہی نہیں سمجھتے، اصطلاحی دینداروں میں یہ غفلت عام ہے۔ حقوق ومعاملات اور خصوصاً حقوق معاشرت سے بالکل بیگانہ ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کو وہ اسلام کے احکام ہی یقین نہیں کرتے، نہ ان کے معلوم کرنے یا سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، نہ ان پر عمل کرنے کا، نعوذ باللہ!

اور یہ واقعہ کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس آجائیں قیامت میں پیش آئے گا۔ (ملخصاً معارف القرآن۔ جلد اول)

اس سے پہلے (آیت نمبر ۲۰۷) میں مومنِ مخلص کی مدح فرمائی گئی تھی جس سے نفاق کا ابطال منظور تھا اب فرماتے ہیں کہ اسلام کو پورا پورا قبول کرو یعنی ظاہر و باطن اور عقیدہ اور عمل میں صرف احکامِ اسلام کا اتباع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کرلو یا کوئی عمل کرنے لگو سو اس سے بدعت کا قلع و قمع مقصود ہے کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا کسی عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اپنی طرف سے دین میں شمار کرلیا جائے۔ مثلاً نماز اور روزہ جو کہ افضل عبادات ہیں اگر بغیر حکمِ شریعت کوئی اپنی طرف سے مقرر کرنے لگے جیسے عید کے دن عیدگاہ میں نوافل کا پڑھنا یا ہزارہ روزہ رکھنا یہ بدعت ہوگا۔ خلاصہ ان آیات کا یہ ہوا کہ اخلاص کے ساتھ ایمان لاؤ اور بدعات سے بچتے رہو۔ چند حضرات یہودیت سے مشرف بہ اسلام ہوئے مگر احکامِ اسلام کے ساتھ احکامِ توراۃ کی بھی رعایت کرنی چاہتے تھے مثلاً ہفتے کے دن کو معظم سمجھنا اور اونٹ کے گوشت اور دودھ کو حرام ماننا اور تورات کی تلاوت کرنا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس سے بدعت کا انسداد کامل فرمایا گیا۔ (ملخصاً معارف القرآن۔ جلد اول)

**۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَآءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان

کی ستر (۷۰) سے اوپر شاخیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ درجہ کی شاخ زبان سے اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور سب سے کم درجہ کی شاخ کسی تکلیف دینے والی چیز کا راستہ سے ہٹا دینا ہے نیز شرم وحیا بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اول اس بات کا دل سے اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، دوم پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا، سوم زکوٰۃ دینا، چہارم حج کرنا، پنجم رمضان کے روزے رکھنا۔

۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

۴) عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا

وَاَكَلَ ذَبِيُحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیُ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِیُ ذِمَّتِهٖ (بخاری)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبیحوں کو کھائے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے عہد وامان میں ہے۔ پس جو شخص اللہ کے عہد وامان میں ہے تم اس کے ساتھ عہد شکنی مت کرو۔

۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيُضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيُضَةِ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلال طریقہ سے کمانا فرض ہے دیگر فرائض کے بعد۔

۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيُهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ صَلٰوةً مَا دَامَ عَلَيُهِ ثُمَّ اَدْخَلَ اِصْبَعَيُهِ وَاُذُنَيُهِ وَقَالَ صُمَّتَا اِنْ لَمْ يَكُنِ النَّبِیُّ ﷺ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُهٗ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس نے دس درہم میں ایک کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہے اللہ تعالیٰ اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ کپڑا اس پر ہے۔ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال کر فرمایا اگر میں نے یہ بات نبی ﷺ سے نہ سنی ہو تو میرے کان بہرے ہو جائیں۔

۷) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک بالشت بھر زمین ازراہِ ظلم لے لے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا (اس کو زمین دھنسایا جائے گا)۔

۸) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (ابوداود، ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے بغض وعداوت رکھے اور اللہ ہی کے لئے خرچ کرے اور اللہ ہی کے لئے خرچ نہ کرے تو یقیناً اس نے ایمان کو کامل کیا۔

اسلام کے تعلق سے ہمارا طرزِ عمل وہ ہے جو ہاتھی کے بارے میں چھ اندھوں کا تھا۔ ایک گاؤں میں ہاتھی آیا تو ہاتھی دیکھنے کے لئے خوب شوروغل ہوا۔ اس گاؤں میں چھ اندھے رہا کرتے تھے، انہوں نے شوروغل سن کر کہا کہ یہ کیسا شوروغل ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ہاتھی آیا ہے اس کو دیکھنے کے لئے لوگ ہجوم کر رہے ہیں۔ اندھوں نے کہا ہم کو بھی دکھا دیجئے۔ اندھے چونکہ بینائی سے محروم ہوتے ہیں اس وجہ سے کسی چیز کو ہاتھ سے چھو کر معلوم کر سکتے ہیں۔ مہاوت ہاتھی کو لے کر اندھوں کے

پاس آیا۔ ایک اندھے نے ہاتھی کی سونٹ پکڑی اور کہا کہ ہاتھی تو سانپ کی طرح ہوتا ہے، دوسرے نے اس کے پیر پکڑے اور کہا کہ ہاتھی تو ستون کی طرح ہوتا ہے، تیسرے نے اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور کہا کہ ارے ہاتھی تو دیوار کی طرح ہوتا ہے، چوتھے نے اس کے دانت پکڑے اور کہا کہ ہاتھی تو کدال کی طرح ہوتا ہے، پانچویں نے اس کے کان پکڑے اور کہا کہ ہاتھی تو سوپ کی طرح ہوتا ہے اور چھٹے نے اس کی دم ہاتھ میں لی اور کہا کہ ہاتھی تو رسی کی طرح ہوتا ہے! غرض اس طرح اندھوں نے ہاتھی کی تعبیر مختلف طریقے سے کی ایسا ہی دین سے ہمارا تعلق ہے۔ کسی نے بزرگانِ دین، اولیاء اللہ اور ایصالِ ثواب کو پکڑ لیا اور اسی کو پورا دین سمجھ لیا، کسی نے خدمتِ خلق کو لے لیا اور اسی کو پورا دین سمجھ لیا، کسی نے کلمہ اور نماز کو لے لیا اور اسی کو پورا دین سمجھ لیا اور کسی نے مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کی طرف توجہ کی اور اسی کو پورا دین سمجھ لیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو دین میں پورے طور پر داخل ہونے کا حکم دیا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے کو شیطان کے نقشِ قدم پر چلنا فرمایا ہے! اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے، زندگی کے تمام امور کے تعلق سے احکام دیئے گئے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس پر عمل کر کے اپنا ''اسوۂ حسنہ'' ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ کفار صحابہ کرامؓ کو یہ طعنہ دیا کرتے تھے کہ تمہارے نبی ﷺ تو تم کو پیشاب اور پاخانہ کی باتیں بھی بیان کرتے ہیں تو صحابہ کرامؓ نے یہ اعتراف کیا:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْد قَالَ قِيْلَ لِسَلْمَانَ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخَرَاةِ فَقَالَ سَلْمَانَ اَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت سلمانؓ سے کہا گیا کہ تمہارے نبی نے تو تمہیں ہر چیز کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ بول و براز کی بھی۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا ہاں! آپ ﷺ نے ہمیں رفع حاجت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے سے روکا ہے۔ دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے روکا ہے۔ تین ڈھیلوں سے کم استعمال کرنے سے روکا ہے اور لید یا ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے روکا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک عقیدہ اور فکر دیتا ہے جس پر زندگی کے تمام احکام اور مسائل کی تعمیر ہوتی ہے۔ اسلام کے اہم شعبے عقائد و تصدیقات، اعمال و عبادات، معاملات و سیاسات، آداب و معاشرت، سلوک و مقامات اور اخلاق ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو دین کے تمام شعبوں پر حتی الامکان چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے سے بچائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۷) خطبۂ اولیٰ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ اَلۡحَمۡدُلِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرۡهُ تَکۡبِیۡرًاo اَللّٰهُ اَکۡبَرُ کَبِیۡرًا وَّالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کَثِیۡرًا وَّ سُبۡحَانَ اللّٰهِ بُکۡرَةً وَّاَصِیۡلًا۔

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِالۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ نَشۡهَدُ اَنۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَمَّا بَعۡدُ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیۡ کِتَابِهِ الۡعَزِیۡزِ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِo بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیۡدًاo (النساء۔۱۳۶)

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسوله الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

فِیۡ هٰذِهِ الۡاٰیَةِ اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِالۡاِیۡمَانِ اَیۡ بِتَصۡحِیۡحِ الۡاِیۡمَانِ وَبِتَجۡدِیۡدِهٖ وَبِتَعۡمِیۡلِ اِقۡتِضَآئِهٖ وَبِاِسۡتِقَامَةِ عَلَی الۡاِیۡمَانِ حَتّٰی یَاۡتِیَهُمُ الۡمَوۡتُ۔

اَلْاِیْمَانُ هُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْجِنَانِ وَالْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَاَنَّ جَمِیْعَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ وَجَمِیْعَ مَا صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّرْعِ وَالْبَیَانِ کُلُّهٗ حَقٌّ

لَا یَنْجُوا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ وَلَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ کَمَا صَرَّحَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهٗ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالُ فَکَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَ یْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَکَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَکَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ یَرْتَابُ فَبَیْنَمَا هُوَ عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰی بِیَدِهٖ اِلٰی کِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَبِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِیْثَكَ قَدْ اِنْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (بخاری)

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا

وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (آمین)

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمۡ فِی الۡقُرۡاٰنِ الۡعَظِیۡمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاكُمۡ بِالۡاٰیَاتِ وَالذِّكۡرِ الۡحَكِیۡمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ كَرِیۡمٌ مَّلِكٌ برٌّ رَّؤُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۸) خطبۂ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا اَبِىْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِؓ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَؓ وَعَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ ابْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَعَلٰى سَيِّدَىْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَلْحَسَنِؓ وَالْحُسَيْنِؓ وَعَلٰى اُمِّهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِؓ سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَعَلٰى عَمَّيْهِ

اَلْمُكَرَّمِيْنِ بَيْنَ النَّاسِ سَيِّدِ الشُّهَدَآءِ اَلْحَمْزَةِؓ وَصِنْوُ اَبِيْهِ اَبِى الْفَضْلِ الْعَبَّاسِؓ وَعَلٰى سَائِرِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الْقَرَارِ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِىْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِىْ وَمَنْ اٰذَانِىْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشَكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ، وَخَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاۤئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْىِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ○

باسمہٖ تعالیٰ

# (۳۹) خُطبَۃُ عِیدِالْفِطْرِ

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَعَدَدَ خَلْقِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَo (البقرہ۔۱۵۸) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ والشکرین۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا

هٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْهِمَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَبْدَ لَکُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَیْرًا مِّنْهُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداود)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسِ نِ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَبٍّ کَرِیْمٍ یَّمُنُّ بِالْخَیْرِ ثُمَّ یُثِیْبُ عَلِیْهِ الْجَزِیْلَ، لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَقُمْتُمْ، وَاُمِرْتُمْ بِصِیَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ، وَاَطَعْتُمْ رَبَّکُمْ فَاقْبُضُوْا جَوَائِزَکُمْ فَاِذَا صَلُّوْا نَادٰی مُنَادٍ اَلَآ اِنَّ رَبَّکُمْ قَدْ غَفَرَلَکُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِیْنَ اِلٰی رِحَالِکُمْ فَهُوَ یَوْمُ الْجَائِزَةِ وَیُسَمّٰی ذٰلِكَ الْیَوْمُ فِی السَّمَاءِ یَوْمَ الْجَائِزَةِ (ترغیب وترہیب)

اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَّبِسَ الْجَدِیْدَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْوَعِیْدِ لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِیْ لَا یَعُوْدُ، لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَیَّنَ بِزِیْنَةِ الدُّنْیَا اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِالتَّقْوٰی، لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَایَا، لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِیْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعْنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

# (۴۰) خُطْبَۃُ عِیْدِالْاَضْحٰی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُo اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْo اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُo

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولُہُ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

وَقَدْ بَیَّنَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَا ھِیَ رُوْحُ التَّضْحِیَۃِ فِیْ سُوْرَۃِ الْحَجِّ لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاءُ ھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَبَشِّرِالْمُحْسِنِیْنَo

وَقَدْ بَیَّنَ نَبِیُّہٗ ﷺ وُجُوْبَھَا وَفَضَائِلَھَا عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ (احمد، ابنِ ماجہ)

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا (ترمذی، ابنِ ماجہ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃً وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

# ڈاکٹر سید محمود قادری کی تالیفات

## ۱) توفیق ایزدی:

خودنوشت سوانح حیات جس میں انہوں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کن علماء سے دینی تعلیم حاصل کی پھر حق کی یافت اور مردان حق کی شناخت کے بعد یہاں کے گمراہ عقائد کا کس طرح رد کیا ہے، بڑی دلچسپ اور قابلِ مطالعہ داستاں ہے۔

## ۲) چالیس اصلاحی مقالات:

گذشتہ دس سالوں کے دوران اہم مضامین پر جو پمفلٹ آپ نے لکھے یہ ان کا مجموعہ ہے۔ اختصار اور جامعیت کے ساتھ موضوع کے متعلق معلومات کو اس طرح ترتیب دیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ دین کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

## ۳) مجالس معرفت (جلد اوّل و دوُم و سوُم و چہارم):

''**خانقاہِ قادریہ**'' میں گذشتہ پندرہ سالوں سے ہر سنیچر بعد نمازِ عشاء جو مجالس ہوتی ہیں ان کے بیانات کا مجموعہ ہے۔ دین اور سلوک کے متعلق چشم کشا معلومات سے لبریز ہیں۔

## ۴) ایمان اور کفر:

بمقام خانقاہِ قادریہ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ میں روزانہ بعد نمازِ عصر جو دروسِ قرآن ہوئے ان کا موضوع ایمان اور کفر تھا، یہ کتاب ان کا مجموعہ ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے ایمان کی حقیقت جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

## ۵) الاربعینات:

گذشتہ چالیس سال سے آپ کا درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ مغرب جامعہ مسجد میں ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اخلاصِ نیت کی چالیس احادیث، داخلۂ جنت کی چالیس احادیث اور داخلۂ جہنم کی چالیس احادیث جمع کی ہیں۔

### ۶) خطباتِ قادریہ (جلد اوّل ودوُم وسوُم):

گذشتہ پینتالیس سال سے آپ کے جمعہ کے خطبات مختلف مساجد میں ہو رہے ہیں۔ خطبۂ جمعہ سے پہلے آپ کے جو بیانات ہوتے ہیں، نہایت جامع، موثر اور چشم کشا ہوتے ہیں۔ ہر جلد چالیس بیانات کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ ائمۂ مساجد کے لئے جمعہ کے خطبے سے پہلے بیان کرنے کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔

### ۷) ہدایت اور گمراہی:

رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں بعد عصر روزانہ جو مجالس **''خانقاہِ قادریہ''** میں ہوئیں ان کا موضوع ہدایت اور گمراہی تھا، اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت دیتے ہیں اور کس کو گمراہ کرتے ہیں۔

### ۸) مکتوباتِ اکابر:

ڈاکٹر صاحب کی زمانۂ طالبِ علمی سے اب تک اکابر علماء سے مختلف مسائل میں جو مراسلت رہی ہزاروں خطوط پر مشتمل ہے، ان میں سے وہ خطوط جو سب کے لئے نفع مند ہو سکتے ہیں شائع کئے جا رہے ہیں۔

### ۹) قرآنِ کریم میں جہاد وقتال کی آیات:

شرح مشکوٰۃ ''توضیحات'' (مولفہ حضرت مولانا فضل محمد صاحب دامت برکاتہم) میں ہے کہ قرآنِ کریم میں کسی عمل کے تعلق سے سب سے زیادہ آیات ہیں تو جہاد وقتال کے تعلق سے ہیں۔ ناچیز نے تمام قرآنی آیات کو جمع کر کے مستند ترجمہ اور متفق علیہ تفسیر لکھ دی ہے۔

### ۱۰) ملفوظاتِ رمضان ۱۴۴۱ھ:

رمضان المبارک میں نمازِ عصر کے بعد خانقاہِ قادریہ میں جو مجالس ہوئیں ان کا موضوع قرآنِ حکیم تھا۔ چالیس ابواب میں فہمِ قرآن کے تعلق سے اہم اصول بیان کئے گئے ہیں۔

# مولف کتاب ڈاکٹر سید محمود قادری کا مختصر تعارف

**وظیفہ یاب گورنمنٹ میڈکل آفسر وطن: ضلع بیجاپور، ریاست کرناٹک**

سلسلۂ نسب ۲۲ پشتوں پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جا کر ملتا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں عربی زبان سیکھ کر قرآن وحدیث کا ترجمہ کرنے کے قابل ہو گئے تھے اور اسی زمانے میں دارالقرأت والدّینیات الکلیمیہ حیدرآباد سے تجوید کی سند حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانے ہی سے اکابر علماء سے خصوصاً حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے تعلق رہا۔

طب کی (یم۔ بی۔ بی۔ ایس) کی تکمیل کے بعد حفظ قرآن بھی کیا۔ شہر بیجاپور میں گذشتہ ۴۰ سال سے آپ کے خطبات اور قرآن وحدیث کے دروس کا سلسلہ چل رہا ہے۔ حق کی یافت اور مردان حق کی شناخت کے بعد احقاق حق اور ابطال باطل کا بے مثال فریضہ انجام دیا اور تا حال انجام دے رہے ہیں۔

۲۰۰۵ء میں حضرت مولانا محمد قمرالزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم سے خلافت واجازت سے سرفراز ہونے کے بعد ''خانقاہِ قادریہ'' قائم کی، جہاں پابندی سے مجالس کا سلسلہ چل رہا ہے۔ روزانہ ۱۰، ۱۲ گھنٹے دینی کتب کا مطالعہ ہے اور ۱۹۸۹ء سے (جب آپ کا تبادلہ گلبرگہ سے بیجاپور ہوا) ہر تین روز میں ایک ختم قرآن آپ کا معمول ہے۔ روزانہ چار مساجد میں آپ کے درس قرآن اور درس حدیث بھی پابندی سے ہو رہے ہیں۔ یہاں کے ہر خاص وعام کے لئے آپ کا وجود مسعود حجة الله فى الارض (زمین پر اللہ کی حجت) ہے۔

ایں سعادت بزور بازوے نیست    تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(ماخوذ: از توفیقِ ایزدی)

جاری کردہ:

**خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی جامع مسجد وجۓ پور (کرناٹک)**